

हिंदुस्तानी एकेडेमी, पुस्तकालय
इलाहाबाद

वर्ग संख्या.....

पुस्तक संख्या.....

क्रम संख्या..... 1312

الحمد للہ
 شمس
 جگو

ایک نہایت سچے فارسی زبان کے قصے سے بہت سی بہتر فصیح اردو میں

جناب

نشی مجید شاہ حسین مرحوم کسندوی تخلص بہ انجسم ملازم

سرکار آصفیہ خیر نظام گکر نے ترجمہ کیا

حسب فرمایش

محمد شفاعت علی بنجر سلم بکلا کھنسی این آبلو لکھنؤ

با اول

مشافہہ مکملہ شفاء آبلو لکھنؤ
 شمس

چندہ لٹریچر

قیمت			
۱۸	(تاریخ)	شہاب لکھنؤ	(۱)
۱۸	"	مرقع اودھ	(۲)
۱۸	"	تاریخ تمدن	(۳)
۱۸	"	فلسفہ کی تعلیم	(۴)
۱۸	"	خورشید بدر (نظم)	(۵)
۱۸	(ڈراما)	ہرغ لیلا مجنون	(۶)
۱۸	"	فاسم وزہرہ	(۷)
۱۸	(ناول)	اسرار رنگون	(۸)
۱۸	"	نشتہ	(۹)
۱۸	"	خون عاشق	(۱۰)
۱۸	"	کشمہ رقابت	(۱۱)
۱۸	"	ناوک حسرت	(۱۲)
۱۸	"	کشتہ جفا	(۱۳)
۱۸	"	نیرنگ وفا	(۱۴)
۱۸	"	بدر النساء	(۱۵)
۱۸	(قصہ)	ملکہ و فقیہ	(۱۶)
۱۸	(سئلہ)	بہشتی زیور گیارہ حصہ فی حصہ	(۱۷)

المشتر شفاعت علی علوی نیچر مسلم کب ایجنسی مین لاہور

[illegible]

الناس مشرق

بسم اللہ الرحمن الرحیم
و نصلی علی رسولہ الکریم

آمادہ گشتہ ام مگر مشب نظارہ را
پیوند میکنم جگر پارہ پارہ را

لو ہم بھی ہو لگا کے شہید و نین ملے جاتے ہیں جس رنگ پر آج زمانہ مشا
ہو ہے جس دُھن میں ہر ایک شخص جو کچھ بھی گنہگار ہو۔ مست نظر آئے گا
جس سو دے کو آج بازار میں بہت ارزان لے سکتے ہیں۔ جس تافسے میں گو کچھ
بھی لطف نہ آیا ہو مگر تعریفین نفت موجود آج اسی گردہ میں ہم اپنا نام بھی لکھا سکتے
دیتے ہیں۔

در غزن جگر گر چند جمع بود دلال گشت دیدہ ہر امان فرو ختم
یعنی ایک فارسی قصے کا ترجمہ ہدیہ ناظرین ہے۔ اس کتاب کے تفصیلی حالات
کے واسطے ایک مستقل دیباچہ درکار تھا۔ مگر نہ میں بالفعل کلمہ سکنا ہوں اور نہ امید
کہ اسکے ملاحظہ کی تکلیف گوارا کیجیے۔

در عشق گفتگو بخوشی حوالہ ایست اہل نظر نگہ ز تغافل گزشتہ اند
مختصر یہ ہے کہ اصل کتاب سید علی سلوی فارسی ہندی آمیز زبان میں مستطبی
میرے پاس موجود ہے۔ سال تفسیف ۱۲۰۵ اور تاریخ کتاب ۱۲۰۶ ہجری ہے۔
شریف مصنف نے لہجہ عشق و محبت کا واقعہ نہایت سادہ الفاظ و عبارت میں

لکھا ہر شکست اور نفع غالب بہت ہی کم اور سچا قصہ ہے۔ اس لیے دیکھنے والے وہی
 کچھ تھام لیتے ہیں۔ یہ سب تو ان کے لیے تھا کہ وہ اپنے دوستوں کو بتا دے کہ
 تو ان میں کتنے تمیزدار اور دانشور تھے۔ ان کے ہر قول میں ایک نیا نیا
 مصنف کے مذاق اور لیاقت کاغیرہ کے متعلق کچھ نیا کچھ کہتے تھے۔ ان میں ہر ایک کا
 ناظرین کے ذوق تسلیم اور امتیاز پر چھوڑا جاتا ہے۔ میں نے تو اصل قصے کے جگر
 سوزا شریہ اپنی بہت سی راتوں کی بیٹھی بیٹھ کر کو قریب ان کر دیا ہے اور مدتوں
 بچاؤں رہا ہوں۔

یہ سب کے پیش آگے جو ہے یہ تو ان کے خون محروم ہوا محل ازلیہ الیہ اند
 میرے اکثر دوستوں نے اس کتاب کے ترجمے پر بار بار زور دیا۔ مگر مجھے اپنی اہمیت
 واستعداد کا اندازہ خوب بخارم تھا اور اپنی چادر سے ہاتھ پھیلائے
 کا خمیازہ سن چکا تھا۔ کبھی بھولے سے میں عامی زبان پر آتی اور اتنی مشکل و زبرداری
 کی جرأت نہ دیتی تھی۔

خوارم نہ آجنان کہ درگزر و دو سال باور کنم اگر چه ہم از آسمان رس
 گزری کمال اور لاذک خیال اہل فن کی نظر ان کے سامنے نہ لایا میں نے ان کو بہت
 سے کہنا تھا اور کتنے چین لگائے تھے۔ یہ سب شکر کے
 بچہ بہت کچھ ہیں۔ میں نے کہا ناؤ ایک مشغلہ ان کے لیے مہیا کر دوں۔

عمر بہت کم آوازہ منصور کہن شد من از سر نو جلوہ دم دار و بر سن را
 زیادہ مجبور ہی یہ آپری کہ میرے عزیز دوست منشی محمد خور الحسن صاحب کا کوڑی نے
 اصرار کو ضد کی حد تک پہنچا دیا کہ اس کا ترجمہ کرنا چاہیے ناچار میں نے بحکم آذر دین
 دل دوستان جمل است و کفارہ میں سہل۔ اس جو حجم کو اپنے سر لیا اور جا و کلا
 سحر بیان نثاران وقت کا منہ چڑھانے کو آمادہ ہو گیا۔

برداشتی نقاب زویدین بر آدم در گفتن آمدی ز شنیدن بر آدم
 افسوس ہو تو یہ کہ جو کام اس وقت میں کرنے پر مستعد ہوا کاشی کی کچھ برسوں قبل لیکر بیٹھا
 جب دل و دماغ کسی قدر ٹھکانے لگے اور بعض سامان طبیعت کے ابھرنے کے زیادہ ہونے
 و برآمدی اس پر نگار سر مست زودت ندیم دامن از دست

یہ شائے نہ تھی اور اگر ہی کا فراموشی دھڑکی نہیں میری سے کہاں پر یہی ہوا
 کہ صاف و لیل جو جس سے مجھے اتنا اطمینان ضرور ہو گا کہ نہ رہا حق و نور
 کو بھی ہر سے آگے آئی اور شکر کہ تیرا دل ہوئی بستی کو کسی کو دامن نہ کیوں پر
 کرنے لگا۔ یعنی میرا عجب کوئی کہ ہیکر شمار کرے بیٹھے گا اور سی کو کیا پڑی ہو گئی ہے

ہوے کو نہ شائے پر کا مادہ ہو جائے۔
 کس عمارت پر گشت و زمین از بیت حرم تاد بنگدہ در سایہ ایمان رستم
 ان طہیت کا لگا اور زمین سوڑو لگا کسی کا خاص حصہ نہیں ہر اس سے بے
 دیکھ نہیں کہ اچھی زبانوں اور پر اثر مذاق سے میرا دل زار بھی موثر ہو جائے اور
 اسی وجہ سے فونی کے امتضا سے میں نے بھی ہو کر مشکل کام نسبتہ دہندہ لیا ہے
 نہ آج نہ ہر کاری اور ناول نویسی کی مہر ترقی انشا پر وازان وقت کی عالی
 و نامی اور روشن خیالی کی بہ نسبت بہت اونچے مقام پر ہو جانا تک میرا اور اس کا بھی
 شکوہ پر شکوہ رکھا ہے نہیں ہو چکا سکا نتیجہ یہ نکلا کہ اگر او کا کمال اسٹے درجہ پر ہے
 تو میری نسبت کمالی بھی اپنی شان و تہذیب میں ایکلی لٹا آئے گی۔

ناراضی سے سر جان بخشہ ہوا
 در عرصہ حیات برابر فسادہ ایم
 در عرصہ حیات میں کتاب و کلمہ جو اس طرح کر بھی ملاحظہ فرمائیں گے
 تو میری جگر کا دی اور عو قتا یہ دلی رنگ آمیز نوئی و ادبیہ پر بہن چڑھی ہے
 نازم تازہ دلی انسیرہ خاطر ان سر سہری ہار جان از خستہ ان
 جمید کہ بلند نگاہ نامترین خاکسار کی بساط اعتقاد پر نمودار کے ترس کھائیں گے
 اور صاف سے عیو۔ یہ وہ بڑا ہیہ دور ہے کہ

بہر حال یہی ہر حال میں ہے کہ
 گستاخی پر و آمدن از بال و پا و سست

خاکسار محمد شجاع حسین کسٹڈی

علامہ سیرکار نظامہ نظام گلبرگہ قمریہ

بخیر مضلل المبارک السلام جہری مطابق ۴ - اردو ہفت روزہ

یعنی پیر حسین شاہ رسید قاسم شاہ سندھاء اللہ تعالیٰ جناب نا ا صاحب قبلہ کے نزدیک ترین ت
و قاسم سی شہر میں رہے اور جو کچھ چھ کھانا انھیں کی عزیز شفقت کا نتیجہ ہے

مصنعت کا نامہ مالکی سلسلہ اور طاعت کا قصہ

پیر سے نا ا صاحب قبا حکیم میر محمد نواز حضرت سید عظامو حوی کی ادا اور پیر اور
عم و فضل خدو صاحب حکمت میں کچھ وقت در فریہ دیر کیا چاہے آپ کے والد شاہ و پیر شاہ
بادشاہ کی وقت میں شمس شاہ جہان کی کو قریب رہے اور صاحبہ اراک شاہی میں شامل
ہوئے وہیں شاہی بھی کی سنت ملے حسین جبکہ والدہ فرجہ کی شاہی ہوئی اسوقت حکیم صاحب
موجودہ نواب عنایت اللہ خان پسر حافظہ المکسب حافظہ رعیت خان کی سرکار میں با ا
با قیارت تھے اور شہر بہل میں اتوار کی گزین بعد خرابی و تباہی حکومت وندوستان میں
نا ا صاحب بطور ملک صاحب مہر کو نسا رنگہ کا پیر کی سرکار میں پیر ہمشیر و نا ا و پیر
کوٹ کے تھے اور یہ پیر صاحب رنگہ مالکی تھے مگر نہ جیسے جیسے شمس تھے یہ مالکی
رنگہ صاحب جب کلکتہ سے دوبارہ کانپور میں آئے اور کہ فیل ہلیڈی صاحب کا بیٹہ رنگ
افسر نے زیادہ رسم و رواج سمجھتے تھے تقاضا ہوا پیر ہمشیر لایا اور اپنے کاردار سے عدم
توجہ ہوئی تو بہت نار و پیر اسکے ضدہ دوق سے کہ پیر یا صاحب نے نا ا صاحب سے ذکر کیا کہ
مجھے جو وہی پیر الفرمش اپنا خانہ فی کا نا ا صاحب کتاب دیکھنے کی ہمت نہیں ہتی اور
اکثر میرا رویہ نفعت تلف ہوتا ہے اگر آپ کو کار کا پیر چھ اٹھ سکے کہ افضل کوئی دوسرا
کام آپ کے ذمہ نہیں ہے دیکھو میں نے کہ تیرے بہتر ہو نا ا صاحب نے اٹھارہ کیا اور کہہ کہ
اگر حسن شاہ اس کام کو قبول کرے گا تو آپ کی غایت پوری ہو سکتی ہے چنانچہ
رنگ صاحب نے مجھ کو بلا کے امر کیا اور میں نے بعد چند شرط کے اسکو قبول
کر لیا اگر چہ میری کوئی تنخواہ معین نہ ہوئی تھی مگر رنگ صاحب چونکہ ایک بڑا عالی منشا
اور فیاعی و شریف اور شریف پرور اور نگر نہ تھا میرے ساتھ ساتھ بڑا سادہ لوگ اور مراعات کے
علاوہ غایت ہی عزت اور توقیر کرتا تھا اور بار بار ایش قیمت اشیاء اور معتد بہ نقد سے

ملنے کا بیج کی مٹی گری سراجی جیسا آئندہ معلوم ہو گا۔ مترجم۔

۱۵۔ اس میں معلوم ہے کہ رنگ صاحب صنف کے نام سے فارسی یا اردو خط و کتابت میں۔

تو چپکار باہر فرمایا کہ چچا اس وقت گنجیناں اپنے پاس رکھیے۔ میں پھرے ونگاہیں خوش ہوا کہ اس جملہ دن سے نجات ملی دوسرے دن صاحب نے اس عورت کو نکلا دیا میں نے سختی سے صاحب سے جا کر سفارش کی مگر اس نے ہرگز قبول نہ کیا تب میں نے کہا خیر اگر آپ اسکو نکالتے ہیں آپ کو اختیار ہو مگر میں بھی نہ ہونے مجھے بھی خدمت کیجیے۔ صاحب نے کہا تم کسی باتیں کرتے ہو ورتھاری زمین جو میں نے کہا ہوا کہ اگر آپ ہربان ہیں تو کسی کی دشمنی مجھے ضرر نہیں پہونچا سکتی ناچار صاحب نے پھر اسکو بلوایا۔ مگر تھوڑے ہی دنوں میں وہ اپنی سزا کو پہونچ گئی یعنی صاحب نے مجھے خود اسکو ایک خدمتگار بننے نخطہ دیکھ لیا؟ سیوت بہت نفیختی سے کہہ کر آیا۔ غرض کہ خانی عہد سے تنگ صاحب نے اتہا بچہ ہربان تھا اور کمال آزادی اور خود مختاری سے میں بسر کرتا تھا میری عمر اس زمانہ میں پندرہ سولہ برس کی تھی اور مانا صاحب نے بریلی سے اپنے متعلقین کو بلو کے قصبہ بننے کے لیے جو کانپور سے دو کوس دور بکسٹون ہو سکتی تھی اور چونکہ کوئی تعلق خدمت باقی نہ رہا تھا اکثر خانہ نشین رہتے تھے میں اور چھوٹا بھائی میر حسین شاہ اور چچا زاد بھائی میر محمد یوسف شاہ ان بعض قراہت داروں کے کتب میں رہتے تھے اور صاحب نے میرے لیے ایک عمارت بنوایا تھا اور جبکہ صاحب کا ذاتی مکان مع ضروریات عام وغیرہ اس زمانہ میں زیر تعمیر تھا مجھ سے صاحب نے فرمایا کہ تم اپنے بنگلہ کی درستی علی درجہ الکمال کرو چنانچہ اسی وجہ سے میں ان روزانہ بنگلہ چھوڑ کر نقشہ روشن علی صاحب کے مکان میں (جو مانا صاحب کے دوست تھے) جا رہا تھا اور در وقت نماز یہاں سے پاس آجاتا تھا تاہم حشر محبت میں دعائیں دون کا واہ کیا شے جو سلامت رہی قسمت میری

طبیعت آتی ہو

بہر نظر چلا ہو کچھ قاتل میں آغ کس بلا کا ہو کلیجہ کس غضب کا یہ رہ ہو اس زمانہ یعنی ۱۱۷۵ھ میں کب کا بخشی کلن صاحب نامی ایک نہایت عیاش مزاج گھوڑا بہر غالباً بھلریا کوک ہوگا۔ مترجم۔

بخشی سے مراد صاحب فوج قدیم محاورہ فارسی کے اعتبار سے صحیح مگر عندے اور اسکی امارت پر قیاس نہیں ہو سکتا کہ محاسب تھا میں سمجھتا ہوں کہ ایک تنگ افسر کو بخشی لکھا ہو کہونکہ قدیم زمانہ میں بخشی وزیر جنگ کو بھی کہتے تھے جیسا کہ سکندر نامہ وغیرہ میں لکھا ہو۔ مترجم۔

چنانچہ روخانی شہری اسی کو کہتے ہیں کہ وہ لوگ جسے روخانی کہتے ہیں
 اسے اسی کے ہنگام کے برابر سے کہتے ہیں کہ ایک دن محمد اعظم نامی گویا جو شہری زمانہ
 طقم کا قلعہ تھی، تھا اور جسٹریہ سے تاسا سے شہر سانی غنی بلند کی پرکھڑا تھا محض دو
 کے سلام کیا، اور ناما صاحب کے مستفسر تھا ہوا میں رہنے پر اب مناسبت دید یا اسے کہا کہ اگر
 ایک مینی ہو اور کچھ خیال نہ فرمائیے تو غریب خانہ میں دو گھر کی اسکے سے قدم نہ فرمائیے
 مابہ ضرر و دشمن کے طر سے وہیں آئیے انھوں نے ادا ہر سے
 جھ سے موت میں پھر نہیں پڑا گھر سے اتر کے اسکے ساتھ چلا دیا وہ نے ایک قریبے پال
 کے نیچے جو ان لوگوں کے گھر سے کا مقام تھا لے گیا وہاں اور بھی گویے بیٹھے تھے
 انھوں نے میری قتل کی اور شہری زمانہ میں یہ حال محمد عظیم سے پوچھا محمد اعظم نے
 انکا جواب دیکے مجھ سے کہا کہ میں سنہ ایک شخص کو چند فارسی غزلیں لکھانے سے ادا ان کو
 لکھوایا ہو مگر بعض اشعار انھیں شہر معلوم ہوتے ہیں آپ فرما تو مجھ فرما کے آؤ صحیح کو بیچ
 میں وہ غزلیں اس سے لے کے دیکھنے لگا۔ اس پال کے نزدیک سے میری پر
 ایک خیمہ کھڑا ہوا تھا اسکے سامنے نگہرہ ہشت چارے تھے اور وہاں ہی اسکے
 ایک کا ہی چھپرہ تھا اور چھپرہ کے نیچے ایک باس دو پائین اور پانی
 خفین غزلین دیکھنے دیکھتے آکھڑا تھا اسکے خیمہ کی طرف سے ایک کدہا ہی تھا کہ وہاں ایک
 پری پیکر نہایت حسین لباس فاخرہ اور زیور گران بہا پہنے ہوئے خیمہ سے بیٹھا تھا اور وہاں
 چلی گئی اور قریب سے میری یہ حالت دیکھ کر کہ کبھی خیمہ کی طرف تھی اور کبھی غزلوں پر ترجم
 بالی چوں پہ ادا لوٹ گئی ابھرے جوین پہ چالوٹ گئی
 اتنے میں کسی کے آئینکی چاپ معلوم ہوئی میں نے سراٹھا کے دیکھا تو وہی عورت
 جسے میں اکیس برس کا سن ہوگا عباسی رنگ کا دو شانہ اوڑھے ہوئے قریب میرے
 تخت کے آئی اور ان لوگوں کو اُستاد جی کہہ کے سلام کیا میرے قریب محمد اعظم بیٹھا
 تھا اور تخت کے نیچے اُسکا بیٹا اسی کے قریب وہ کھڑی ہو گئی اُسکا حسن گلوسور
 اور رنگ سرخ و سپید دیکھ کے مجھے خیر سا ہو گیا حقیقتاً بہت کم ایسی صورت دیکھنے
 کا اتفاق ہوا تھا

وہ شریلی آنکھیں وہ شریلی صورت وہ ہنسنا بھی کھل کر نہیں جانتے ہیں

حقیر امانتوں کے اُس نے کثیر زبان میں پھر پوچھا جس کا جواب تمہارا علم نے اس طرح دیا
 کہ میں سمجھ گیا میرا حال پوچھتی ہو اُس کے بعد تین زبان پھر غمیری طرف چلی گئی تھیں اُس کا جواب
 سخت ناگوار ہوا اور دل کو پہنچی کسی پیدا ہو گئی ہر چہ پھر چری کا دھت تک ہوا جاتا تھا زمین
 چاہتا تھا کہ پھر پایا اُس صبر و ضبط کو اس لیے دیدہ و راستہ وقت کرتا تھا ۔

خود دیر کی کہ جو ہر یک روز دیکھ لیں چلتی ہو اس طرح شری تلو اور دیکھ لیں
شمار بھی دیکھتا تھا اور بعض جگہ درست کرتا جاتا تھا اور اسکو سمجھاتا بھی تھا اسے یوں دو
عورتیں ایک تیرہ چودہ سال کی بہت ہی سرخ رو سپید گر نقشہ بے تک غم و لہاس
اور قیمتی زیور پہنے ہوئے سپید و سنہلا اور ستے دو مہری پچیس برس کی عمر والی قرعہ اندام
گندمی رنگ متوسط درجہ کی پور شاگ پہنے پالون کی طرٹ سے چھائی جانب آئین
اور اسی طرح استاد جی استاد جی کہہ کہ کوناد کہ کے کشمیری زبان میں میرا حال پوچھا
اور ایک سے کہا کہ استاد جی کیا کتبہ کہ میں میرا علم اسے کہا کہ یہ دسی غزل میں ہے جو میرے
لکھنے والی تھیں جو کہ کہیں غزل میں ہے میرا صاحب قلم درست فرما رہا ہے کہ کہ کے
دونوں پلنگ پر بیٹھ لیکن ذرا دیر کے بعد ایک اٹھی اور جب جاگتگی میں پڑتو غزل میں
دیکھ رہا تھا اور سوچتا تھا کہ کاش میرا کلام میرا جانی تو دیکھ لیتا

موسیٰ سے کہہ دو طور یہ جایا کرین نہ روزِ آخر
اچھے نہیں ہیں برقِ جلال کے سامنے
یہ ایک جو عورت اٹھ گئی تھی اپنے ہمراہ ایک تازین سو سے
میانِ آفتِ جانِ دوشیزہ
سینہ سالہ لے کے آئی جسکا چہرہ رنگ اور چشم شہلا تھا
تھا دھاتی تھی کافرِ ادالی
نے ہڑا یا مانو یہ پڑا ہوا تھا۔ نہایت زرق برق تھا اس اور زیوریں پہنے
بستنی دوشالہ اوڑھے اس دلفریب ادا سے آگے کھڑی ہو گئی کہ جلیان گر ٹہرے۔
انگاہِ شوق نے کس کی کیا کر یہ کہا میری جگہ بھی کوئی جلوہ گاہ میں رکھے
میری آنکھ کھنی کی کھلی رہ گئی اور محوِ حیرت ہو گیا۔

بجلیان دیکھنے والو نہ گراتے آئے تم جہ ہر آئے اور دہر آگ لگاتے آئے
عجبیسی رنگ اسکا اور چہن وہ گدرا یا ہوا

میری آنکھ چار ہونے کی تیر عشق سینہ کے پار ہو جاؤں جستم افروز ہوں جان دل و اون جوان ہیں
بالکل شش نامہ میر تران اور نہ بچ جس وحشت کا جو گلاب کھینچیں تیرا نہیں غول سے نہ گزرتی ہے اوج

نیمہ ہوا لی جو شہ مارا اور شاہ پھر پھر کے سینہ کے اندر رکھ لیا۔ حکم کیا کہ جان تھر تھرا یا بلکہ غور کا
 کہ نہ باقی سے گریں۔ پہن لڑتے ہیں ہر گھم پڑا اور سینہ اختیار نہ پاں سے نکلا ہے۔
 گویا عشق مرق و ناز جان سے ہے۔ ایسی خبر و دولت کی کہ جو جن میں ہوا ہر کی
 میں اپنے دل میں حیران تھا کہ پروردگار تو نے کس تیرا مت کی صورت پیدا کی یہ تیرا اپنے
 تیرا تیرے ہوا ہے

بچہ جوانی ہوا بھوکے چہ لڑکھیں۔ دو دغا بازوں کے تیرے میں ہر جہاں اٹھا
 میرا صبر و قرار جو تیرا اور ازل میں جو قدر ہوا تھا اس قدر آگے لے کر لے کر لے کر لے کر
 بڑی مشکل سے میں نے حواس درست کیے اور دیکھا تو پہلی عورت بھی اتنی جوان تھی کہ
 چنگ پہنچے تھے۔ مگر وہ شوخ طعنے زباں کی صواب کڑے کھڑی ہو گئی اور میرا طرہ
 اس ناز سے دیکھا کہ میں کیم غلام کے رہ گیا ہے۔ ریاضی

شوخی سے ہر شکوہ کے گوشے اتر گیا۔ جس عجب پر نگاہ پڑی دل بنا دیا
 امیر اس ناز سے غلام نے دیکھا۔ نگاہ میں بول اٹھیں وہ لے لیا دل
 ایک عورت نے پوچھا استاد ہی کوئی غور دست ہوا مجھ اعظم نے کہا ہاں کئی شہر
 آپ نے بنا دیے ہیں اور وہ اصلاح شدہ شعر بھی سنائے میری پری جمال مشوقہ نے
 کہا استاد ہی کیا یہ صاحب شاعر ہیں میں۔ نہ جواب دیا نہیں بندہ شاعر نہیں ہو کر ہے
 کچھ ہیں مگر خون کے سیلے ہر مصوری۔ تقریب کچھ تو بہر ملاقات چاہئے
 محمد اعظم نے میری اور نامہ صاحب کی حد سے زیادہ تفریق کیا۔ اب ان کے گھر میں چکا سر جھکا
 حیران بچا تھا اس نہ جہین نے فرمایا یہ سب کچھ معلوم ہوتا ہے یہ صاحب۔ اور تو اپنے تئیں نہیں
 کبھی تھکے نہ کوئی نہ سمجھ ان بھولے جالوں کو
 سمجھتے ہیں یہی کچھ چاہئے داروں کی چالوں کو

میں نے کہا کیا کون مجبوری ہو

یکہ سن و بر سر قتل اند پر نراوے چند۔ دے بر صید کہ یک باشد و صیاوے چند
 محمد اعظم نے کہا کہ انہی میر صاحب خیر تو ہر اس قدر سر جھکانے آپ کہوں بیٹھے ہیں نے
 کہا مجھ کو ان کی وجہ سے شدہ کا دور و سر ہے صرف تمہاری خاطر سے بیٹھا ہوں مگر ملاقات
 میں نہیں کہ کچھ آٹھ سکے

یان لعل نیر سنا ز سہ با تو نہیں لگا یا
وے پیچ کو ہر زلف آتش یکمی دل کو
اُس نے کہا واقعی شدت درد سے آپ کے چہرے پر ایک رنگ آتا ہے ایک جہاز
کا اندھ بھی آپ کے ہاتھ سے لڑ گیا تھا خیر اسوقت تکلیف نہ آتا ہے پھر دیکھا بامیگہ سینے
کا مہین کیا مضائقہ ہو جسقدر ہو سکتا ہو درست کیے دیتا ہوں اپنی پھر عثمان سے
کچھ دینا لگا اور اپنے جان بچی نظر نہ دیکھ یہ شعر پڑھا ہے ریاض۔

دل کو درد غیر وہی ہو کہ کچھ بھی نہ ہو
شے زین بیل عورت سے روچھا آتا روچھو سے اور شے جیسا سب سے کہا کی مائت سے
اور کب سے جو اُس نے کہا کہ شے آگے آنا صاحب کی خدمت میں مدتوں سے نیاز رکھتا ہے
ہنوز یہ فقرہ تمام نہ ہوا تھا کہ اس عورت نے کہا آپ پھر بھی تشریف لے آئیے گھبراہٹ سے
کہا بشرط فرصت از کار و بار خاوندان۔ یہ سنکے میری سخن شناس معشوقہ نے کمال
شوخی طبعی اور بے ساختگی سے مسکرا کے کہا۔ ہر گاہ ایشان خاندان دارندیس شان
رافضت کے دست دہیدہ کہا اور طباب چھوڑ چھپت ہو گئی ہاے اسوقت یہ سہرا

عجیب حال ہوا ہے

کلیں کس طرح پر باہر نظر دیکھتے جاؤ خدا کے واسطے ہر سیر دیکھتے جاؤ
ہر چند چاہتا تھا کہ مضبوطی کر لے مگر فہم غلبہ آتی اور دل کی الجھن وہ فٹائے دیتی تھی دل و
جگر کے پرچے اڑے جلتے تھے سر پرکھتا تھا آنکھیں بند ہوئی جاتی تھی کچھ عجیب حال
تھا اور جی چاہتا تھا کہ پھر ایک بار اُس سے مل جائے۔

دیکھو سہ قریب کے ذرا اومیر سے جانید لے

چونکہ کمال سہ طاقت اور مضبوط ہو گیا تھا تھا عظمیٰ نے کہا کہ آپ درد سزا و برجالی بہت
ہی پریشان ہیں آنکھیں سرخ اور پر آب ہیں اسوقت تشریف لے جائے استراحت فرمائیے پھر پھر
اب تو جاتے ہیں بہت کدہ سے پھر ملین گئے اگر حندہ الایا
جب بنگاہ پر پہنچا نہایت بیداری سے بنگ پر گر پڑا اور کچھ سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ کیا ہو گیا
یہاں بہت سے شہر کسی پرانی تشریف کے لکھنؤ میں حسین کا ایک یہ ہو۔

پسٹ گرے کمان چھوڑا سنے در کو بنا جاری جلا میں اپنے گھر کو

اسوقت کے اردو شاعر وہی ہوئے جنکا ذکر پرنسپل نے اپنے خیال سے در اول میں لکھا ہو
میں نے یہ سب شعر چھوڑ دیے۔ مترجم۔

دیکھا ہر نگہ میں چہاں شیخ کچھ بولچے ایمان کی تویہ ہو کہ ایمان تو گیا
چونکہ سرکاری کارروائی بند تھا بہر حال چڑھے بہار و نور میں بھلا کر میرے آگے آگے بھاگتا تھا
دوسرے کا ہانہ کر کے چڑھا کر کوئی کچھ بولتا تھا خاموشی کے سوا کچھ جواب نہ تھا
بہر حال تو کیا کہیں دل کو اس سے کیا شیدا کہ جانتے تو ہیں لیکن بتا نہیں سکتے
رات کو ٹھہرایا کچھ تھا یا نہ پایا ویسا ہی لیٹ رہا مقرراری سے کر دین پر لڑا تھا کسی
بہل چہرہ نہ تھا۔ محمد اسماعیل فریج سے

چین بستہ کار بار و کرد و آسودن ندا
شب ہنس شب چون خیال کا کل خمدار بود
سارہ رات تڑپتے گذری ہزار دن شعر پڑھتا تھا اور زار و قطار روتا تھا جب صبح
ہوئی تخی روشن علی نے کھانے کے لیے بہت اصرار کیا میں نے طبیعتی مشکل سے دو
ایک رقمہ کھائے اور سواری ہو کے گہری چاہا جب اس مقام پہنچا آہستہ آہستہ ٹھوڑا
پھلکا کہ شاید محمد اعظم یا اسکا بیٹا مل جائے اور کوئی تقریب اندر جانے کی ہو
اسٹریٹ کا ہو کہ کلم باد یہ پیا آتے کوئے جانا نکی ہو اجا کے لگا لائی ہے
ساعت کی ساعت ترقیت بھی کیا مگر ہاتھ کوئی نہ ملا۔

ترہ کو جو ہم کل سطح سو جا جا ٹھہرے
چل چکا ہے تھکے تھکے طرے بڑھکر ذرا ٹھہرے
جی چاہتا تھا کھڑے سے گر پڑوں اور جان دیدوں ہاں کسی کی رسوائی نہ کر دوں
غیر میں بے طلب جانا مناسب نہ سمجھا اور محروم دایوں روتا ہوا دیکھتا تھا
شوق نظارہ تراکیب کے لایا تھا اسے گر چہ حق قیس کے پار نہیں سلا سلائی
دیکھ لیتی جو اٹھا کر تو ترے ٹوٹے ہاتھ لیلی اتنا تو نہ تھا پر وہ حمل بھاری
غرض کہ کل کی طرح آج بھی نگہ میں لیٹ رہا مگر اس غیر معمولی حالت سے سب کے سب سب
حال تھے تا آنکہ صاحب بہادر خود میرے نگہ میں مزاج پر سی کو آئے میں نے دوسرے
وغیرہ کا ہمانہ کر دیا وہ چلے گئے میں ایک عجیب حالت اضطراب و تشویش میں رہا اور اپنے
حال زار پر خود ہی اندوس کرتا تھا غضب تو یہ کہ نہ میرا جانا ہو سکا نہ اسکو خبر نہ کوئی
یار نہ ٹھکسار نہ نامہ بر نہ پیام رسان۔

نہ گذر بار تک اپنا نہ بغیر اسکے قرار کس پہ آئی ہو اور آئی ہے طبیعت کیسی
رات کو اور بھی آنکھن نے ترقی کی بے چینی سے باؤں پہ لایا۔ مجھ سودا کی ہوا دیا کبھی

زار زار روتا تھا اور اپنے دل خانہ خراب کی کسی اور مصیبت پر افسوس کرتا تھا۔ بیٹھے بٹھا۔
کس خدا بہ میں گرفتار ہو گیا ہے۔

دل ہو کہ کسی طرح بہتا ہی نہیں ہے میں لاکھ بھانڈوں سے بھرتا ہی نہیں ہے
بالجہ آجکا دن اور رات بھی پرستو رنالہ و شبنم میں گزری ہے
دن گنا فریاد میں اور رات زاری میں کئی عمر کئے کو کئی پر کیا ہی خواری میں کلمی
تیسرے دن پھر اُس مقام پر تو ٹھٹھ کیا مگر کوئی نہ ملا چار جنگل پر آیا اور عصر کے وقت نزدیک
و خیرہ کا زاوہ ہنگامہ ہوا میں نے فرد حساب اور رہ پیون کی تھیلی و دفون بھانڈوں کے
حوالہ کر دی کہ تقسیم اجرت و غیرہ کر دیں اور میں سوار ہو کے بخشی مجاہب کے جنگل کی طرف
گیا وہاں محمد اعظم کا بیٹا کافر تھا مجھے دیکھتے ہی اپنے باپ کو دوش کے خبر کر دی محمد اعظم
میرے راہ گذر پر آیا اور نہایت ادب سے سلام کر کے کہا اگر رضی مبارک ہو تو ایک گھر طے
لیے خیمہ میں قدم رنجہ فرمائیے کہ مجھے کچھ عرض کرنا ہو میں اس تقریب اور درخواست کو نعمت
غیر مترقبہ سمجھا اور بلا غور ٹھٹھے میرے آگے اس کے ساتھ ٹھٹھے پر چڑھا۔

چلتا ہوں تھوڑی دیر ہر اک راہرو کے سنا پہچانتا نہیں ہوں ابھی راہبر کو میں
محمد اعظم سے کہا آج صاحب خانہ نے نیاز کی جو جو نعمت خاب پیر زاوے اور سیدین شہرک
فاتحہ ہوں موجب کمال خیر و برکت ہوگا اور ہم لوگ بے انتہا ممنون منت ہوں گے کہ
کہا بہتر ہے۔

بڑے پاک طینت بڑے پاک باطن ریاض آئینہ کچھ بہین جانتے ہیں
محمد اعظم مجھے چٹھا کر خیمہ میں چلا گیا تھوڑی دیر کے بعد ایک شخص متقی صورت کو ہمراہ
لا یا میر (قد مبوس) کرا کے کہا کہ صاحب خانہ اور چارے مالک آپ ہی ہیں تینے اُس کے
ساتھ بہت حدت افتاد کیا ہے کہ اب آپ یہاں نہ بیٹھے خیمہ میں چل کے تشریف رکھتے
میں نے کہا بہت اچھا اور میرا دل سینہ میں ٹرپ گیا اس حالت کا اعادہ ممکن
نہیں ہے۔

مرا جذب دل انہی خلوت میں پہنچا خدا ہے جو رہ جائے پر وہ کسی کا
جو وقت خیمہ میں پہنچا گو یا ظلمات سے چشمہ حیوان پر آگیا پہلے دیکھا کہ ایک عورت جس کا سن
تھینا تیس برس کا ہوگا نہایت سُرخ و سفید کشمیری وضع کمال نکلت سے بر شان

انکے دشمنانِ رضائی اور مسدود ہوئے تخت پر بیٹھی ہر جھگڑ دیکھتے ہی اُسٹھ کے سلام کیا اور تخت
تحت ایک کرسی پر بٹھلایا وہاں ایک فقیر خمیر سی بھی بیٹھا ہوا تھا اور ایک عورت
سن رسید سیاہ قصبہ سر پہ باندھے ہوئے اتھا اور کاروبار میں مشغول تھی دوسری
عرف گھانسی دیکھیں چڑھی ہوئی تھیں تھوڑی دیر کے بعد محمد اعظم نے کہا کہ
قبلہ فاتحہ کر دیجئے میں نے کہا زیادہ تر فاتحہ خوانی کے مستحق یہ فقیر صاحب ہیں مگر

سب نے میری نصیحتیں کیں کہ آپ ہی فاتحہ کیجئے کہ موجب برکت ہے ریاضی
پار سائی کا یقین غیر کو دواتے ہیں کہیں بھولے سے نہ آجائے تبسم جھکوں
میں نے کہا کہ اچھا یہ فقیر صاحب اور کل مرد ایک طرف کھڑے ہوں اور صاحب نیاز
معہ تمام عورتوں کے دوسری جانب رہیں اسکو سب نے پسند کیا جب میں فاتحہ کو کھڑا
ہوا اپنے مقابل اُس پر ہی جمال ترم آرا کو دیکھا امیر

باقی نہ دل میں کوئی بھی یارب ہوس رہا چودہ برس کے سن میں وہ لاکھوں برس سے
کہا نکی فاتحہ اور کیسی فاتحہ میں اور ہی دھن میں محو نظارہ جمال یار ہو گیا اور اُس تمام
مجمعِ خواب میں اُسکا منتخب حسن اُسکے بے خطا تر نگاہ کے وار اُس کی بانگی ادائیں
جو کچھ میرے ساتھ کر رہی تھیں میں خود اُسی کے جوہر و ستم عشوہ و ناز سے داد طلب
تھا اور بے اختیار کہتا تھا

قیامت میں بانگی ادائیں تمھاری ادھر آؤ لے لون بلائیں تمھاری
بظاہر قرارِ فاتحہ کو میں نے بہت طول دیا یہاں تک کہ مغرب کا وقت آگیا اگرچہ جب
بھی ختم کرنے کو جی نہ چاہتا تھا مگر مجبوری سے تمام کیا
منتظر اُسد م مخاطب اس طرف جاننا ہے کہ لو باتیں آنکھوں میں گو جلسہ بگیا نہ ہے
وہاں سے بال میں آکے مغرب کی ناز پڑھی محمد اعظم کو تنہا پا کے میں نے پوچھا یہ سب
کون لوگ ہیں اور کہاں سے کس لیے آئے ہیں

سابق و حال کے جلوے کو مطابق کر لیں آئینہ بھیجے لے وادی امین اُن کا
اُس نے کہا جسکو میں نے آپکا قدمبوس کرایا تھا اعظم جی اُسکا نام ہے سابق میں تجارت
پیشہ تھا اور نہایت مدبر ہو شمار آدمی ہے اتفاقاً اسکو تجارت میں نقصان
عظیم ہوا جس سے ودالہ نکل گیا آخر اس بُدی عورت نے جو قوم کی کسی اور اُس کے

خیر کی ہر اس کے نام چیل جان پر۔ یہ مشورہ دیا کہ تو علیحدہ ہو جاؤ میں چند عورتیں جمع کر کے
 اندوستان کی طرف جاتی ہوں اور طائفہ نام کر کے بیسرفقات کی صورت نکالو گی چونکہ اعظم
 کے مطلع ہو اور منس بھی ہو گیا تھا جسکے کہنے کو مان لیا اور اس حوالی نامی عورت کو جوشانی
 رہنمائی اور ٹھہرے تھی کشمیر سے ساتھ لیا پر پڑے اس کے ساتھ اتنا ہی بھی ہودان سے
 ہوں میں آگئے اس بستی و دشت کو پیدائش عورت کو جسکا نام گیدن ہو بیسم ہو بنایا
 اور اب بھی ہی عورت زیادہ تر اسے لیے ذریعہ معاش ہودان سے لاہور میں آئے
 اور چند عورتوں کو جو چاہیں باقی کر قربت دار میں جمع کیا اور بغراعت بسر کرنے لگے تھا جان
 نامی ایک عورت جس جس جان کی تہی شوہر اور بستے تھی چیل جان اسکو اپنے ساتھ
 ہمیشہ رکھتی تھی و نہایت حسین چہرہ بھی تھی اسکو ایک بھان بھرنارے نوکر لے کر لیا اور
 آخر کار بغیر انکی رہنمائی کے اس کے ساتھ مل کر گیا ایک لڑکی اس سے پیدا ہوئی چند روز
 کے بعد وہ سرور مر گیا اور صاحب جان اس کے اقربا کی وحشیانہ حرکتوں سے خائف ہو کے چیل جان
 کے پاس بھاگ آئی مگر چند ہی روز کے بعد وہ بھی سرور کی عظم جی ہستے اس لڑکی کو جسکا نام جان پر
 اپنی زیر نگرانی میں لے کر باہر از بنیت ورجہ اس سے محبت کرتا ہو اسکی تعلیم و تربیت بھی
 صرف کثرت و تاکید تمام کی اور اب وہ کھنڈے پڑے ہوئے تھے اندوستان کے پوچھا وہ لڑکی
 اب بھی ہو یا نہیں سنے کہا کہ وہی ہو جو بستی و دشت اور طائفہ نامی عورت کے
 برابر شہری تھی میں نے اپنے دل میں کہا آہ آفت جانو اگر وہ اسکی تربیت سے ریاض
 زخم بولے تھے میں پر چھو جو نشان قاتل کا باقیں لڑنے میں اب زخم سے مرید اسے
 محمد اعظم نے کہا کہ اعظم جی کیجئے میرزا کی اس سے بہت ہی محبت رکھتی ہو گی کہ اپنے بیٹے کو
 بنایا ہو اور ان کی طرح اسکی خاطر داری اور نگہ رانی کرتی ہو۔ یہ تو سبھی اسکو بہت جانتے
 اور اسکی ناز برداریاں کرتے ہیں۔ اعظم جی کو اسکا گانا ناچنا منظور اور پسند نہ تھا مگر اسکی
 نانی چیل جان کی ناکہ جو کب باز آتی اسلئے ایک برس سے اسکو قص و سرود کی تعلیم دلائی
 گئی ہو۔ یہ نیم اعظم جی کہتا ہو کہ اسکو کسی اشراف کے ساتھ کتھار دنگا اور اب تک وہ کیلی نہیں
 گئی ہو چند انگریزوں نے خواہش بھی کی مگر اعظم جی اور میرزا کی نے قبول نہیں کیا۔
 اچھوتی ابھی بے اعمری کنواری ہے مینا کی نیل پری
 میں نے پوچھا کہ وہ خود سال عورت سپید و شاد اوڑھے کون بھی اسے کہا کہ چیل جان

کی بھانجی جو اور بی جان نام جو چند روز پہلے ہوئے جو لیر صاحب نامی انگریز نے ہائوسور و پیر ہائوسور پر
 نوکر رکھ رکھا اور اب وہ چلا گیا ہے جب سے یہ کہیں نہیں گئی ہر صرف گاہ بن لیکن صاحب کے پاس
 تین سو روپیہ ماہوار پر نوکر ہو اور پچیس روپیہ خانم جان کی میوہ خوردی کے لیے دیتا ہو علاوہ
 اس کے ہر ہفتہ میں ایک ہجرا ہوتا ہو تیس روپیہ انعام ملتا ہو ان مقررہ رقوم کے سوا نقد و جنس
 اور مرصع زیور وغیرہ بہت کچھ بخشی ہوا ہے لیکن کو دیا ہو تین سنے لگا کہ اس کی کیا وجہ کہ آج
 سب سے خانم جان کو آکر اس سے ویراستہ زرت برقی میں دیکھتا ہوں وہ بے انتہا زیور
 پہنے ہے اور گو یا دلین بی ہوئی ہو یہ ریاض

آٹھ بی بی کی جو مے گی وہ چیز جو کچھ آٹھ بی بی ہے

اس نے لگا کہ خانم جان کی ماں ہر سال اس کی سالگرہ بڑی وقار و وسعت سے مناتی تھی وہ سب سے پہلے
 ساتھ روپیہ کا کھانا مقرر کیا ہوا تھا تاکہ تمام مساکین کو تقسیم کیا جاسکے۔ اس سال بھی اس نے اس کی سالگرہ منائی تھی
 اور آج وہی تقریب سالگرہ ہو اس لیے بی خانم جان سب سے زیادہ مسکندہ پشت کے اور زیور
 بیش بہا پہنے ہیں اس کی ماں کے پاس نہایت بڑی درجہ کا قیمتی مرصع زیور اور جواہرات تھیں
 اعظم چمکے وہ سب خانم جان کو دیدیا ہو بلکہ اپنی طرف سے بھی سب سے زیادہ زیور ہوا دیے ہو پھر بی بی
 عورتوں میں جس قدر قیمتی اور افراط سے خانم جان کے پاس گنا ہو کسی کے پاس نہیں اور
 فی نفسہ خانم جان سب باتوں میں خوبی مزاج۔ صفائی۔ شعور۔ تیز طبیعت۔ ذکاوت۔ ذہانت
 نزاکت۔ نفاست میں سب سے فائق اور کتنا ہو

آنکہ میگو بند آن بہتر حسن یار ما این دار و آں نیز ہم
 اسکے سننے سے میں بھولا نہ سنا چونکہ دیر ہو چکی تھی میں نے سواری طلب کی اسی دم ایک خاص
 خیمہ سے آئی اور کہا کہ استاد جی بی مرزا کی کہتی ہیں کہ پیر صاحب کو جانے نہ دینا اور خیمہ کے
 اندر بلائی ہیں میں نے کہا کہ آپ بات ہو گئی مجھے جانے دو پھر کبھی آؤں گا محمد اعظم نے
 کہا کہ قبلہ تو مناسب نہیں ہو در حالیکہ کوئی اس قدر آرزو اور منت کرے انکار نہ جائیے
 اور دو دعوت ممنوع ہیں میں نے کہا بہتر ہو کہیہ کہ میں تو یہ خدا سے چاہتا تھا غرض کہ میں خیمہ کے
 اندر گیا۔ کیا تو خیمہ کے مسطرف دوسرے ڈیرے اور پاں میں کھانا تقسیم ہو رہا ہے مگر
 میرزا بی میرے انتظار میں خیمہ کے اندر تخت پر بیٹھی ہے مجھے دیکھتے ہی تعظیم کے بعد
 بہت تباہک سے ایک کرسی پر بٹھالایا محمد اعظم بی دوسرے تخت پر بیٹھ گیا اور میری تعظیم کرنے لگا

میرزا علی نے کہا جناب آپ نے کہاں بندہ تواری فرمائی ہماری خوبی قسمت سے آپ کے قدم ہاں تک
آئے ہیں یہ ہماری عزت افزائی ہوئی، ورنہ فی الواقع آپ سے بکودین و دنیا میں توقع
بہتری بہت کم ہے۔

وہ شیفہ کہ وہ بھائی حضرت کے زہد کی تعریف کیا گویند۔ رات مجھے کس کے گھر ملی
جبکہ آپ نے اس قدر خوش و خوشی فرمائی ہے کہ ایک عرض اور بھی قبول فرمائیے یعنی اگرچہ
معدہ کے سبب عمر و دولت کا اندازہ نہ ہو لیکن یہ سیدہ یہاں بھی با محنت و مشقت فرمائیے تو اولش ہکو
اشتبہ ہو جا رہا ہے، اب عرض افکار و راجح مسرت ہو، رافہ بس کہ آپ دن کو تشریف نہ لے
اور نہ جلسہ بھی ملا، اور فرمائیے کہ ابھی سنیے، سنیے، سنیے، بات بات سے کہتا رہا، میرا قصور ہو
جو میں نے چلے سے بھلا کر نہیں دیا، جب اس طرح کھانے کے لیے اصرار ہوا میں نے کہا
کہ اول تو میری عادت کسی کے میان کھانے کی نہیں ہے لیکن خیر آپ لوگ محض خصوصیت
و محبت سے مہر ہوئے ہیں تو مجھے عذر نہیں مگر میں بے لطف کھانا نہیں کھاتا چنانچہ
اس بات کو بندہ میری زبان میں بایں باتوں میں نے ادا کیا، بخیر ہے ایسا روکھا پھینکا کھانا
بندہ کے پسند خاطر نہیں برزائی، پھنس پڑی اور کہا دن کے جمع اور گانے کا اظہار
اس وقت ممکن نہیں ہو لیکن جو کچھ ہو آتا ہو سنا دینگے اور ایک کثیر کو بلا کے کہ اس
گلابدین اور خادم جان اور بی جان کو بلا لا اور محمد اعظم سے کہا کہ تم بھی صدیق جی وغیرہ
سازندوں کو لے آؤ کیونکہ ہکو میر صاحب کی خاطر منظور ہے وہ اُدھر گیا اُدھر گلابدین
اور بی جان اور محمد آگئیں میرزا علی نے اُسے سب حال دہرایا کہ میر صاحب چونکہ جوان
خوش مزاج اور میرزا شریف ہیں ان کے بغیر گانے بجانے کے اُنکو عذر نہ کھانا کھالینا کیونکہ پست
آتا سیلے میں نے کو بلا دیا ہو۔ ٹھوڑی دیر میر صاحب کا جی خوش کر دو گلابدین نے
کہا بہت بہتر یہ ہماری سعادت ہو۔ محمد اعظم وغیرہ سازندے بھی آئے اور سازندوں کو
ملائے گئے۔ میرزا شریف کہ یہ تو بڑا غضب ہے کہ سب آئے مگر وہ شوخ طعنازی ہی
نہ آئی پھر کیا لطف خاک لینگا۔ یہ سوچ کے بیٹے کہا کہ شاید صاحب تقریب کو اس فن
سے کوئی لگاؤ نہیں ہے اس نے کہا نہیں صاحب نام خدا میری ضامن بہت ہی

اس کا نام آگے کہیں نہیں آتا جو اس سے قیاس ہوتا ہو، جہاں ہوگی مترجم۔

خوب گئی ہو اور اگرچہ بہت کم اس نے تعمیر پائی ہو۔ مگر بہت ود بہت بڑھ گئی ہو میں نے
 کہا تو اب بھی قحب ہو کہ آپ سب اس قدر ہمدانی فرمائیں اور جسکی تقریب ہو باوجود ہمدانی
 اور دوست کے نہ تشریف لائیں تھیں میرا فی صبر سے اس کئے سے چونکہ میں چڑھی اور گھبران
 سے کہا کہ ان میں خانہ خانہ گمان ہو آئے کہ ہر تقریب طعام کی سیر ہو پھر سب کئے کہ سیدتی
 بلائے کو آئی سب تو اٹھ کھڑی ہوئیں مگر خانہ جان بٹک پر لیٹ گئی کہ صبر اس پر بٹکتا ہو
 اگر بی ایمان ہو چھین ہو کہ نہ یہ شے ہی میرے ہوش اڑ گئے اور نہ بے بین ہو گیا کہ
 جسکے یہ سب دھوکا دے گئے وہی مطلب نہ حاصل ہوا پھر یہ گناہ جو اتو میرے سینہ
 آواز نوہ و شیون ماتو ہے دیکھو اس سنگھ نے شاید یہ رنگ ڈھنگ دیکھ کے یہاں لیا اور در
 کا جانا کر گئی میرا قلق اور بھی ترقی کر گیا اور سوچے گا کہ اب کونسی فکر کیجائے جو وہ غارت
 گر ایمان ہو اور میرے انھیں کو مٹا دے۔

وہ کیوں اٹھ کے محفل سے غفلت میں آئیں وہ کیا جانے کیا مدعا ہے کیا
 اتنے میں مرزائی نے کہا کہ خیر مضافہ نہیں اتو آپ سے نیاز حاصل ہی ہو گیا ہو پھر کسی دن
 جلسہ کریں اور آپ کو گانا سنائیں گے خانہ جان بھی گائیگی، ہر چند اس نے باقی ہستائیں
 مگر مجھے چین نہ چھوڑا میں نے کہا تحریرت ہو صاحب مجھے کچھ ایسا زیادہ شوق نہیں ہے صرف
 آپ کی غایت دیکھ کے پئے۔ بے تکلفا نہ یہ بات کہدی تھی کہ افسوس ہو تو اس بات کا کہ آپ
 سب تو ہمدانی فرمائیں اخلاق صرف کریں اور صاحب تقریب دیں الگ الگ رہیں اس
 سے مجھے تو کھٹکا ہوتا ہو کہ شاید میرا آنا انھیں ناگوار ہو اور مرزائی نے کہا نہیں صاحب
 میری خانہ اس قدر کچ خلق اور بے تمیز نہیں ہو کہ آپ کے تشریف رکھنے سے ناخوش
 ہو بلکہ یقین ہو کہ حقیقتاً رات کو جاگئے سے دروس ہو گیا ہو گیا اچھا میں خود جاتی ہوں اور
 بلائے لاتی ہوں، میں نے کہا کہ اسکی کیا ضرورت ہو کہ خواہ خواہ آپ تکلیف فرمائیں پھر اعظم نے
 ہر صاحب آپ انکے جلسہ دیکھے خانہ جان کا یہاں ہونا اسوقت بہت ضرور اور اس کی
 سعادت ہو غرض کہ مرزائی تو آدھری بی بی جان نے گلبدن سے کہا کہ نام حسد
 میر صاحب بڑے ہی خوش مزاج اور محبوبہ اوصاف ہیں خصوصاً آپ کو اشعار کس قدر یاد ہیں اور
 اس خوبی سے پڑھتے ہیں آئے کہنا واقعی ترنے تو میرے منہ کی بات چھین لی میں کہنے ہی نہ
 اتنی کہ جب تک صاحب کوئی شعری پڑھے میں اتنا کہنے نہ پاتا تھا کہ یہ آپ کا حسن ظن ہو

کہ میرزا فی خان جان کو لیکر آج پوچھی اور میرے منہ سے کل گیارہ سالگ سے
وہ زیب شہستان ہوا چاہتا ہو مجمع پریشان ہوا چاہتا ہو
خراں خراں چلے آتے ہیں وہ گلستان گلستان ہوا چاہتا ہو
گلبدن نے میرزا فی سے سب باتیں دھڑائی اس سے کہتا ہے کہ میرزا فی بوجھتا ہے ہر شے
ہیں کچھ سنا ہے کہ بہ طرف سے اصرار برائین نے اسوقت حسب حال چند شعر
چیت - خیرین سے

پریندہ اسے رنگ نرغودہ اسے کیست میدلم طبع نہ اسے دل زادوار ہائے کیست میدلم
اس نے رجا زول برقا شیر فرامین ست دانکہ لسیان کرد و خواہیت یاومن ست
آن کیست کہ میرزا فی کہ ہر لائق ہشتن نیست شرم سے آید مراد آنکس کہ صیادین است
شد فی دفتر گذشت مارا تیرے ز جگر گذشت مارا
انوقت سب نایب محتاط ہوئے اور تھوڑے ہیں کس، مگر اس سنگر نے ایک حرف بھی منہ سے
نہ نکالا خواہش سر جھکا کے بیٹھی رہی ہے

دامن کی شکن دور سے لیتی ہیں بلائیں بل یار کے ابرو کا اترتا ہی نہیں ہے
میں میرزا فی تھا پروردگار کس نے اسے کاغذ کدیا کہ میں تم پر مڑتا ہوں مگر تجھے معلوم ہے
کہ یہ شے فکر اس ناندہ خواب دلی ہو محمد اعظم نے پوچھا فی خان جان خیریت تو ہے مزاج
کیسا ہو رہا کیا کہوں استاد جی اسوقت دور و سر شدت سے ہے گلبدن نے کہا
کہ جب تک کہ میرزا فی تھے اچھی خاصی تھیں ہم اُسے کہ اُنکا مزاج بگڑ گیا پھر تو ہم چلے آئے
معلوم نہیں پھر کیسی رہیں تھیں نے کہا کہ یہ میری خوش قسمتی ہے سب ہنسنے لگے مگر
وہ مسکرتی تک بھی نہیں ہے

تیرے ظلم پہان ابھی کون جانے فقط آسمان آسمان ہو رہا ہے
اسوقت بے اختیار جی چاہا کہ اُنکے بلائیں سے کون گلبدن نے کہا اُچھا تم چپ بیٹھی رہو

یہ اسطرح بہت سے شعر حضرت نے پڑھے جسکے تین حصہ باج صغون پر مبن ایک عام
عاشقانہ انداز کے دوسرے حینون کی تعریف میں تیسرے اپنے حسب حال میں نے
وہ سب چھوڑ دیے - مترجم

حکایت نہ کرو اس نے کچھ جواب نہ دیا اور سر جھکا کر ایک سکوت کے عالم میں ہو گئی مترجم
میرے ہاتھ سے بھی مخاطب نہیں ہوا شاہر
تیرے چپ نہ ہوتے انداز بیان ہوتا ہو
میرے بوجہ کا شاعر ہوا جو کچھ میں دو تین دن سے ضبط کر رہا تھا کہ دل بھرا یا اور کلیجہ
اُسٹھ مٹ گئے سبہ صبح نہیری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور بچکیاں بندہ کسین
غزلوں بھی پڑھیں سو زوگداز کی تجھ پر جیسے چھپ کر دیا اور ایک سمان سا بندہ گیا اسوقت
میں نے اس کی طرف متوجہ ہو کے کہا

نہی از دل زود تا تو دامن بخشائی مشکل آسان نہ شود تا تو زبان بخشائی
گلہ بان و نیر وئے سکر کے ایک دوسرے کر کیا اور بھلا بچہ کہ میری کار فرما نے
ایک تان اس طرح کی گویا رنگون سے جان کھینچتی ہو۔

بچپن بلبل مری برق فشان سے خبردار اپنے اپنے آشیان سے
ساتھی یہ غزل حضرت حافظ شیرازی کی شریعت کی غزل

یارب آن شمع شب افروز کا شاد کیست جان ماسوخت بہر سید کہ جانائے کیست
حالی خانہ براند ز دل و دین من است تاہم آغوش کسے ہاں ہر فایہ کیست
بادۂ اہل لبش کز لب من دور مباد راج روح کہ و پیمان کہ و پیایہ کیست
دولت محبت این شمع سعادت پر تو باز پر سید خدا را کہ بہر وائے کیست
بہد بہر کیشش افسونی معلوم نہ شد کہ دل نازک او مائل افسانہ کیست
اس شعر کو کر رہے کر گایا

یارب این شاہ و شاد و ماہ رخ و ماہ افروز در یکناے کہ دو گوہر یکدہ کیست
گفتسم آہ از دل و دیوانہ حافظ بے تو
زیر لب خندہ ز زبان گفت کہ دیوانہ کیست

اس غزل سے عالم ہی اور ہو گیا سب کی حالت متغیر تھی اور وہ سنگ مر جھکائے جس
طرح گاہی تھی ہرگز نہیں اٹھاتی تھی بین غزل سے سمجھا کہ اس کے دل پر بھی کچھ اثر ہوا ہو

بندہ دیکھے خام جان کیا ستم کر رہی ہے اب لون کا کتاب میں ہی لگیا چو طین شروع ہو گئیں
جواب تو بہر جستہ اور شافی دیا۔ مترجم

ہرگز یہ لغت نہیں ہوا تھا میرزا کی نے کیا سب آپ پر قدم کی حرکت جو اسی اثنا میں بلبل جان
نے خاموشہ کو بھیجا کہ بی میرزا کی آپ آگے اپنے سامنے سب کہیں حصہ چھوڑ بیٹھے میرزا کی نے
نفرے سے اجازت چاہی اور غصہ کیا کہ میں نہیں آپ کو چھوڑ سکے نہ جان لیگن بھیج رہا ہوں
بغیر مہر کے تقسیم نہ ہو سکے گی انشاء اللہ اگر زندہ گی باقی ہو پھر خدمت گزاری کو حاضر
ہوں اور صحرا عظم سے کہا معلوم ہوتا جو میر صاحب کو کسی سے تعلق بھی ہو جب ہی تو یہ گہرا رہے
سوز و ساز طبیعت میں ہو گلبدن نے کہا داتو مجھے بھی ایسا شبہ ہوتا ہو بیشک کسی
برہی پیکر سے آنکھ لڑا گئی ہے بقولے۔

دل آشفتمہ چشم خونبار داری مگر با محبت سرو کار داری
میں نے مسکرا کے میرزا کی سے کہا کہ میں تیرے عاشق ہوں اُس نے تھمکہ لگا یا کہ میسری
خوش قسمتی پر مجھے خود ورشک کرنا چاہیے میں نے پھر کہا صاحب میں کہاں اور عشق کہاں
میرا سر شوریدہ اور قلب ناتوان اس بار گران کا محل کیسے کر سکتا ہو
تجھی سے ہیں لے میرے خواریاں نہ بھائی بہاری تو طاقت نہیں
ان طبیعت میں اضطراب اور چوٹ فطرتی ہے جس سے بے چین ہو جاتا ہوں اور آتشو
نمل بڑتے ہیں۔

دلیں اک درد اٹھا آکھوں میں آنسو بھرے بیٹھے بیٹھے ہیں کیا جانے کیا یاد آیا
گایا یہ نہ نہیں کے کہا ہے بی میر صاحب خود ہی میرا پامعشوق ہیں نہ بھلا گا کہ کسی پر
عاشق ہونے لگے اور بڑے نصیب اُس کے جس پر نال ہو جائیں اُس کی قسمت کی قسم کھانا
چاہیے۔ مترجم۔

بسطون جاؤں حسین لوٹ ہوے جاتے ہیں غجب انداز سے پیدا ہوئی صورت میری
یہ اس پر میری شمع مزاج جانان نے کہا کہ میں تم بھی لگے ہاتھوں عاشق ہو نو ہستی گنگا
میں ہاتھ دھو بلکہ مناسب تو ہے کہ عاشقی کا پیغام بھیج دے ایسا مال نفعیہ لقمہ حرمین مل سکتا ہو
نیکہان نے اسکو ٹال کے پھر کہا کہ آپ کچھ ہی کیے ہیں نہ مانو گی بیشک کہیں آپ پھنسنے
ہوئے ضرور ہیں وہ تو آپ کا ہر انداز کے دیتا ہے کہ کچھ دال میں کالا ہے

چشم بیدار تر نہ بنے باشد ہر صدف پر گہر نہ بنے باشد
 میری مشق نہ ہے اس پر فرمایا کہ ایک شعر مجھے بھی ایسا ہی یاد آیا جو ہے
 ہو لے بادہ اگر نیست درست یعنی دل پر آتش و چشم پر آب یعنی چہ
 بن نے کہا ہے صاحب عشق کرنے کو بھی حوصلہ اور دل شوریدہ درکار ہے مگر میں
 پہلے ہی کہہ چکا کہ ایک لگاؤ البتہ طبیعت میں ہو جس سے بے اختیار
 ہو جاتا ہوں

لیکا ہی بڑا بزم حیدران کا ہمیں بھی راتوں کو پہونچ جاتے ہیں ہم نہیں بد لکھ
 پھر میں نے دینی زبان سے یہ شعر چھا البتہ

سو دل سے تازہ بسر زلف کردہ ایم لگا ہوا نیشتر ز سود و زیاں ہنوز
 دل اک بت پہ شیدا ہوا چاہتا ہے خدا جائے ایسا کیا ہو اچھا بتا ہے
 اس پر سب ہنس پڑے ہر چہ میں نے وہ الفاظ کہے مگر اس نے اوپر نعرہ میں کرتا تھا کہ کیوں
 میں نے یہ کہا اور روسے کو ضبط کس لیے نہ کیا آتشوں کی کیا جوتا گریب کیا ہو سکتا ہے
 سحر ان ظالمہ اشک کیجئے کیونکر نکلا نکلتا ہے وہ کو سون دیا ر حران سے
 ایسی ہی خوش گلیاں ہو رہی تھیں کہ دوبارہ کسیر آگئی تھی غصہ کرتی ہیں جلد آجیے تیرائی
 اٹھ کھڑی ہوئی میں نے کہا کہ سب صبروں سے ایسی مرنائی کی اور اس قدر
 موقوف فرمایا کہ جیسا شکریہ ادا نہیں ہو سکتا کہ وہ میری زبان پر ہی خراسب کو ہمیشہ
 خوش رکھتا جو کہ رات دن وہ اپنی تیرائی سے مجھ سے زیادہ احسن رہتے کاتو
 نہیں کیا مگر کہ وہ راتیں تیرائی کے لیے کہہ کر کہ ہمارے اومیدان سے دولت
 خانہ نہیں دیکھا ہے اپنا خیر لگا رہتا رہتا ہے کہ پتھر حصہ بھیج دے جائے وہ میرے
 ہر کہ کو بھی اور ہر شے کو بھی
 اس طرف بھی آنکھ لگے جو نہ کہے نہ کہی میرے نزدیک میں گڑا ہوا ہوں وہ دہم ہر کہ کو نہ

حسن شاہ آدمی خوش رہا اور نوجوان تھے اور وہ ایللیان سب کی سب طبیعت و اچھیں بہک
 کو بجاسے خود انکی طرف میلان ہوا۔ انکا بھید لینا ضرور پڑا اس لیے یہ آکر چھان دور دور
 چرہ میں ہونے لگیں۔ مترجم۔

میں نے کہا انشاء اللہ ضرور ہر وقت فرست آیا کرونگا اور آدمی بھی چھوٹے سے جاتا ہوں
میرزا کی تو قصہ یہ کہ جلتی بدنی میں بھی سنا ٹھہری آج کل کھڑا ہوا وہ سب بھی اُسے
گلبند نے کہا کہ میر صاحب پھر کی ضرورت ہے؟ انکو دانتھیں کے کہاتے

غلام حضرت عظیم کرم ہمارے منست ہر آنکھ بندہ جو اندہ مرا خداے منست
آپ سب صاحبوں کی عنایت چاہیے اور سب کی طرف ہاتھ سے اشارہ کیا میری جان جان
نے تنک کے کہا کہ پھر میری گلبند آپ پر عاشق ہیں البتہ اُنکی ہر بانیوں کے آپ
منظر ہیں اور وہ آپ کی "میں نے کہا فریم یون بھی اچھے رہے کوئی عاشق ہے تو کوئی
مشتوق سی فرمایا کہ دوڑن ہی ہو گئی دوسرے کو کیا غرض میں نے کہا کہ میرے
وہ نادان اسجان بھولے ہیں ایسے کہ سب شیوہ دشمنی جانتے ہیں

اب تو چارنا چار چلنا ہی پڑا رخصت ہوتے ہوتے یہ شعر پڑھو دیا ہے
میں جاتا ہوں دل کو ترے پاس چھوڑے میری یاد تھک دلاتا رہے گا
چونکہ دل آئے کو چاہتا نہ تھا اور اب کوئی حیلہ بھی نہ تھا لہذا میں نے گلبند سے
کہا تو کیا یاد کر دگی چلتے چلتے چند شعر سنائے دیتے ہیں۔ اُسے کہا وہ نیکی اور پوجا

ضرور ارشاد فرمائیے "اشعار یہ ہیں
بلبل ہر گلی نشان دہد از رنگِ دیو تو
پر دانہ با چسراغ کند جستجوے تو
تا اشد مہمان از بہر بازگشت
خواجہ دانست کہ من عاشق و بیخ گفت
حافظ از نیز بداند کہ چہ نیم چہ شود
نہتا با تو ناز نیست واقف آن پرورد
ز خوشی عالمی راوار دک با عالم نے نشان د
گلبند وغیرہ بہت ہی خوش ہو میں اور محمد عظیم سے کہا کہ تجھے غضب کیا کہ اتنا
آپ کا ذکر نہ کیا آپ تو تیرا بارغ و بہار ہیں کاش ہیکہ پہلے سے آپ کا حال معلوم
ہو تا تو بڑے لطف سے گزرتی ہیں۔ اُنے کہا یہ سب آپ کی میرا کی تو چھوٹا لڑکھو ہوں یا باور
میرزا نے ہر جو اپنے قبل از وقت کہیے ملاقات مہدی اس نے کہا خیر اب ہوئی ہے

جو اس طرح شعر چوتھے ہیں مہترم
اسے یہ لفظ مصنف ہی کا جو۔ مترجم

آہستہ آہستہ ضرور بھی ایسا نہیں ہو گا جیسے میں نے کیا نہیں رہا تھا۔ شہر و سرور آ رہا تھا اور
 چل کھڑا ہوا ہے۔

جاتے ہیں تیرے کوچہ سے قاتل خزانہ کو کھڑے تو ڈھونڈ رہے ہیں دل صد پاش پاش کے
 جب گھر پہنچا تو دلین کہا یہ اچھی ہوئی برے پھنسے خدا ہی حافظ ہوئے
 جو رزاق بھی ستم آسمان بھی ہے دلی طرف سے یاس بھی ہو خود جان بھی ہے
 اس تازہ چوٹ اور شیفٹنگ کا یہ نتیجہ ہوا کہ کبھی کبھی ریت میں شعر بھی کہہ لیتا اور اُستادوں کا
 بھی اردو شعر سوت سے چڑھا کرتا تھا مگر بخیر طوالت انکو لکھا نہیں مگر میں آکے عجبات
 کرب میں تھا کبھی تو کسی صحبت اور اُس سے بات چیت ہونے کی خوشی ہوتی تھی اور
 کبھی اپنی حالت زار پر افسوس ہوتا تھا اور کبھی سوچتا تھا کہ خدا یا اسکا انجام کیا ہو گا
 اور صورت نامہ و پیام اور صحبت وصال و ملاقات کس طرح حاصل ہوگی یہ مفت کا درد ہر
 اور مذاہب میں جان خدا جانے کیا رنگ لائے ہے

بیٹھے تھے آئے جو شامت تو کیا علاج دل نے کہا کہ آؤ چلین بار کی طرف سے
 اٹھیں اٹھنوں اور ہانکا بیوں میں جہاں ہو گیا میرے نامہ و سب یہ نہیں من کے دوش
 آئے اور دو فٹ تب دور دوسرے کے لیے ششہ تجریر کیا میں اپنے ہی میں ہنسنا تھا کہ مرض
 کیا ہے اور دو کیا تجویز ہو رہی ہے

نشر چرنی رگ جنوں را آگاہ نمی تپید درون را
 پرسان حال زار نہیں کوئی بجز میں ہم دل کا درد کس کو بتا میں کراہ کے
 انہیں دنوں میرا بنگلہ بھی تیار ہو گیا صاحب باور آئے کہا اب امین کیون نہیں اٹھ
 آتے میرے راز و شن علیہ صاحب کے مکان سے اُٹھ آیا اگرچہ دل نہیں چاہتا تھا کیونکہ دفتر
 اس گلی سے آئے جانے میں اس قدر تھی کہ شاید پھر غم میں جانا ہو مگر صاحب کا حکم نہ ٹال سکا
 اتنی مدت میں اتفاق کی بات کہ محمد اعظم سے بھی ملاقات نہ ہوئی کہ کچھ حال ہی معلوم ہوتا
 درد تھا اک دل بیار کا غم اور تپیم اب یہ صورت ہو کہ وہ بھی نہیں پوسان ہوتا
 اگر جسد میرا سب آتا تھا وہ میں اس مکان سے رخصت ہو سکے گا ہر حال میں اعظم کو
 اس مقام سابق پر کھڑا دیکھا مجھ سے مزاج پرسی کے بعد درخواست کی کہ اگر فرست ہو تو
 دم ہر کے لیے ہوئے جائے میں تو چاہتا ہی تھا مگر وہ اندر تو مجھے سے نہیں گیا وہ میں

کھڑے کھڑے یہ خبر تازہ سنا لی کہ بختی صاحب کل براہ دریا کھلتے جاتے ہیں اور ہکو بھی
جواب دیا اب ہمارا رادہ ہی کہ چار گڈ نہ بنا لیں میرے ہوش اٹھ گئے کہ اکیس یہ کیا غضب ہوا
دست سے لگ رہی تھی اب باہم بحث کی تک جس کے زیری مجھ انتظار آج
گرین نے دل میں کہا خدا سبب الاسباب ہو کوئی صورت کر ہی دیجائے

زاہد ہو کہ طالع اگر طالع منست جانم بدست باشد وزلف نگارہم
اتفاق سے اس وقت اندر بھی جانا نہ ہوا اور میری معشوق بھی باہر نہ آئی بہت ہی
رنجیدہ ہوا جبکہ پر آیا تو یہ نیا سو دا ساتھ لایا اب اضطراب و غم کا کیا پوچھنا تھا کی طرح
چین نہیں آرام نہیں ہزاروں خیالات کا ہجوم اور چارہ کا مفقود نہ مونس ہدم نہ خفیق
نہ ہزاروں تو کس سے کمون اور کون تو کیا کون سے

شریک حال عاشق بیکیس ہیں کون ہوتا ہو جو بھی بھی تو کچھ دلسوز آؤ آتشیں مکی
کرو تین ہر گز نہ پہلو ڈکھ گئے اور تارے گئے گئے آنکھیں پتھر آگین دن کا کاشنا
پہاڑ ہو گیا اور رات کا دامن گویا دامن قیامت سے بندھا تھا مومن

دن بھی وازرات بھی ہو گئی جبرائیل کا ہے سے فرق آگیا گردش روزگار میں
رات بھر نیند نہ آئی صبح ہوتے ہوئے آنکھ لگ گئی تو خواب میں دیکھا کہ ایک بزرگ تشریف
لائے اور فرمایا اٹھ میں اٹھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ جناب والدہ مغفورہ ہیں بے اختیار
قدموں پر گر پڑا فرمانے لگے تجھے اس حالی میں دیکھ کر کہیں نہ آیا تم ہرگز پریشان نہ رہنا
نہ ہو خدا کا رسا نہ ہو ایس نہ ہونا اسے یاد کر دو اور سیرکت میں اپنا جی بھلاؤ تاتے
میں میری آنکھ کھل گئی آنسو بھر آئے کماے واسے میں نے کچھ اپنے لیے زیادہ نہ پوچھ
لیا مگر قلب کو سکون تھا اور اس حالت شبینہ میں فرق پایا دل میں سوچا کہ صحن شاہ
رونا دھونا دانائی سے لبید ہو اور اس سے ہوتا ہی کیا جو ہے

بال ویرانہ ہو۔ پرواز کی طاقت نہیں تاک میں عیاد اور گلشن کی دیوار میں بلند
اگر ہو سکے تو اس سود لے خام کو چھوڑ دو اور اپنی راہ لو اور اگر ضبط نہیں ہو سکتا تو خدا پر
بھروسہ رکھو دیکھو شہیت میں کیا ہو بہت بار ناامردی ہو اگر اس روئے دہوئے اور بچہ غم
میں جان دید گے کیا فائدہ پھر وصال کیسا اور بچہ کیساتم نئے انوکھے تو پھنسے نہیں ہو
ہزاروں اس وادی میں آئے انرا ایک نہ ایک دن گامیاب ہوے گو بہت سے نامراد

ابھی سنے گزرا مرقن اور ناکا دیوانی کے ہیں ڈھنگ ہیں جو تم کر رہے ہو زندگی ہو تو سب
 کچھ ہو رہی ہے۔ لالہ تمام نازین سے
 آزادہ شدید بندگی را عشق است در راہ طلب دو ندگی را عشق است
 امر و زچہ کے فوری غم فر دارا لے یا عزیز زندگی را عشق است
 انھیں خیالات ہیں صبح ہو گئی نماز وغیرہ سے فراغت کر کے ہیں نے تبریدی اور
 کتابوں کا صندوق کھولا پہلے جو جزدان کھولا اسین والد مرحوم کی بیاض نکل آئی
 چونکہ اسین سب کچھ تھا اسی کو ہنگ برآ کے دیکھنے لگا چند ورق اُٹھے ہی تھے
 ایک جگہ دو تین عمل لکھے نظر آئے ایک عمل عقد الطریق کا بھی تھا میرے جو میرے آگے
 اسے پڑھنا چاہیے تاکہ اعظم جی کا جانا متوقف ہو جائے حساب جو کرتا ہوں تو وہی دن
 عمل کے واسطے معین تھا اسکو شکون نیک سمجھ کے میں نے عمل پڑھا اور عصر کی وقت
 سوار ہو کے اُدھر گیا مگر وہاں کوئی نہ ملائیے بخشی صاحب کے کوچ کی خبر لینے کے بہانہ سے
 اپنے خدمتگار کو محمد اعظم کے پاس روانہ کیا اور خود دریا کی طرف بڑھا جب اپنے بنگے
 کو واپس آیا عند متکار نے بیان کیا کہ محمد اعظم کہتا تھا۔ بخشی صاحب دو دن ہوئے چلے
 گئے اور ہوا انعام و اکرام جو کچھ دینا تھا دے گئے اب ہم بھی عنقریب جانے والے ہیں کل
 خیمہ بیان سے اٹھاڑے کے ساتھ صاحب کے بنگے کشتی کی تلاش کر رہے ہیں ہنوز کوئی
 ٹھہری نہیں اگرچہ بیان بھی کہی انگریزوں نے نوکری کا پیام دیا کہ ہم کو کوئی ایسا
 صاحب حوصلہ نظر نہیں آتا کہ ہمارا بار اٹھا سکے اسلئے مضمرا را دہ ہو کہ پختار گڑھ
 میں ہو یہ صاحب کے پاس جا میں پہلے بھی اس سے وعدہ کر چکے ہیں اس خبر سے
 میں زیادہ متوحش ہوا مگر۔ ع

در مذہب عشق ناامیدی کفر است

امداد غیبی پر بھروسہ تھا دو تین دن اسی ہم درجائیں گذرے پوچھے دن میں نے

وہ لالہ جی آخر بھاگ بھگے اور یہ نہیں سنا

ہرگز نہیں و آنکہ دلش زندہ شد بہ عشق ثبت است بر جریدہ عالم و دوام
 رباعی کا مضمون الفاظ کی ششکی خصوص دو ندگی کا کنا۔ مترجم۔

خدا شکار کو خبر لانے کے لیے پھر محمد اعظم کے پاس بھیجا وہ خود اس کے ساتھ رہا۔

پریشان چلا آیا

بقیہ راری نہ جگہ پھیل کے سینے بائی اُن کے کہے میں لگا آئے ٹھٹھا نادل کا
میں نے پوچھا خیر تو ہے کیوں اسقدر بدحواس ہو اُس نے کہا ہمیں ایک آفت تازہ نازل
ہو گئی ہے جس سے سب حیران ہیں کل رات کو گلبدن خانہ خواب کسی انگریز کے ساتھ بھاگ
گئی پھر چند تلاش کیا کہیں پتا نہیں ملتا اور اتنے جڑے کارخانہ کا دار و مدار اُسی کی کمانی
پر تھا اب کہاں کا سفر اور کس کا مقام ہوش اڑے ہوئے ہیں کہ یہ بوجھ کیسے اٹھایا اور کیوں
بڑا بار لگے گا گزراں کی صورت کیا ہو گی میں نے کہا خدا راز حق ہے لیکن کچھ فکر بھی کیجی
جو یا یونسی بیٹھے ہو اُس نے کہا فکر کیا ہے یہ شورہ قرار پایا ہو کہ ہم سب تو ہیں رہیں اور
جنبل جان چند ملازم لے کے کسی تیز رفتار کشتی پر سوار ہو کے پورب کو جائے کیونکہ سنا
گیا ہے کہ وہ انگریز پورب کی طرف گیا ہو شاید بچائے مگر ہم جب تک یہاں کیونکر رہ سکتے
ہیں گے۔ خاتم جان کی نوکری اور کسب کرنے سے اعظم جی رخصت مند نہیں ہیں اور
بی جان کی اسقدر گرم بازار میں نہیں کہ معقول تنخواہ کوئی دے سکے اگر آپ کوئی عمل
عنایت کریں تو بہتر ہے میں نے کہا کہ ایک دن اور رات گزر گیا اب عمل کام نہیں
دیکھتا اور اگر چار پہرے اندر خبر ہوتی تو بیشک میں ایک مجرب قونیہ دیتا تاہم اُسکو
اطمینان کو دستک دیری اور کچھ لکھ کے بھی دیر یا وہ چلا گیا جب میں نے یہ خبر سنی
تو کسی قدر تسکین ہوئی اور دوسری فکر سوچنے لگا۔

یہ انقلاب ہو تو بڑا انقلاب ہو

مٹھون می ایک شخص قلبان ہمیشہ منگ صاحب کے لیے عورتیں لایا کرتا تھا اُسکو میں نے
اپنے پاس بلوایا کچھ انعام دیا اور ادھر اوہر کی باتیں کر کے میں نے کہا کہ اس کشمیری
طائفہ کو جانتا ہو اور اُن کے بیان تو آتا جاتا ہو اُس نے کہا ابان سب کو جانتا ہوں اس زمانہ
میں چار طائفہ کشمیری کا بنو۔ میں تعجب تھے سب کے حالات اُس نے بیان کیے گلبدن
کا بھائی اور اعظم جی کا چچا رگڑھ کی طرف قصد کرنا بھی بیان کیا تب میں نے
کہا کہ کین جانتا ہوں اسکو اگرچہ تو اس طائفہ کی تعریف صاحب کے سامنے بیان کر
جس میں صاحب نے ذکر رکھا میں اس نے مسعدی کے ساتھ اقرار کیا میں نے اُسکو

اور چونکہ ان لوگوں کا یہ خیال ہے کہ ان کی خصوصیت کیا ہے اس نے اس وقت صاحب کے
 سامنے پیش کیا کہ میں اور اس طرح چرب رہا ہوں کہ صاحب
 کو رضامند کر لیں تو صاحب نے کہا کہ لوگ بیش قرآن خواند مانگیں گے ان کے
 مصارف میں بھی بڑے ہوسے ہیں استدراجات کا تحمل مجھ سے نہ ہو سیکے متھو میان نے
 کہا کہ بھو عورت سر منشا ہے عیشہ اس طائفہ میں تھی اور بڑے بڑے سردار اس کے
 خوابان تھے وہ تو بھاگ گئی اب تم واجب پر بھی روزہ رمضان ہو جائینگے علاوہ اسکے
 کو خرچ زیادہ سہی مگر جبکہ حضور کا نام تمام اگر یزدان میں عیاشی میں مشہور ہو ایسے طائفہ
 کو ذکر رکھنا باعث ناموری ہو اگر حکم ہو میں ان لوگوں سے بات چیت کر کے معاملہ ط
 کروں صاحب نے کہا اچھا آج میں سوچ کے کل جواب دوں گا تیسرے پر کوجب صاحب
 کے اٹھے مجھے بلوائے کہ انہیں نے عہد کر لیا تھا کہ آئندہ مستقل طور پر ہندوستانی
 عورت نہ رکھوں گا۔ کھڑا کھیل فرخ آبادی کا مضائقہ نہیں مگر اگر مجھ پر نیشگونہ چھوڑا
 تمہاری کیا صلاح ہو میں نے کہا آپ مختار ہیں اگرچہ نام تو ہو مگر خرچ کثیر پڑے گا
 اسکا عمل دشوار ہو صاحب نے کہا کہ میں بھی ہی سوچا ہوں میں نے کہا میں تو کبھی اس
 بات کی صلاح نہ دوں گا فضول خرچی سے کیا فائدہ اگرچہ جاننا ہوں آپ کی طبیعت جس
 طرف آجاتی ہو پھر اس کے انجام پر نظر نہیں فرماتے اور اپنی مرضی کے موافق کر گزرتے
 ہیں مگر میں تو یہی کہوں گا کہ بہتر نہیں ہو کہنے لگا میں نے دو دفعہ بخشی صاحب کے یہاں اٹکا
 ناچ دیکھا اور گانا سنا ہوا فارسی غزلین نہایت خوبی سے گاتی ہیں اور اسطرح بتاتی ہیں
 کہ طبیعت بہت بڑی ہو جاتی تو میں نے کہا تو بس معلوم ہو گیا کہ آپ کا مزاج پیسے ہی راعب
 ہو چکا ہے میرے مشورہ کی کیا حاجت اور یہ بھی عرض کر چکا ہوں کہ جس طرف آپ کی طبیعت
 آجاتی ہو اسے کبھی کے چھوڑتے ہیں مگر میں اپنے چلتے تو ایسے اصراف کی رائے
 نہ دوں گا آئندہ آپ مالک ہیں صاحب نے ہنس کے فرمایا تم خانہ نوین وہی کروں گا
 جو تم کو تھے مگر کل اٹکا ایک وفد گاناس لو اگر تمہاری بھی پسند آجائے تو میں لو کر
 رکھ لوں گا ورنہ خیر میں نے کہا تو یوں آجکا ابعدا ہوں لیکن میں اس بات میں
 اپنی رضامندی کبھی ظاہر نہ کروں گا اگر آپ کی خوشی یہی ہے تو پہلے اُنکے گویوں کو بلوائے
 نیچے اگر پسند آئے خیر ورنہ کچھ انعام دیے رخصت کر دیجیے گا مگر پھر ایک بار غور

میں نہ کہتا تھا کہ تم بہت پسند کرو گے تب تو میں نے کہا کہ اگر ایسا میں جانتا ہوں کہ میرے
 کی بھی صلاح نہ دیتا اُسے کہا آخر کیوں میں نے کہا وہ لیکہ آپ نے اس قدر پسند کر لیا جو اب
 خواہ مخواہ آپ انھیں نگر کر رکھ لیں گے اور میرا دل گوارا نہیں کرتا کہ آپ زیر بار ہوں
 اُس نے کہا جبکہ تم اس قدر اُسے گانے سے خوش ہو گئے ہو پھر کیوں روادار نہیں ہوتے
 میں نے عرض کیا کہ اس لیے کہ مبادا چند روز کے بعد آپ سو قوت کر دین اسپر بگر گئے
 فرمایا کہ یہ بات ارباب است کہ مجھے کیا تراکم ظن تم نے سمجھ لیا ہم میں نے کہا تو پھر اب
 مجھے کوئی حجت نہیں جو صاحب نے فرمایا کہ اب انکو انعام دیکھ رخصت کر دو
 میں نے کہا اس وقت یہ تمہی جانے دیجیے شب گوز نامہ طائفہ کا مگر انوکھ لیجیے اس وقت
 اکٹھا انعام دیدیجیگا اور ٹھکو کو علیحدہ بلا کے میں نے کہہ دیا کہ محمد اعظم کو سمجھا دے میں نے
 تمہاری قرار دہی سفارش کر دی جواب تم لا کر کے چلے جاؤ شب گوز نامہ طائفہ کا مگر
 ہو گا وہ تو سب رخصت ہوئے صاحب نے پوچھا کہ کچھ انعام بھی تنے دیا میں نے کہا اس وقت
 کیا دیتا رات کو کیشیت دیدیا جاو گیا اُس نے ہنس گئے کہ کہہ کر دے خرچہ لی بی ہا دل شاگرد
 نے کندھا پر طور جوان ہستیا میں نے کہا یہ بات نہیں جو بلکہ میری کی خیر خواہی کہ میں سب
 باتوں پر مقدم سمجھتا ہوں صاحب نے فرمایا اچھا پھر تمہارا بھی چاہیے کرو

مگر کہ ہے آج حسن و عشق کا دیکھے وہ کیا کرین ہم کیا کرین
 رات کو صاحب نے چند اپنے انگریز دوستوں کو بھی مدعو کیا اور کھانے کے بعد آٹھ بجے
 ناچ شروع ہوا صاحب نے ہر کارہ بھیجا کہ آپ کو بلاتے ہیں میں نے کہہ دیا جب کام سے
 فرصت ہوگی آؤ گا صاحب نے پھر آدمی بھیجا کہ سب کام چھوڑ کے چل آؤ پھر میں کیا صاحب
 اپنے برابر کسی پر مجھے چٹایا اور گانیکہ حکم دیا خادمان سے کہ ان کو گانیکہ پھر غزل شروع کی

خوشتر ز عشق و محبت باغ و بہار چسبست

چونکہ مجھے معلوم تھا کہ میری محسوسہ کو حافظ کی غزلیں یاد ہیں اور ان دنوں میں بھی یہ غزلیں
 بیشتر کہتا تھا لہذا اس غزل کی فراہش کسبے میں نے صاحب سے کہا غزل
 حال دل با تو کھم ہوس است جسے دل شفقتم ہوس است

۱۔ اس فقرے کو اصل ہی لکھ دیا۔ اس میں لطف ہی اور یہ ترجمہ میں یہ بات کمان۔ مترجم

طلع خام میں کہ تھکے فاش
 شب قدر کے چنین عزیز و غریب
 وہ نہ درویش چنین نازک
 صبا اشیم مدد فرماے
 انجو حافظ بر عسم مدعیان
 ازرقیان منتقم ہوس است
 با تو تار و زخم منتقم ہوس است
 در شب تار منتقم ہوس است
 کہ سحر شگفتہ منتقم ہوس است
 خورند انہ گفتہ منتقم ہوس است

کوئی جگہ توجہ نہ کرنی چاہیو زمانہ مکان میں تو انکا گذر نہ ہو سیکے میں نے کہا کہ جو خیمہ انکی پاس ہو سکو
کھڑا کر دینا چاہیے صاحب نے کہا کہ کس جگہ خیمہ اسادہ کرایا جائے میں نے کہا آپ کے بنگلے کے سامنے
مناسب ہو اُس نے کہا وہ چندان وسیع نہیں جو بان اس میدان میں ہو سکتا ہو جو کوہ ترخان
اور زمانہ مکان کے درمیان تھا رہے بنگلہ کے سامنے ہو وہ جگہ وسیع بھی ہو اور گوشہ
میں بھی واقع ہو

میری تربت پہ ہو کر رہے وہ خانہ غیمہ اور رستہ تعمیر ملتا نہیں چلنے کے لیے
میں نے کہا وہ بان نشیب و فراز زیادہ ہو بخلاف اس میدان کے جو آپ کے بنگلے کے سامنے
ہو مناسب نہ لگتا بلکہ ہر جگہ زیادہ دان ہو اور کرنل صاحب بہادر اداہری سے آتے
جائے ہیں یہاں مناسب نہیں وہی میدان صاف کرو میں نے کہا آپ کی مرضی ہی ہے تو مجھے
کیا غدار کر حکم ہو تو میں اپنا بنگلہ بنگ خانہ کدو میں سپرد چلا کر کے کا شاید تم اس کے رہنے کے
رہا دار نہیں ہو جو یہ باتیں کرتے ہو جب میں نے دیکھا کہ ناخوش ہوتا ہوں سیوتیل بلارن
کو بلا کر دستہ کا حکم دیا اتنے میں مشغول تھا کہ وہی آگیا تھا اگیا صاحب ہفتا ہر انکے
سے اُنکی طرف گیا اُنکو میرا کہ لایا اور سرگرم اختلاط ہوا

تم آئے کہ لاکھ آفتین دل پر آئیں بھگے لوٹنے کا روانے کے آئے
میں نے پیدا روں کو کام میں لگا دیا وہ اپنے بیچک میں تنگ آ کے بیٹھ گیا اور سوچو لگا
کہ اب کیا ہو گا گلہ نہ ہو نہیں کہ وہ لو کہ ہو سکے اب رہی خانم جان میں نف ہو میری محبت
پر کہ دیدہ و دلستہ اسکو گوارا کروں آجک تو دہ بھی مر رہی اب خدا ہی ہو جو محفوظ
رہ سکے کاش میں ان لوگوں سے ناواقف رہتا یا انکی ملازمت کو منظور نہ کرتا اپنے ہاتھوں
میں نے یہ مصیبت مول لی ہے

بدگمانی بھی محبت میں بُری ہوتی ہے وہ یقین ہو مجھے جس بات کی بنیاد نہ ہو
اب انکے گھر کا رنگ ملاحظہ کیجئے آپس میں یہ ذکر تھا کہ خانم جان کے ہاتھ جاری بسر اوقات ہو
اگر یہ ذکر نہ ہوگی کوئی صورت بسر اوقات کی نہیں ہو چنانچہ سب نے اعتراف کیا کہ اس بات پر رضی
کر دیا اور مٹھو کی معرفت دعائی سورہ پیم ماہوار اور تیس روپیہ ہر محرم کا ایک ہفت روزہ نام
پرٹے ہو گیا۔ جب خبر مجھے پہنچی میں فی ثبوت اور توب کا حال بیان میں کہ انکا غلام و شہ خدا
کی مرضی پر چھوڑے ہوئے بیٹھ دیکھے اُنظر اب اور انھیں کا حال نہ ہی کو معلوم ہے۔

اس زمانہ میں ہر کار دنیا کو صاحب بلائے ہیں میں باہر گیا تو اسی میدان میں آپ مع جمع کھڑے تھے
چونکہ مجھے تاب نہ تھی اور سخت غموں تھا اور بھی میرا جرد بہ افروختہ ہو گیا مجھے دیکھتے ہی خانہ خان
سے چپکے چپکے صاحب نے کہا دیکھو جا را خشی کیسا خفا جو تم کو گونگے رہنے کا روادار نہیں ہے
اس نے مجھے اُگلی اور اُس کے گھسے کی کیا پرواہ صاحب نے کہا کہ غضب کرتی ہو ایسا نہ کہو
میں خشی سے بہت ڈرتا ہوں مبادا مجھے اور تعین دونوں کو مار بیٹھے اس نے کہا کہ آپ مار
کہا یا کریں اگر نگر کیا جھان میری طرف؟ کچھ بھی اُٹھا کہ دیکھ لین اتنے میں میرزا ئی سے آگے مجھے
سزا دینا صاحب نے وہی الفاظ میرزا ئی سے بیان کیے اُس نے کہا کیا مضائقہ ہو آپ سید میں اگر
ایک توبہ فرمائیں ہماری مساوت ہو اُگلی نوٹیز کے برابری بھی نہیں کر سکتے ہیں صاحب نے
کہا تم یہ کتنی بداد اور خفا جان ہوں کتنی ہو اُس سے کہا وہ بے وقوف نہ کر کہنے دیجئے نادانی سے
کتنی ہو صاحب نے ہنس کے کہا کہ جو خفا جان کو حسن شاہ کے حوالے کرتے ہیں اور میری
طرف اشارہ کر کے کہا کہ جو حسن شاہ تم اس کے استاد بنو اس سے ہم نے تعین دیر یا
اگرچہ یہ بائیں فال نیک سمجھا کر بظاہر میں نے صاحب سے کہا آپ عورتوں کو دیکھ کے
اس قدر خوش ہوئے کہ مجھ سے بھی دلی کرتے ہیں ان کے استاد آپ ہوں گے
یا محمد اعظم مجھ کو کیا واسطہ یہ کہہ میں اپنے بچکے کو چلا صاحب نے کہا جانتے
کہ ان ہومیں نے خیر لگانے کی تجویز کو تعین دیا یا تم چلے جاتے ہو میں نے کہا کہ
کروں آپکا مزاج اسوقت مذاق پر مائل ہے آپ بچکے میں اشرافیت پیا میں فیہ
کھڑکڑا دیکھ صاحب نے کہا ہنر ہو میں جاتا ہوں اور آہستہ خفا جان سے کہنا کہ دیکھو
خشی کیسے بگڑتے ہیں اُس نے کہا صاحب آپ شاید اپنا رشتہ خشی ہیں جو اس قدر
ناز برداری کرتے ہیں صاحب نے کہا کہ معلوم نہیں میرے سارے کاروبار کی درستی
اسی کی ذات سے متعلق ہو اگر میں ذرا بھی بے اعتنائی کروں ابھی نوکری چھڑکے پڑا جا
بہت ہی نازک مزاج ہو اگرچہ بائیں آہستہ آہستہ جوتی تعین گر میں نے سب سن
لین اور انجان بنا رہا اور آخر خیمہ کے انتظام وغیرہ سے فراغت کر کے میں اپنے بچکے
میں چلا آیا اور دن بھر نہایت تعین رہا تیسرے بہر تک اُن کو گون کا تمام اسباب
اور ہمارا ہی وغیرہ سب آگے چون چون دن تمام ہوتا تھا میرے حواس جاتے تھے اور
خلق بڑھتا تھا کہ یہ کیا نوع حرکت مجھ سے ہوئی ہے

دل مضطرب کو بغل میں چسپا کر پشیمان ہوئے ہم جان لیکے آئے
یونہی اضطراب میں رات ہو گئی نہ رشتہ سے فراغت کرک ایک شہر جناب والدہ کے سفینہ
سے نکال کے اپنی مشوقہ کے حفظ آبرو اور حرام کے بچاؤ کے لیے چڑھنے لگے
صیاد کو جو یارب تجھ پر ترس نہ آئے بانگوئیں ہو سو گل لاکھوں برس نہ آئے
اب وہاں کا ماجرا سنئے کہ اگرچہ وہ سب رضامند تھے مگر خانم جان ولین ہرگز اس ہاتھ
راضی نہ تھی اور مطلق سکوت کی حالت میں خندے اپنی حقیقت ناموس کی دعا کرتی تھی رات
کو ان حرام غریبوں نے معزل کے موافق اس پاک طینت کو بنا چنا کے صاحب کے پاس
پہونچا دیا وہ چلی توئی مگر جب صاحب نے اور قصد کیا اُسے داوید اور بچائی اور زار و قطار
روانا شروع کیا جس سے صاحب بہادر کے آئے حواس غائب ہو گئے آدھی رات تک
یہ حالت رہی آخر میرزائی کو بلا کے کہا کہ ”جب یہ بی بی راضی نہ تھا تو کیوں تم نے بھیجا“
میرزائی خانم جان کے قدموں پر گر پڑی اور انتہا سے زیادہ منت سماجت کی کہ آج کی
شب راضی ہو جائے مگر اُس نے نہ مانا

ضد کی موٹی کو تو عادت ہو تھیں رحم کرو ذرا آنجل سے چھپا لو رخ بردش اپنا
تب صاحب نے کہا اُس کو لیاؤ ورنہ یہ اپنی جان دیر کی سیکہ استعد زبردستی کے ساتھ ضرورت
نہیں ہے اور اس وقت بی جان کو بھیج دو مگر مین سور و پیسے زاد ماہوار نہ دو مگر میرزائی نے
اس وقت ہی غصہ سے سمجھا دیا بی جان کو صاحب کے پاس پہنچا دیا اور حنا غم جان
تو وہ بچ گئی۔ ۶

مجھ کو بچا لیا مرے پرور دگا رنے
رات تو خیر کٹ گئی صبح کو اُنکے آپس میں جڑی غوغو بشتو شروع ہوئی اور خانم جان
پر ہر طرف سے بوجھ اترنے لگی وہ کسی کو کچھ جواب نہ دیتی تھی مگر برابر غیر منقطع روتی تھی
یہاں تک کہ آنکھیں سوج گئیں گراؤ نہ نہیں تھتے تھتے سی اتنا مین منگ صاحب آیا اور خانم جان
کو روستے دیکھ کر دھچکا کہ اب کیوں روتی ہو میرزائی نے طنز سے کہا روتی نہیں ہو جو کو خراب
کرتی ہو ایسی ناشدنی زندہ رہی تو کیا مری تو کیا یا لڑو سے بچنے بیٹھی ہو اور ہم اُس کو روتے
ہیں کہ ہماری گم سو روپیہ مین کیونکر ہوگی اب خدا کی رحمت دیکھئے
اکا کیوں سے گویا ہر سو سے خلق ہم اشکوں سے پر سید کہ وہ ابرو کر مین

صاحب نے کہا: چچا خانہ جان کر روئے نہیں ہم اسکی بھی تنخواہ مقرر کر دیں گے یہ سستی آپ
جھٹ پٹ آسہ والسو بچکچ صاحب کے پاس جائیں اور کہنا کہ میں صرف رو با آں کے
واسطے روتی تھی ایک یہ کہ حیدر و زار دیکھے یہ بات منظور نہیں جو در نہ تو جانتی ہی ہوں
کہ ہر گاہ ان لوگوں میں رہتی ہوں کتنا بچوٹی دوسرے یہ کہ سو روپیہ میں الکی بسر اوقات
کیسے ہوگی جسکی باعث میں ہی کم نعت ہوں صاحب نے کہا: اچھا پچاس روپیہ ماہوار تم کو بھی
سیوہ خرمی کے لیے دینگے خاتم جان نے کہا میری سمیت اسکی شہق کا سہو ہوگی کہ فی جان
کے سو روپیہ ہوں اور مجھے پچاس میں صاحب نے کہا وہ مجھ سے راضی ہوئی۔ مگر تم بھی
میرتین تو کم کر ڈھالی سو روپیہ میں ماہوار دیتا تھا اُس نے کہا کہ پھر پچاس بھی کس لیے
آپ دیتے ہیں صاحب نے کہا جس میں تم روئے نہیں اور آرزو نہ ہو

کون یہ دیکھ کے کوئی حسین روتا ہے ہو بناوشہ سے بھی رونا تو قلیق ہوتا ہو
اور دوسرے کہ کہی جان کی باتوں سے جی نہیں رہتا اتھاری پیاری باتیں اچھی
مسلم ہوتی ہیں اس عیار نے کہا جب یہ بات جو تنخواہ میری کہ کیوں کرتے ہو جو لوگ سیرت
اور خیر مانی کے قدردان ہوتے ہیں وہ دوسری باتوں پر اُسکو فوق دیا کرتے ہیں
صاحب نے ہنس کے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ ہم سنی کی غیرت سے ٹکوا رہے ہیں۔ سب سے کتر رہت
گوارا نہیں خیر تو ٹکوا بھی سو روپیہ ماہوار ہم دینگے مگر خبردار اب رونا نہیں آپ نے اٹھ کے
بندگی کی اور کہا اب روئے دھونے کی کیا ضرورت ہو خدا آپ جیسے قدردان کو سناست
رکھے۔ جب صاحب بٹھے میں چلا آیا خاتم جان نے اپنے محفوظ رہنے اور زہر ماہوار مقرر
ہو جانیکے ٹکریے میں نذر و نیاز کی در نہ صرف بچاؤ موجب سرت نہ تھا کیونکہ وہ لوگ بارے
ظنون و تشنوں کے بچاری کو باؤلا کر دیتے۔ دوسرے کو صاحب نے مجھے طلب کر کے کہا کہ
میں نے سو روپیہ بی جان کے اور سو روپیہ خاتم جان کے مقرر کر دیے ہیں نے کہا کہ یہ کیا
صاحب فرمایا کہ خاتم جان مجھ سے راضی نہ ہوئی اسلئے یہ تفریق کر دی گئی میں نے کہا
جب وہ راضی نہ ہوئی تو پھر تنخواہ کیوں مقرر کی صاحب نے کہا خاتم جان کوئی بہت

لے ایک صاحب مجھے یہ کتاب ہے تے دیھی بہت ہی محفوظ ہوئے اور خاتم جان کی بہت ہی تفریق
کی اس کے بعد ایک عجیب سے لڑنے لگے۔ مرگ صاحب نے خاتم جان کو چھوڑ دیا جو گاؤں اور وہ
دوسرے ہی ہوگی۔ میں نے کہا دہم کا جہان کے پاس بھی نہیں۔ مگر ہم

تھی اور اسکا۔ ونا اچھا نہ معلوم ہوا سو اسے اسے سو روپیہ میں ان لوگوں کی بسنہ نہ ہوتی
لہذا دونوں کی ہر اہر خواہ مقرر کر دی خیر اب بھی پیاس روپیہ کی بخت ہوئی میں جب
مکان میرا کجا سجدہ شکر ادا کیا ہے

شکر خدا کہ ہرچہ طلب کرو عاز خدا برنتہاے مطلب خود کامران خدم
غرضکہ اب سب طرح اطمینان ہو گیا میں نے اپنے بنگلے کو آراستہ کرایا اور خیمہ کی طرف
غلام گردش میں فرش فروش کر کے آسیطراف اپنی نشست مقرر کی اور منتظر وقت رہا۔

محبت کے پینگ بڑھتے ہیں آپس میں لوک

جھوک اور خط کتابت کی ابتدا ہوتی ہے

راہ پر آگے نکالنے تو ہیں باتوں میں اور کھل جائیگے دو چار ملاقاتوں میں
چند روز اس طرح گزر گئے میں اپنے بنگلے کی غلام گردش میں بیٹھا رہتا تھا اور دن میں
کئی بار ادھر ادھر چلتے پھرتے اس نگار کو دیکھ لیتا یا جب خیمہ میں تعلیم ہوتی تھی بی جان
اور غافل جان ملنے لگتی تھیں میں اپنے بنگلے میں سنا کرتا تھا کبھی صاحب کے سامان
اسے دیکھ لیتا تھا غرضکہ۔

سرسری اُن سے ملاقات تھی گا بے گا بے محفل خیر میں گا بے سرا بے گا بے
مگر خیمہ میں جانے کا اتفاق نہ ہوتا تھا چنانچہ ایک مہینہ اس طرح گزر گیا اور کوئی صورت
پیام و سلام کی نہ کھلی بات نہ چیت ہو نا کمان اسوجہ سے مجھے نہایت قلق و اضطراب
تھا مگر کچھ دن نہ پڑتا تھا۔ باہر ہر جب کبھی میں صاحب کے پاس ہوتا اور آپ بھی آتین کچھ سی
چھیڑ کر تین کہ خواہ مخواہ مجھ سے تکرار ہو مگر خدا کی عنایت سے بخیر گزرتی
تھی اور میں چپکا سو رہتا کہ مجھی اُسکا نام نہ ہو۔

سیر باغ

ہمراہ خیمہ جاؤ نہ تم سیر باغ کو جو رستم اٹھا بیٹنگے ہم راہ راہ کے
ایک دن آپنے صاحب سیر باغ کی اجازت لی صاحب خود بھی آگے ہمراہ نے کے
باغ گیا ہر قسم کے بھول لالہ نافرمان داودی ویا سمن کے کھلے ہوئے تھے اسوقت

سہ خشک دشت بھی نہ رہے تو کوئی کیا کر لیتا یہ بھی نصبت ہو مگر رحم

آپنے چلتے پھرتے ایک غزل حافظ کی شریف کی ہے
شہریت زعفرانیان از ہر طرف نگار سی
باران سداے عشق است گریستاند گاری
جب اس شعر کو پڑھا ہے

زربستان چینان اندلاہ و گل
ہر یک گرفتہ جامے بریادہ سے داری
صاحب سے کہا کہ اس کے معنی تو فرمائیے اسکی سمجھ میں جو کچھ معنی آئے ہیں ان کو آپ نے کہا
اسکے معنی یہ ہرگز نہیں ہو سکتے تھے تو صاحب نے رام کشن باغیچہ کے کچھ ایک منشی صاحب
کو بلا لائے ہیں کیا تو عجب تاشاد کیا کہ ہر طرف پھول رکھ کر ہو گئے ہیں چاروں طرف ایسا
جو بن دکھا ہے ہیں اسین یہ مجمع خوش فعلیان کر رہا ہو صاحب نے مجھ سے کہا تم اس کے
ماجرایان کیا اور خانم جان سے کہا ان دو شعر پھر پڑھنا مجھ سے کہا تم اس کے
معنی بیان کرو اور فیصلہ کرو کہ میں نے صحیح معنی بیان کیے ہیں یا خانم جان نے بیڑی شکل
میں پڑ کر کہیں کہ پھولوں اور کسے سچا ثابت کروں میں نے آخر سوچ کے صاحب سے کہا
کہ ایک شعر چھو بھی اس غزل کا یاد آ گیا ہے پڑھو وہ سن لیجئے

چون این گرہ کشایم وین را از چوین غلام
در دے وخت در دے کارے وخت گارے
خانم جان اسکو سنتے ہی ہنسنے لگی کہ بول اٹھی لو اور سنو آپ کچھ سمجھے آپ کے منشی صاحب
فرماتے ہیں صاحب نے معنی تو کہے غلط اب میں کیونکر اسکو غلط کون سخت مشکل اور درو
میں پھنسا ہوں صاحب نے تھپانے ہوئے کہا کیون حسن شاہ خانم جان سچ کہتی ہو
میں نے کہا۔ ۶

فکر ہر کس بقدر ہمت اوست

البتہ میں حیران بیشک ہوں کہ ہر شخص نے اپنی توجہ کے ساتھ معنی کے اب میں کس کو ٹھیک
بتاؤں مجھ کے تیسرے معنی بیان کروں کیونکہ خود حافظ فرماتے ہیں کہ باغ میں ہر شجر
حریف نے اپنے یار کی بات میں ہمارا ہی اور معنی بھی ہر شخص نے اپنے فہم کے موافق کہے
لہذا اگر آدمی ہمتی ہو کہ جس طرح اپنی اپنی پسند پر جام لیا ہو معنی پھر اپنے ہاتھ پسند کے
دونوں نے صحیح کہے ہیں یعنی آپ کہتے ہیں کہ ہر شخص نے اپنے معشوق کی یاد میں شراب پی
اور پی خانم کہتی ہیں ہر عاشق نے طرح طرح کے پھولوں کو دیکھ کے اپنے ہندو شوق کے ہر رنگ
لے خانم جان نے اسکا کیسا خوبصورت ترجمہ نکالا ہو۔ دیکھنے کے قابل ہے۔ مترجم

پھول کی مناسبت سے جام شراب لیا پس اُن دونوں معنوں میں کسی کو صحیح نہیں کہہ سکتا۔
 صاحب نے مجلس سے کہا حسن شاہ تم نے خوب فیصلہ کیا اور چند پھول گیندے کے نیچے
 سجے دیے کہ اس سے خاتم جان کو خوب مار و بھجکوجب سے چڑھا رہی تھی کہ تم نے شعر کے
 میں غلط کہے ہیں نے کہا مجھے کیا ضرور کسی کو مار دینا تیب آپ نے فرمایا انکو ہزار سے
 پھول نہ دیجئے چونکہ انھوں نے آپ کی نافرمانی کی لہذا انکو گل نافرمان دینا چاہیے اور
 یہ کہہ کے نافرمان کے پھول صاحب کو دیے کہ منشی صاحب کو دیکھیے۔ صاحب نے سادگی
 سے وہ پھول تجھے دینا چاہیے میں نے کہا میں تو کسی کے لائق نہیں ہوں اگر ایسا ہی آپکو
 منظور ہو گئی لانا مجھے عنایت کیجیے اور یہ پھول تو اور وہی کا حصہ ہو رہا
 گل بدستم چہ دہی در کف من خار خوش است این گل تازہ بران گوشہ دستار خوش است
 صاحب نے کہا دیکھو منشی نے کیا اچھا شعر اسوقت پڑھا ہوا بی جان سننے کو آپ کی تہ لہفت
 کیا ہو سکے طے مزید ار آدمی ہیں صاحب نے در گل رستہ مجھے بے اور رام کشن باغبان
 کو ساتھ کیا میں وہاں سے چلا آیا اور سنا کہ خاتم جان ہوا صاحب سے کہتی تھی کہ آپ کے منشی صاحب
 تو بڑے مصاحب اور دانا آدمی ہیں صاحب نے کہا میں اسکی قدر جانتا ہوں لیکن کیا معلوم
 راستہ میں ہرگز باغ کو آتے ہوئے ملی مجھ سے بہت شاک سے بائیں کرنے لگی اور کہا کہ
 یہاں سے تو ہم وہاں اچھے تھے کہ دو ایک بار آپ کے قدم آئے اب بائیں قرب آپکی صورت
 دیکھنے کو ترس گئی اتنی بے اعتنائی اور بے مروتی اچھی نہیں ہے خدا جانتا ہے
 کوئی دن ایسا نہ ہو تا کہ مجھ کو آپ کا ذکر خیر نہ آتا ہو مگر آپ نہیں آتے میں نے کہا سرکاری
 مزدور تو ان سے بالکل فرصت نہیں ہوتی اسقدر کثرت سے کام ہو کہ سر اٹھانے کی
 مہلت نہیں ہو اُس نے کہا یہ صرف جیلہ ہو۔ اللہ آپ رات دن سرکاری کام
 ہی کیا کرتے ہیں تب میں نے کہا سچ تو یہ ہوا اب تم ہمارے آقا کی ذکر ہو تم کو تکلیف دینا
 اور میرا آنا نامناسب نہیں ہو۔ اس میں بہت سی قباحتوں کا اندیشہ ہو اُس نے کہا کہ
 یہ کیا بات ہو۔ میں آج ہی صاحب سے اجازت لے لو گئی میں نے کہا خبردار ایسا نہ کرنا
 اس میں اور بھی قباحت ہو میں خود ہی کچھ کہی چلا آیا کہ دو گان باتوں کے بعد وہ اُدھر گئی
 میں اپنے جھگڑے میں آیا اور حیران تھا کہ یا الکی جبر میں مرتا ہوں وہ اس طرح میرے
 درپے آزار ہو کہ صاحب کے سامنے خواہ مخواہ ایسی حرکتیں کرتی ہو جس کے باعث مجھے

[illegible]

تیرا کہ نہ کہیں آئے ہیں نہ تیرے سے یہ بات نکالی گئی تھی دل خون نشہ، خوش باش و شہر آب
 ممکن نہ آئے تیرے پر پناہ نہ کہ نہ کہ اب یہ کہہ چکے جیسے تیری منشی صاحب کا باغ خدا کی سے
 ہمیشہ چہرہ چھوٹا رہا ہے

سیر کی پہوئی پہچنے خوب پھر سے شاد ہے باغبان جاتے ہیں گلشن تر آبار ہے
 مینے سے اپنے دل پہ پہچنے کہا ہے

ہر دہر میں دست و پا سن حد غنایت می کنند یارب این ملکہ دست یار تو خجالت می کنند
 قریب شام کے وہ سب وہاں سے گئے ہیں کچ کے رات کو تیرا ایک حالت عجم در جا میں
 بتلا اپنے پہچنے میں آیا اور ساری رات ٹپ ٹپ ٹپ کی گئی ہے

رات ساری میری وہ دنوں کی تھی میں کٹی ہاتھ دہر سے نظر تو جس گھر پر رکھا
 قریب صبح اسکو خدا بدیہ کیہ اگیا فرمایا کہ کہیہ کیا حال مزاج کیسا ہو میں نے
 کہا تھا رے لیے مرا تیرا اور تم جہنم میں تینا سپر فرمایا کہ نہ چہ دار نہ ملک نہ نشان
 دست کروا نشان رے

برو دے کامگاری بنی از من ہزاران حق گزار می بنی از من
 ہر گاہ

جام جہان ناست نمبر نیر دوست اظہار احتیاج خود اینجا چه حاجت است
 اس پر فرمایا ہے۔

صبر کن حافظ سختی روز و شب عاقبت روزے بیانی کام را بہ
 میں چاہتا تھا کہ ہاتھ بڑھ لوں اٹھا کہ آنکھ کھل گئی اور اپنے کو تنہا دیکھ کے بہتر رہا ہو گیا
 صبح تک پھر نیند نہ آئی ہے

خواب میں وعدہ تو مجھ سے کر گئے ہیں ہنر دیکھے ملتی ہو تجھ کو خواب کی تعبیر کیا
 نماز پڑھ کے بوجھ پر سوا رہا اور دربار کی طرف جی ہلانے چلا گیا تھوڑی دیر کے بعد وہاں سے
 آیا اور قصد تھا کہ شام کو پھر سوا رہا ہوگا اسیلے غلام گردش میں رکھوا دیا طر کے وقت غلام گردش
 میں ٹٹلا ٹٹلا اسی بوجھ میں بیٹھ گیا۔ اور سب آئیے اس کے چڑھا دیے اور سب بنی

پہلو اصل عبارت مترجم

ہو تین صفحے شعرون سے سیاہ میں مترجم

جان کی یاد میں شعر پڑھنے لگا اسی حال میں تھا کہ گاندھی کی طرف سے کوئی چیز زور سے آئی اور ایک پیر پڑی چین سے شیشہ ٹوٹ گیا میں پھر اسکے باہر نکل آیا چاروں طرف دیکھا کوئی شخص آخر دھڑکنے لگا کسی چیز سے شیشہ ٹوٹا ہے ایک طرف زمین پر ایک انگوٹھی پڑی ہوئی دیکھی اس کے پس منظر میں لایا سوئے گی انگوٹھی پر یا تو یہ انگوٹھی اٹھا میں نے اس کو فال دیکھ کر خیال کیا اور خیمے کی طرف دیکھنے کے بخیر یہی دلیل ہے کہ کوئی شخص قنات کو جاکر کر کے چھانسا ہے۔ ہرگز نہیں۔

کے ہر صیغہ میں تشریح اور ہر جگہ پر تفسیر اور تفسیر

جواب نامه
میرزا ابوالحسن خاکی

پھر میں نے کہا
ایرا! مقصدِ دعا: تو ایم رسید
اسکا جواب کیا ہے۔
ہاں مگر پیڑ اور بلفشہ تو انکا سے چھوڑ۔

طلب میر سید جانے کام آہستہ آہستہ زور می کشی گشتہ یار آہستہ آہستہ

پایمن نامہ اور پیش خودانہ : طالب
 پاکہ تو پاکہ امشی صبر من انہ عند اطلب

فرمایا کہ بار بار کہنے سے کیا حاصل ہوگا میں نے کہا ۶۰

از باب حاکم و زبان سوال بیت

در حضرت کریم تقاضای حاجت است

سے بعد غائب ہو گئی ہے
 نے کچھ اور سے فاسکا جاتا ہونا دیکھ لیا
 راہ پر آنے کا عہد و فاسدہ فرنگی

راز و ناسکر کرتا تھا کہ یہ معلوم ہو گیا میرا خیال اسکو بھی ہوا وہ خواب سحر کی تفسیر اسقدر جلد

ماہر ہستی اب امید ہے کہ نامہ و پیام کی بھی کوئی صورت نکل آئے۔

ہر بچہ کے وقت میرا قصہ بدوا کہ بوجہ پر سوار ہو کے سیر کر جاؤں مگر بچہ سمجھا کہ شاید وہ سنگسار کے

جہان کے اسیلے غلام گردش میں بٹھیر گیا تھوڑی دیر میں سنا کہ صاحب نے بوجہ منگوایا ہوئے
 کہا غصہ ہو اسی کو درست ہو جاتا اب اس وقت ناحق آدمیوں پر تھا ہو گا اور میری
 عدم خبر گیری کا بھی خیال ہو گا یہ سوچتا ہی تھا کہ ٹیکا رام ہر کارہ آیا کہ صاحب بلا تے
 ہیں میں کیا تو دیکھا کہ بی خانم جان اور بی جان موجود ہیں میرا تھا ٹھنکا کہ نہ ہو یہ ذات نہیں
 ہی کا شوشہ چھوڑا ہوا ہر صاحب کے ناشی تم میری چیز دلی کچھ بھی خبر نہیں رکھتے ہو دیکھو تھارے
 ہنگامہ میں کسی نے بوجہ کا شیشہ توڑ ڈالا ابھی پورا اہمیت نہیں ہوا کہ چھ سو روپیہ کا میں نے سول
 پایا ہو میں نے کہا کہ ان اسی وقت میں سے بھی دیکھا اور چاہتا تھا کہ کار بگر لو کے ابھی
 درست کرادوں مگر آپ منگوایا ابھی اسلئے مجبور ہو گیا کہ میں نے نہیں منگوایا ہر خانم
 جان چاہتی ہو کہ ہر آخری کو سوار ہو کے جانے لیں کہ ہوا نہ میرا خیال صحیح
 یہ آپ ہی کی شہادت ہو اور صاحب سے کہا کہ منڈا کہہ کر شیشہ رافے سپر نہیں ہر سوار ہو جائے
 اس شیشہ بھی درست ہو جائیگا مگر سبب کہ آخر یہ بھی کچھ معلوم ہو کہ شیشہ تو تانیا کیوں میں نے
 کہا کہ یہ کچھ بھی معلوم نہیں البتہ استدر جانتا ہوں کہ دوپہر کے میں سوار تھا خواب
 میں دیکھا گویا میں بوجہ پر سوار دریا کی طرف سے آ رہا ہوں بیٹنگ کے پاس جب پہونچا
 تو آپ کو اور ان دونوں بی صاحبوں کو دیکھا آپ کے پاس بی خانم جان

گردی رہے۔
 زمانہ کے قاتل خدائی کے سرکش یہی ہیں جو گردن جوٹا لے ہوئے ہیں
 مجھ سے کہنے لگیں کہ اس بوجہ پر تم کیوں سوار ہوئے یہ تو صاحب سے ہیں نے لے لیا
 بریں نے کہا تم کو خیریت ہو جب تک میں بوجہ پر سوار ہوں میرا ہر جب تم صاحب سے
 ملے لینا مجھے غرض نہیں اسپر یہ ایسا بگڑا ہوا کہ جو چیز ان کے ہاتھ میں تھی میری طرف پھینک
 ماری میں تو بیچ گیا مگر شیشہ کے ماتھے گئی اور جو چہر ہو گیا صاحب سمجھا کہ ظرافت سے
 اس نے یہ خواب گڑا ہوا اور خانم جان کے سر ہو گیا کہ ول خانم جان بیشک ناشی سچ کہتے ہیں
 تھے شیشہ توڑا ہوا ابھی درست کرادو اور اسکا ہاتھ پکڑ لیا کہ بغیر درست کیے میں نہ چھوؤں گا
 اُس نے جھلا کے ہاتھ جھٹک دیا اور کہا کہ ایک آپ سچے ایک آپ کے ناشی صاحب صاف
 صاف کیوں نہیں کہتے کہ آپ کے ناشی صاحب کی مرضی نہیں ہے کہ میں اس پر سوار
 ہوں اگر میں یہ جانتی کہ بوجہ حضرت ہی کا ہو تو کبھی نام بھی نہ لیتی یہ صاحب نے کہا

نہ جان تو لیا میں بڑی کمزوری بہر وقت نہ گزرتا ہوتا ہوں سدا رہو جاؤ جانا آنا تو کسے چھوڑ دیا
 جس کسے تھے صرف شہزادہ اور چھوڑ دیا تھی کہنے لگا اب وقت نہیں رہا میں نہیں جاؤں گی
 کمر دیکھنا جائیگا یہ کہنا اور خیمہ کی طرف چپست ہوئی میں نے نہ لیں کہا سدا
 گئے طے رنگے قوم بہت کا در دریا میں مگر لطف نہ میرا کہ بگڑاں تیرا برائے من
 اور حیران تھا کہ خدا کیا اسکو سمجھی ہو کہ صاحب کے من سے مجھے دلیل کرتا چاہتی سہم
 حالانکہ آج کیسے رشتہ کن بنی کر دی تھی پھر عیار زبان اور شہزادیت کیسے ہیں سدا
 گدھا جو رگ ہو لطف و احسان مبینی بادشاہی ہر چہ میخوار دولت آن سیکنی
 اتفاقاً سدن دس بارہ انگریزوں کی ہمارے صاحب کے یہاں دعوت تھی رات کو
 مجھے کے وقت میں صاحب کے برابر جب معمول کرسی پر بیٹھا تھا صاحب نے میرا زانی
 سے اس غزل کی فرمائش کی غزل یہ ہے حافظ

مطرب خوش نوا بگو تازہ تازہ نو بنو باد کو دلکش بھوتا تازہ تازہ نو بنو
 جبہ ہنر آہ تمام ہوئی اور رنگ جنو گان میں نے میرزا سے کہا کہ یہ غزل کا غزل
 خلوت گردیدہ را بجا شاہ حاجت ست چون کوئے دوست بہت بھرا چہ حاجت ست
 لے بادشاہ حسن خدا را بسو نسیم آخر سوال کن کہ گدا را پادشاہ ست
 جانا بجا بنے کہ ترا بہت باخدا کا خرو سے پیر کن کہ ترا چہ حاجت ست
 ارباب حاجتیم زبان سوال نیست در حضرت کریم تقاضا چہ حاجت ست
 محتج جو نیست گرت قصد خون ماست چون خست از ارشاد پادشاہ بہت
 جام جهان ناست ضمیر میر و دوست اظہار احتیاج خود کا بجا چہ حاجت ست
 لے عاشق گدا چہ لب و روح بخش او میدانست و نیاز تو بجا چہ حاجت ست
 حافظ تو حتم کن کہ ہنر خود عیان شود بادعی نزاع و محابا چہ حاجت ست
 اے بعد اس کا فردا نے یہ غزل شروع کی غزل حافظ

ساقیا بر خیز و ر وہ جام را خاک بر سر کن غم آیام را
 ساغرے بر کفر نہ تاز سہ بر کشم این دلق ارزق قام را
 بادہ در وہ چند ازین باد غورہ خاک بر سر نفس نافر جام را
 محرم ساز دل شیداے خود کس نے نیم ز خاص و عام را

کزدلم کی بارہ ہر دو آرام را	باو لاراست مرا ناطر خوش است
مانے خواہی منگ و نام را	اگرچہ بدنامی سست نزد عاقلان
سوخت ایڑی انفس و گان نام را	دو ذراہ سیدہ سوزان من
عاقبت روز سے بنیابی کام را	صبر کن حافظ بختی روز شوب

تقریباً کہ ہزار گنا گناے بڑھی میرے اور صاحب کے درمیان میں تہائی پر چو گھڑا رکھا ہوا تھا اسلئے آٹھ لیا اور میری طرف بغور دیکھ کے ہندی میں آہستہ کہا سناٹھنے یہ کس اور نیت گئی اور الٹے بغیر جو کچھ اس میں مناسب کو تقسیم کر دیا۔ میں نے بھی کڑا کر کے خود سے کہا کہ اگر یہ غزل یاد ہو تو سناٹے میں زانی نے اس سے پوچھا کہ میر صاحب کیا کہتے ہیں تو فرمائی کیا ہیں میری سمجھ میں کچھ نہیں آیا کیا حال ہو گا کہ تم نے اچھی طرح سنا تھا میر زانی سے مجھ سے پوچھا میر صاحب کیا بیٹا ہے میں نے کہا یہ غزل کے سر و ناز حسن کہ خوش میری نواز فرزندہ با و نالغ نازک کہ دراز دل آہ کہ بے عنبر زلف تو آہ دوست پر و انداز شمع بود سوز دل وے دل از طواف کعبہ کویتہ و قوف یافت مسو فی شہر تو بہ ز سہ کرد و لا بود ووش چون باد دست بر رخ رفت کف زبان عرصہ کہ چہ لطف میں یہ جلسہ گذرا اشعار معاملہ سے کسی قدر میں اپنی تسکین دے لیتا تھا اور رات دن فطرت غایت خالص کا رسا۔

خط کتابت

چلی آتی جو اٹھاتی ہوئی کیوں کوئی پیام لائی ہے صبا کی
 میں ایک دن صبح کی نماز اور وظیفہ سے فراغت کر کے بیٹھنے کی غلام گردش میں بیٹھا تھا
 ایک اور کا کھیت ہوا میر سے قریب آیا اور سلام کیا میں نے کہا تو کون ہے کہنے لگا فلا نے
 باورچی کا کہہ کہ چون مجھ عظیم جی کے یہاں نوکر ہے میں نے نام پوچھا کہارحم اللہ میں نے
 کہا ادھر آج کیوں آیا ہوا تو یہی کھیلتا کھیلتا آ نکلا مگر آپ کو میں نے چند مرتبہ

یہاں پر روتے اور شعر پڑھتے ہوئے دیکھا ہوا اسکی کیا وجہ میں نے کہا تو کہیں دیکھا ہوا
 جھک کر کیا سر و کار کہا کچھ نہیں یونہی بوجھا ہوں اگر مجھ سے آپکا کچھ کا رکھتا ہو فرمائیے
 میں نے کہا کچھ سے کیا کہوں تو کچھ ہو گئے لگا واد بچوں سے تو ایسے کام مکمل آئے
 ہیں کہ بڑوں بڑوں سے نہیں ہوتے آپ خاطر جمع رکھیے میں کسی سے کہو کچھ نہیں
 آخر شب میں نے کہا کہ میں ان عورتوں میں سے ایک عورت کو چاہتا ہوں اور وہ
 نہیں ملتی ہے

ستارہ ہو ایک ایک جلاؤ جس کا ہم اُس آسمان کے ستارے ہوئے ہیں
 اس نے کہا میں بھی یہی سمجھتا تھا لیکن اُس کا نام بتائیے کون ہے میں نے اس لڑکے کو
 غنیمت سمجھا اور کہا بیٹھ اب اس شکر کا میں سزاؤں ہم یہ چاہتے تھے وہ سنا یا پڑھنا یا سمجھنا بولا
 صاحب اپنے بھی کس سے دل لگا یا وہ بڑی نیک بڑھی مغرور اور اپنے آپ ہی ناک
 چوٹی گرفتار ہیں وہ کسی سے بات تک تو کرتی نہیں بہت ہی نازک مزاج اور اپنے
 کو لیے ہوئے رہتی ہیں اور خدا جانتے کہ کیا آپ سمجھتے ہیں وہ ایسی باتوں کا سبق بھی
 نہیں پڑھیں اگرچہ میں اُٹھا کو کا ہوں میں میری زبان کے دو دو اشعار سنئے ہیں اور مجھے
 بہت چاہتی ہیں مگر جھوٹ کیوں بولوں اُنکی بہ نسبت اُجھان بہت ہی خوش مزاج اور
 نیک صحبت ہیں میں نے خود ایک دن آپکی تعریف اُنکو کرتے سنا تھا کہ کتنی تعریف کر منشی
 صاحب بہت اچھے آدمی ہیں اور کیسے خوبصورت خوشرو جوان ہیں اُس پر خانم جان
 نے طنز سے کہا کہ شاید آپ اُن پر بھی ہوتی ہیں بی جان نے کہا کہ اسیں رہ بجھنے کی کیا
 بات ہو جو سچ ہو وہ کہتی ہوں پھر خانم جان نے کہا میں تو کچھ ایسا خوبصورت اور
 عقلمند اُنکو نہیں جانتی نہ میں نے کوئی بات اُنہیں آج تک دیکھی اس لیے آپ بی جان
 سے محبت کیجئے اور کچھ فرمائیے میں اُن سے کہہ دوں ہے۔

جواب اُنکی جانب سے دیتے ہیں ہلکو یہ قاصد مقرر پڑھائے ہوئے ہیں
 میں نے کہا بھائی دلکو کیا کروں محبت کوئی اختیار ہی چیز ہو کہ یہاں سے اُٹھ کے وہاں
 رکھ دوں اُن سے دل ہٹاؤں اُن سے دل لگاؤں وہ لاکھ بے پروا نا آشنا سی مگر
 میں تو اُنہیں دل دے چکا ہے

صدائق ترانی کی ہو جس طرف سے ادھر کان ہم بھی لگائے ہوئے ہیں۔

اور انھوں نے جو کچھ میری نسبت فرمایا یہ کن کا فونکی ملاوت ہی ہوئی ہو خانم جان کے
سائے بلی جان کی ہستی مع۔

چہ نسبت خاک رہا عالم پاک

اُس نے کہا فریب جائے مجھ سے جو کچھ فرمایا ہے اپنے چلے کوتاہی نہ کر دنگا اور قایم پا کے
جو کچھ پیام و بیگیا گندہ گین نے کہا بڑا ہی تیرا اسرافند ہو گا سلام کہنا اور یہ کہہ دینا
کہ اب تک مجھ کو ترساؤ گی اور میرے حال سے بے خبر ہو گی اور یہ شعر پڑھ دینا
نے آئی نے جونی نے پری نے خوانی جوا از تاشایان آہن بین کس بے خبر باشد
اس نے کہا مجھے یہ ہوا اڑا کا ہے کو یاد رہیگا آپ ایک بچہ لکھ دیکھیں دیر دنگا ہونا
میں نے وہ شعر اور یہ چند شعر لکھ کے اس کے حوالے کیے۔ غزل

بایں بچہ ناز و خوش ادائی	ناز ہو تو شان دلربائی
در کوزہ عشق بے غش ایل	صدرہ اگر مہیا ز مائی
دارا توجہ سر وفا نیست	جدا نک تو برسہ جوائی
صدر روز سیاد دیدم از تو	روژت سید شہب جوائی
بیگانہ بدین صفت نہ باشد	واروز تو رنگ آشنائی
آتش گرفت گریہ من	لے گریہ داورس کجائی
خوش برورت لے شعر کو بیان	ممتاز آمد بے گدائی

کیونکہ صدر حال دل اور کچھ نام نہ نہ
اور دو روپے بھی اس کو دیے مگر اس نے نہ لیا نہ چھو نہ دیکھا نہ لایا ایک نہ نام نہ لیا
آٹھ خیمے کی طرف اٹھ کھڑی تو علیحدہ یہ کہ قنات کے سوراخ سے کوئی بھاگتا ہوا دنگا ہوا
پہلے پہلے کہ ذات شریف ہی ہوئی اور تو اس کو کا کو بھاگتا ہوا دنگا ہوا دنگا ہوا دنگا ہوا
لے رہی ہیں اور یہ سب باتیں جو لڑنے نے بنائیں سکھائی ہوئی تھیں خیر وہ اُس وقت چلا
گیا دیکھ کر کچھ آکا کہیں سے آکے کچھ بولے اور پھر چلا آیا انھوں نے سلام کہا جو اور پھر
ہو کہ آکے چلے کسی سے فلت ہو اٹھا۔ میں نے کہا کبھی نہیں یہ پہلا ہی تیرا جو سینہ
میں ترازو ہو گیا پھر اُس نے پوچھا کبھی خواہش کیا ہو اور کیا چاہتے ہیں میں نے
کہا اسکا جواب کہا دون اور تجھ سے کیا کہوں

جگر کی یاد دل حسرت نشان کی دکھائیں ہم تھیں جو تین کمان کی
 اس نے کہا میرے دیکھنے میں سے پوچھا کتنا پہلی بار انھیں نے مجھے بھیجا تھا
 اس نے کہا نہیں میں خود ہی آیا تھا۔ میں نے کہا تو جھوٹے کتابے ہیں نے خود دیکھا
 تھا وہ جھانک رہی تھیں۔ اس نے کہا پھر دیدہ و راستہ آپ کیوں پوچھتے
 ہیں اور فائدہ ہی کیا ہے

تو نے قاصد جو کھی دلو لگی یا اسی کا رخ کے منہ کی بات ہے
 میں نے کہا اچھا ابھی بار پھر میرا سلام کہہ دینا اور کتنا میری بات کا شافی جواب تم نے
 نہ دیا اس نے کہا آپ بھی سید بدل ہیں اور میں اب کی تناسل سے فی خانم باجہ بھی
 کچھ چرخے میں مشاق ہیں پھر زبانی پیغام سلام کی کیا حاجت مجھے یا درہند یا نہ رہی
 جو کچھ کتنا ہو کھد دیکھ رہی ہیں پوچھا وہ دکھائیں نے کہا سچ کو آثار تھ گھر رکھو نکاسہ
 نے تو جلا ہی تاندا ان پیغام وصل میں شرط باز تھا ہون جو بے آبرو نہ
 جب وہ چلا گیا میں نے سجدہ شکر ادا کیا کہ بارے نامہ پیام کی صورت تو عمل آئی اب
 امید ہو کہ وصل بھی حاصل ہو جائے رات کو بقیہ لکھ رہا ہے۔

رقعہ اول

شمع شربت بیخوار غریب گل گستان حیرتیں دہلی کی زانو لٹھا
 بعد از سلام مجھ سے شام دہشت را نہ تراکت پیرا سے اور بعد مدت دراز کے آپ نے مہربانی
 کر کے جو پیغام بھیجا اس سے میں نے خدا کا شکر کیا اور آپ کا حضور پرکرم ہوا آپ نے
 اور یافت کیا ہو کہ کبھی پہلے بھی طبیعت کا اتفاق ہو۔ نہ پیاری نہ باریک نہ بد حال
 اس شعر کے موافق ہوئے

جتنے نود بے خبر از جان و تن مرا عشق نوے شدت شراب کہن مرا
 جتنے لب تو گزشتہ دم چین گم کردہ ام چون اسیرِ مُرتم۔ اہ وطن گم کردہ ام
 اور غافل کی نسبت جواب پہنچتی ہیں اس کو کیا عرض کروں۔
 سراپا آکر زو ہوئے نے زندہ کر دیا ہر کو

سلام اس القاب و آداب میں جس غلام کے الفاظ ہیں میں نے عمدہ نمونہ لکھیے اصل لکھ دیے گئے
 رقعہ تین کی کچھ جائیداد مستحق۔

عرض حاجت در حرم حضرت معراج نسبت
 کس کس آرزو کو بیان کردن بہت تنہا ہو رہا ہوں سہ
 صد آرزو بدل گرد از شوق رومی تست
 دل نیست در برم گرو آرزوے تست
 میری زبان ہر حال دل تم سے مخفی نہیں ہوا اور میرے ررو کی دوا تمہارے ہی اختیار
 میں ہے

رد دعا زیادہ است و ان نیز ہم
 آئندہ آپ کو اختیار ہو جائے تو یہی آرزو ہو کہ تمہیں دیکھا کروں مگر یہ میری قسمت کہاں
 ہے

در خور اگر تیرے علم فام را
 لے کاش تر کنید بوجے شام را
 باقی پیرا پیرا ان زار کھنڈ کا زیادہ اشتیاق والسلام
 ہے کہ روم آیا اور یہ جواب لایا ہے
 اس نے نام لگا انصیب پھر ہے
 نامہ بزرگیا چہ نصیب پھر ہے

چراغ رقعہ اول
 مرحلہ طلبہ ان دل نگار و سرور و مستند بن بقرار سلامت
 بعد از سلام فیضیتہ انجمن نگار ایچ خدمات نامہ رحم احمد کے ہاتھ پہنچا مضامین با معنی سے
 دل خوش ہوا اور معلوم ہوا کہ پہلا قدم ہو جو سلامتی سے اس داعی پرستار
 میں آئیں رہنا ہو چکر آپ انفس خداست والہا اور دور اندیش معلوم ہوتے ہیں کہ انہیں
 نہیں سمجھتی کہ کس لیے چند صحت ناقابلِ رواشت اپنے دو پرگوار کی ہو۔ ع۔

مرد آخر میں مبارک بندہ است
 کیا آپ کو معلوم نہیں سرآمد عاشقانِ جاہلہ حضرت حافظ شیراز رحمۃ اللہ علیہ پہنچے مٹھو
 میں کیا فرماتے ہیں سہ
 الایا ایہا السامی اور کاسا و ناولسا
 کفست عشق کی ابتدا بہت ہی خوش آئند اور دل فریب ہو آج جو
 سہ تاثرین دو خون رشتوں کو ملائیں اور تراکت صفوں پر فحید گیت پڑھیں تو کیا نہیں ہو گی ان
 قابلِ داد و ہر مترجم

انکے جب مجلس جاتے ہیں بڑے بڑوں کے چکے پھوٹ جاتے ہیں بچے پانی ہو جاتے
 ہیں۔ ہوتا ہے لڑکے تھے ہیں دانتوں پسینا آ جاتا ہے۔ نظر جان جانان
 عشق چون تھک کھڑا ہو سر سے نہ گذار۔ شوق چون شست علم خشک و تر ہو گذار
 شہرہ ہر کہ عشق بظاہر ہو اسے سر ہو مگر طبیعت انکی آگ ہو حرمین جان کو بھر کا بھر کا کے بھوک
 دیتی ہو عقل جاتی رہتی ہو جان عذاب میں ہو جاتی ہو مینا یوں کا زور نا کامیوں کا شہرہ
 عرف بہت ہی جڑی جا ہو اس بچے میں کہانی ہوں انکی کچھ تہیں گیا ہو اس سے کس ارد
 کیجیے اور آسائش و آرام موجودہ کو غنیمت سمجھیے آپ بھی اس ملک میں نہ پھینے اور سود
 کو بھی اپنے ساتھ نہ لے دو بیسے۔ آہ! عشق کی منزل خطرناک میں بڑے بڑے بے رحم اور بیخ
 ہیں کہ راستہ ملنا دشوار ہو اس راہ پر نظر میں ہر قدم پر بیک جان اور ایک سر نذر آہ مانگا
 جاتا ہو پھر کمان سے ایک تاب لائیے گا۔

جانے کو اتھ میں پہلے دل بخیدا لیکر نہیں پھرنے کا میری جان یہ سو دیا لیکر
 پس بیٹھے بولائے اپنے اور مصیبت لینا اور شیش و آرام کو چھوڑ دینا صحت کا قاتل ہے جو گزرا ہوا
 جو گھر سے فاضل اور اپنی جان سے نیر ہوا اسکا ذکر ہی نہیں آپ نے اپنے دوائے درد
 دل کے لیے فرمایا ہو اس کو کہہ دی ہو بہت جو میں نے بتائی اس سے زیادہ مجرب نسخہ
 کی کو کوئی نہ جگانا زیادہ کیا کہوں والسلام

اس رقم کو چھپ کے میں زار زور روئے لگا اور رحم اللہ سے کہا کہ کل اسکا جواب دوں گا اس
 نے کہا آپ روئے کیون ہیں اور تعجب ہے کہ غام صاحبہ بھی بعض وقت دیر تک اکیلی رو یا
 کرتی ہیں محسوس نہیں دو فون کے روئے کا سبب کیا ہو میں نے کہا تجھے ان باتوں کا
 کیا حلف ہے

کسی کے عشق میں آفت ہو اٹکا مبتلا ہونا خواجہ نے گزرتی ہو گی کیا کیا ان جینوں پر
 رحم اللہ نے باتوں ان میں ہو چکا کہ آپ کی شادی بھی ہوئی ہو میں نے کہا نہیں تو کہیں
 ہو چکا ہو اس نے کہا یونہی بوجہ بل میں نے رات کو تنہا ہی میں رقمہ بنوڑ پڑھا اور سوچا کہ جو
 کچھ اس نے دکھا ہو سچ ہے اور سبہ شک اس میں ہزاروں قباطیں اور آفتیں پیش
 آ رہی اور پھر نہ ملنا دشوار ہو جائیگا

خواہش عشق کینے لگا وہ شہر و جزیرہ شکی فن خیریت ست وے کار تو نیست

گر جس قدر دل کو میں نے تھو لانا بت قدم با باد کرکون کے پھیلنے پر آمادہ رکھا لہذا میں
یہ جواب لکھا۔

رقصِ روم

میری دورانیہ پیش پیاری۔ آپ کا محبت سے جس کا ہر لفظ اور ہر حرف ایک ایک نثری شرح
محتاج ہوں پسند جو ہر آپ نے لکھا بالکل سچ ہے گر میں کیا کہوں میرا حال نہ ارقا بلکہ ان
تہیں بیٹھے اپنے دل میں طغیانی قابو نہیں ہو کر اس زمانہ سے پھیر دوں ست
عشقت نہ سہرا نیست کہ از سر پر خرو جہرت نہ عاقبت کہ جائے دگر شد و
عشقت میں تیرے کوہِ نم سر ہا لیا جو ہو ہو عیش و نشاط نہ نہی چہرہ و با جو ہو ہو
تواریج محبت روزانہ دل سے مقرر تھی کہ تو نہ ہوئی میں اس سے کس طرح چھ سکتا ہر حال
جو کچھ ہو میری تقدیر کی خوبی ہے اب میرے اسکان سے باہر ہے کہ تیرا اپنی جلالت کو
سنبھالوں اور دل کو بچاؤں یہ نیک و بد اور مارنا چھنا سب تمھارے ہاتھ میں ہے
زیادہ ہیں۔

سورہ رحمت اللہ کیا میں نے اس کو خط دیدیا وہ چلا گیا اب ایک واقعہ عجیب
ہے۔

مخل میں آج کے ہی وقت کا اہتمام وہ آپ کر رہے ہیں قیامت کا اہتمام
اسی دن خانم جان نے میرا نام لیا کہ ہاں گھر سے جاتے ہیں ابھی سال معمولی
جسٹ شب دیگ کانٹیں ہوا ہوا کو آج کر ڈالیں۔

ان لوگوں کا دستور ہے کہ ہر ایک اپنے بیان ایک دن مقرر کر کے تلخ گانے
کی محفل کرتے ہیں رات بھر شب دیگ بکتی ہو صبح کو سب کو ابلی کے اپنے گھر جاتے
ہیں چنانچہ خانم جان نے اسی جلسہ کی تحریک کی اور جلسہ منعقد ہو گیا تیسرے پہر کو ہمارے
کی آمد شروع ہوئی میں نے تم اللہ کو بلا کے دریافت کیا اس نے وہی حال بیان
کیا اب سنے کانپور میں ایک کسی بیوہ جان نامی تھی جو بہت ہی مقول اور اونچی رنڈی
کھی جاتی تھی اسکے بیان ایک سیداتی آستانی تری برقرآن پڑھانے کے لیے نوکری
چند روز میں آتی تھی گھین اور ایک کم سن لڑکی چھوٹیلین جو عکاس کوئی والی وارش
نہ تھا مرتے وقت بیوہ جان کو کچھ وصیت کر کے وہ لڑکی سہرا دی تھی بیوہ جان

نے اسکو بچ کر لیا تھا۔ ہی نازد نفیت سے پرورش کیا تھا اب وہ لڑکی سن شور کو پہنچی
یہ وہ جان ۲۷ عدد کیا تھا کہ اسکو کسی طرف سے نہ لکھ کر دے گی اور اس کے ساتھ جہیز
وغیرہ بھی بہت ساتھ لے کر گیا تھا بلکہ اسی قصد سے لکھنے جس کا روزہ تھا کہ ان کا شکر کر دے گی
اس روز یہ وہ جان اور وہ لڑکی بچہ مانا کہین چونکہ وہ حیات پرور فاشین تھا اس کے سینہ
ان میں اچھا م پر وہ کا کیا گیا جسکی مراد کار بنی نہ نہ جان تھیں وہ گھڑی وان باقی مرگا جہیز
آیا اور اسکا خط میر سے بنے میں دیکھ کر فہم نہ چھنے سے پہلے حیمہ کی پاست پر نہ
بٹ کے آپ کھڑے ہو جا بنے۔

ابھی چپ بدن محشر من افتا کروں گا حیدر ان کے راہ نشان کیسے کیسے
میں آدھ پا گیا در رحم اللہ خیمہ میں گیا یک وقت اٹھی میں نے دیکھا کہ خانہ جان اور
ایک حور شہزادی تار لڑکی زلیخا حیدر و حیلہ ہاتھ میں بات دیکھتے تھے یہی ہیں
نے اچھے طرح اسکو دیکھا تھا تو یہ حیدر لڑکی حیدر تھیں۔

بچے کو بدن آن شکل درست رہے زراہر صد سالہ زمار
جیسے یہ لڑکی اور اسکی آگ میں پڑ رہی تھیں خانہ جان نے چھپے کے قوت گرا دی
میں بھی وان سے بٹ آیا۔

شکوہ ہے یہ کہم تو حاضر ہونی طور پر آئیں نہ یہ قریب تری جلوہ گاہ کے
جو لڑکی اس کے اچھے لڑکی کے ساتھ اس کا بیان خانہ کے ساتھ ایک کم سن
عورت کو دیکھا اس نے کہا اب رحمہ ٹرے اور اسکا حال بھی مفصل جو پھر و پیر ہے
لکھا ہے بیان کیا۔

جواب رقعہ دوم

مرآۃ الدادگان سلامت سلام میجے آپکا خط حسین و محبت کی آتی ہے پہنچا اس کے
مضمون سے معلوم ہوا کہ آپ جی پر کھیل گئے ہیں اور عشق کی آفتون کو بخوشی اپنے
سر پر لیا ہو خدا سہار کرے لیکن بے یار ہے کہ آپ میری کس کس چیز پر عاشق ہو
ہیں اگر محض جوش جاتی اور دلہ شباب نے آکھو دیوانہ کر رکھا ہو ویسا فرمائیے اگر میری
صورت و جمال پر لوث ہوئے ہیں اس ناجیز کو اسی وقت تنقید پر زل تصور فرمائیے
کیونکہ اگر عمر طبعی کو میں پہنچی یہ حسن و جمال اسوقت خاک بھی نہ رہے گا۔

دور و زد ہو پھر نہ جراتی انداز سے بہت پرہیز کیا

کی صبح میری ہر چیز کا نام نہیں خود بخود آئی انکسہ ہا ملا اور کچھ ٹکسہ تو چھوڑ کر زمین
تو کچھ بھی نہ بیگا میری خوشی کو نہ ہی بھر کچھ دن کی جان پر چہرہ تو چھوڑا گھر بھی اپنے سال
دوست نہ تو میں اس قدر کبھی ہوں اور نہ خدا کی عزت سے آپ کو اس کی پروا ہے
پھر زرا یہ کس چیز پر آپ عاشق ہوئے ہیں اگر انھیں باقیوں پر آپ جیسے ہیں یہ نشانہ نہیں
ہے جو انوی سے ہے یا آپ انھیں ہوا در بیخبر بایک ہی مسہرے کی اور انفس کی محبت
کو اختیار ہی کیا اور آپ خدا کی عزت سے خدا کی شریف آدمی ہیں آپ کے ہر گناہ
پر تیرا ہاتھ سب موجود ہیں اور اسکو بھی نہ گوارا کریں گے اور خواہ خدا آپ کی
شادی آپ کے کندھے پر کرے کسے پس مناسب ہو ہند اپنی شادی کر لیجیے اور اگر بھی
چاہتے ہیں اس لڑکی کے ساتھ جسکو میں نے ابھی ابھی آپ کو ہمانہ سے دکھایا ہے
لیکن سب سے رحم اللہ کی زبانی میں ہے اور کہہ رہا ہوں آپ کو ظاہر کر دیا ہو وہ بھلا
بھی ہو حسب و نسب میں بھی کم نہیں ہو کہ سید زرا تو تو نہ تو نہ ہنس جیسے
و غیرہ بھی مقول ملے گا اور یہ بات بہت آسانی سے ممکن ہو تو اس سے ورثہ
آپ کے ساتھ شادی کر لیں یہ اپنا افتخار سمجھیں اور فی الواقع موجب افتخار
ہو ایسا آدمی ہو گا کہ باگیا اگر کہیں آپ کی نسبت ٹھہری ہو فوراً فرست دے گا
پا ہے اس سے زیادہ نہ ہو کہ وہ نہ پادری کیلئے خدا سے کہہ دے اور
مول لینا محض ہوا جی اسکو تماشہ نہ سمجھیے تمام عمر کا وبال جان ہو تو تک اس سے
چٹکارا اور خواہ ہو تیندہ آپکو اختیار ہے میں نے صاف صاف کہہ دیا جواب
تم جاؤ تمہارا کام جانے سے

کو بہن کو حکم جو ہے شیر ہے
خدا چڑھتے ہی میرے ہوش اٹھ گئے کہ بڑے بے ٹھہب اور سخاک آدمی سے سابقہ
پڑا ہے ایسے شاطر سے بازی لے جانا بڑا کام ہو اسکی منطق ہی زبالی ہو دیکھوں
کیونکر یہ غزال وحشی دام میں آتا ہے رات کو تنہائی میں مکر رہ کر خط دیکھتا
تھا اور جواب کی فکر میں غلطان بچان تھا آخر شرجھ بن بڑا لکھ دیا۔

رقبہ سوم

آخر برج عطارد لطفہ نیاز فرض جو رحم اللہ کے اتمہ آپ کا رقبہ کہ طوار نصاب تھا پہنچا
 اس کے نزدیک معنایں اور کمال دور اندیشی کے مطالب دیکھنے میں دنگ ہو گیا
 واقعی تم نے جو کچھ لکھا ہے سب درست ہے اور یہ بھی سچ ہے کہ سب مشکلات کو سہل
 ہی سے دیکھ لیا جائے۔ اور میں سجدہ حار میں غوطہ نہ کھانا چاہوں اور اپنے کے پرچہ پانا
 نہ ہو۔ میری کیفیت سنئے کہ جب میں پہلے پہل غلطی کے مکان میں آیا تھا سب سے
 اولیٰ مجھ کو دیکھا وہ حسن و جمال میں یکساں تھی اگر میں حسن ظاہر کا بھوکا ہوتا اس پر
 فرشتے کے لیے کوئی امر مانع نہ تھا مگر تم سے اسکو کیا نسبت ہے
 ہر کیا وصف چیتے سے لکھائی اگر تلی تمہارے ہونٹ پتے انگلیاں تلی کر تلی
 اسی طرح تمام اپنے سوالات کا جواب کچھ لکھے اور اب بھی دنیا میں مشغول اور غمور رہا
 کا ترانہ میں سب جگہ جو میں دروں کہتے ہیں مگر میں ایسی ظاہری چمک و گمک کا
 خواہاں نہیں رہا ہوں۔

ہم جس پر ہرگز نہیں رہے بات ہی جو اور
 روپیہ پیسہ کی بات ہے اسکی حقیقت یہی کہ آج کیا اور کل کیا اور تم نے خود ہی
 اسکی نسبت بہت کچھ لکھ دیا ہے یہ کیا ہے
 سرسلطنت سے آستان باد بہتر ہے
 میری جان میں یہ ایسا طبع تھا کہ اگر تیرے جی تو یہ ہے کہ ایک ازل اور وحشت ہے
 جس میں میں نے اپنے آپ کو دیکھا ہے کہ محمد عظیم سے تو اس سے سادہ ہے
 ترا کہ طبع اور بہت سی خوبیوں کا ذکر سن کے میں لوٹ ہو گیا کہ میں نے
 آدمی میں جانتا تھا وہ سب باتیں تم میں خدائے بنی آدمی میں نے خدا سے دعا کی
 پروردگار اس مجھ کو بھی دینا محمد لد میری دعا قبول ہوئی اگر میں سالار زمانہ
 و ہونڈ مار دون تو تم سے آدمی ملنا محال ہے تو آدمی خوبون کا حضرت میری طاقت سے
 باہر جو کوئی میرے دل سے پیچھے ہے
 جاری آکھوں تیرے نام پر کہ میں تمہیں
 یہ چند باتیں تو تم میں خاص طور پر بخدا نے پیدا کی ہیں۔

(۱) غیرت اور شرم مناسب ہدایک

(۲) عصمت اور عفت۔

(۳) اخلاق شیریں کلامی ذکاوت و ذہانت۔

(۴) ایفائے وعدہ اور استقلال مزاج۔

(۵) سیر حقیقی اور بلند نظری۔

(۶) تمیز نیک و بد اور جوہر شناسی و قیافہ راقی

(۷) وفاداری و جرجی کی عظمت۔

اگرچہ اس سائنس کی نسبت کچھ امتحان نہیں ہوا لیکن میں نے یہ شخص بہت سی دفعات دیکھا ہے

اس کے چہرے پر ایک نورانی چمک دیکھ کر دل بہا کر دیتا ہے

یہ شخص اگرچہ ایک عوامی شخص ہے لیکن اس کے اندر ایک عظیم الشان شخصیت چھپی ہوئی ہے

اور اس شخص کے دل میں ایک عظیم الشان دنیا ہے جو کوئی نہیں دیکھ سکتا ہے

انصاف کر دے جس شخص کو میں نے دیکھا ہے اس پر کوئی شک نہیں ہے کہ اس کے دل میں ایک عظیم الشان دنیا ہے

آج جس پر پردہ کو مجھے دکھایا جان دلربائی اور خوش آوازی کہیں اس کے کام نہیں آ رہا

اسی قسم تمہاری پاپوش کے برابر بھی اسے میں نہیں سمجھتا میں ان طبع تو دور کر رہا

دو برقی سے کسی اور کو دھوکا

میں کہیں کہیں دھوکا دینا شروع کر دیا تو اس کا اوصاف حمیدہ ہوا اس کا حضور شکل ہے

چہرہ تمہیں بتا دے کہ میں تمہیں چھوڑنے کے دوسرے پر فریفتہ ہوں بیودہ سری

نہیں تو کیا ہے۔

حور پر آنکھ نہ ڈالے کبھی شیدا تیرا

حضرت امیر خسرو نے میری زبان سے یہ شعر

فرمایا ہے۔

خود را بہین در آئینہ انصاف ماہرہ

گر چون توئی جدا شدن انداز کے است

مجھے اپنی قسمت پر ناز ہو کہ تمہارا سامع شوقی کہتا ہے روزگار مجھے ملا

اب وصل و ملاقات تمہارے ہاتھ میں ہے تم چاہو تو سب چھو

ہو سکتا ہے

جوسنے پر آؤ بھانے بہت ہیں جگہ سیکڑن ہیں ٹھکانے بہت ہیں
 میری شادی کی نسبت جو کچھ ارشاد ہوا ہے اسکا جواب بھی ضمناً اوپر دے چکا ہوں
 اگر اعتبار نہ ہو قول و قسم نے بوسے
 میری باتوں کا نو باد نہ ہو فرشتہ لیلو شاہد انسان کے عوضی جاہو فرشتہ لیلو
 آئندہ سب کچھ تمھاری مرضی پر چھوڑ دیا ہے حافظ
 ترا کہ ہرچہ مرادست در جان داری مکن ہر آنچہ کہ خواہی کہ دست آن داری
 مع کو رم انشاء یا اسکو بنے قیدہ و یاد دوسرے دن جواب آیا۔

تیسرے خط کا جواب

کلید تمام دوسرے گے جب سنو گے نہ سوائے خدا شیون کسی کا
 میرے جلد باز خوش رہوے

کلید پکڑ کر دہن بیٹھ جاتے سنا ہی نہیں تھے نالہ کسی کا
 آپکار تہہ قسموں اور قولوں سے بھرا ہوا مجھے ہو سنا میں سمجھتی تھی کہ میری تحریر اور بعض
 سہت فقروں سے گودہ پڑتا ہے لیکن تھے گروہ حقیقت انکی خوبی میں کلام نہیں آپ
 بخیر ہوئے اگر خا کا شکر ہو کہ آپ کے جواب نے مجھے مطمئن کر دیا کہ آپ منصف
 مزاج ہیں عقلمند آدمی ہیں میں نے جو کچھ لکھا تھا وہ بہت ضروری باتیں تھیں اور کسی
 ساط کو اولی ہی اول صاف کر لینا مقصداے دانشمندی ہو بارے مجھے یقین ہوا
 کہ آپ ظاہر پرست نہیں ہیں بلکہ ذاتی خوبیوں کے پر کھنے والے ہیں میری جو کچھ
 تقریریں اور اوچھانٹے آپ نے بیان کیے ہیں وہ خود اپنی ہی تقریرت ہیں تو ایک
 ناکارہ اور ناقص العقل چیز ہوں اور درحقیقت مردوں کی عقل و فراست
 سے عورتوں کو کیا نسبت ناقصات العقل والعاوات عورتوں کا لقب ہی ہو
 ہاں یہ ضرور ہو کہ دوست کی سب چیز جتنے کہ برائیاں جی انجی معلوم ہوتی ہیں اسی نظر
 سے انکی تقریر قابل اعتراض نہیں ہو

آپ نے قول و قسم کی نسبت جو کچھ لکھا ہو اسکی حاجت نہیں جو م آدمی اگر ہزار قسمیں
 لکھائے بیکار ہے اور سچا صرف زبان سے افراد کرے عمر بھر کو کافی ہو آپ اگر بچے ہیں
 جتنے قسم لے لے کیا کروں گی اور اگر ایسا نہیں ہے آپ کی قسمیں مجھے کیا مدد دے

سکتی ہیں اب ذرا جی لگا کے میرا حال سنئے۔ ۶

ان جگر تمام کے چھوڑی ماری آئی

یقین جانو جسے میں سن مشورہ کہہ دوں گی ہون چجب بالچھن اور ہم دور جائیں میری جان بڑی
ہی میرا مزاج کچھ ایسا واقع ہوا ہی جو اس فرقہ سے جسکے اچھین میں پڑی ہوں بالکل
عالم دور ہے

آشیان بھولے میری بھی آتائیں ہو یا دین پرورش بائی ہی تھنے غامد کیسا دین
چھٹ پنے ہی میں تھم ہو گئی اعظم جی اور میرزائی نے مجھے بھون کی طرح پالا اور مجھ میں
دعوت کرتے رہے کہ اسکو کب نہ کرنے دینگے بلکہ اس میں بخت کی نادی کسی شریف
کے ساتھ کر دینگے۔ لیکن مجھے جو ذرا بھی کبھی اس پر اعتبار ہوا ہو کیونکہ ان نا خدا
ترسون کے ہتھکنڈوں سے بن بخوبی واقف ہوں اور مشکل یہ تھی کہ اگر میں انکی بات
کا کبھی یقین بھی کر لیتی تھی تو اور خیالات چین نہیں لینے دیتے جسدا یا کہے
شخص سے میرا بھائی میرا مزاج اُسکے مزاج سے موافق ہو یا نہ ہو کہیں نہ
اوباش نمونہ بدتمیز جاہل نہ ہو اگر ایسا ہوا تو تمام عمر کا وبال ہو گا۔

سو بار مروت آئی ہے عہد شباب میں اُس دل کے اچھون جان بڑی ہو نہ یقین
آخر اس قول و قرار اور پس چوڑی باتوں کا نتیجہ آپ نے بھی دیکھ لیا کہ ان
حرام خوردوں نے کوئی دقیقہ میری آبرو لینے کا اُچھا نہیں رکھتا اور اہل ہاوانہ
باندھ کے آگ میں جو تک دیا مگر پروردگار تیرا شکر کرور شکر کہ وہ آتش
نمرود مجھ پر گلزار خلیل بنے بھڑکی میرا روگنا میلانہ ہوا اور میرا دامن صحت
آلودہ مصیبت نہ ہونے پایا۔ تیرا بان تیری بندہ نوازی اور ذرہ
پروری کے۔ ۶

میرے مولاری بگڑی کے بنائیو لے

کے رمد تر دامن راوست تو امان ما رخت پاکان خدایک چون کہ ہر ایک جگہ
الحمد للہ ثم الحمد للہ

گو ہر مخزن اسرار جانت کہ بود حقہ مریدان مرد نشانست کہ بود
باغچہ میری جھقد ربنامی ہوئی اسی کے صدومین میری پڑیان پھسل جاتی

ہیں اور روح پر صدمہ جو خدا کی قسم ایک لحظہ ان لوگوں میں عجیب رہنا قیامت ہے مگر مجھ کو
اور ایک سی کی کیا کو سون۔ زمین سخت آسمان دور ہو ہے

حیث باشند کہ تشنیم با خار
دکھا یا کچھ نفس مجھ کو آب و دانہ نہ
اگر حرام موت اور عذاب عاقبت کا خوف نہ ہوتا میں کچھ ہمتی ہوں ایک۔ عجیب دیر کی
ہوتی مگر جو خدا عوشتی اور ہر کے چارہ نہیں۔ ۶

مرغ زبک گرد بام افتد قتل پاپش

میں نے جسدن آپکو پہلے پہل دیکھا اور اعظمی۔ تھے آپ کی تشریف سنی میں سنے
خدا سے دعا مانی کہ اگر اس شخص سے میرا دامن باندہ دیا جائے تو میری چہرہ
نہیں رہے۔ مگر میری دعا قبول ہوئی نہ

جو طلب میں۔ نہ کیا اپنی عنایت سے دیا۔ تیرے قربان مرے ناز اٹھائیو اے
جسدن منگ صاحب کی سرکار میں نوکری کا پیام ہوا ہوئے فوراً تاڑ لیا تھا کہ
آپ کا میلان اس ناچیز کی طرف ہوا اور اسی وجہ سے یہ تقریب طور میں آئی میرا
گمان میں تھا جب سے پہلے یہ انداز اختیار کر لیا ہے کہ منگ صاحب وغیرہ کے
مسائے آپ سے چلی گئی کرتی ہوں اور دور ہی دور رہتی ہوں تاکہ کسیکو یہ گمانی
کا موقع نہ ملے

کی کیا نہیں کرتا یہ ہمارا دل نہیں رہے۔ روکے ہوئے ڈاٹے ہوئے۔ دیکھو کہ ہر کوئی
آپ کی محبت کا بار میرے دل ناتوان پر جھک رہے اسکو میں خدا جانے کس طرح
اٹھائے ہوئے ہوں اور ضبط کے مارے اُن نہیں کرتی

گفتش با می اسیرت گفتا آگسم
چونکہ عورتوں کو فطرتاً شرم و حجاب دیا گیا ہے گو بار بار دلوئے اُٹھے اور اضطراب
پاؤں پھیلانے مگر میں نے ابتدا اپنی طرف سے مناسب نہیں سمجھی اور جس طرح
ہو سکے کچھ سوس سوس کے بنی

مگر بدوئے اگر خاک و حوان اُٹھے گا
پھر ابھی دلی لگی نہیں اٹھا رکھی ہے
اور سچ یاوہ

آن قدر یاد کر دہ ایم ترا
آن قدر ہا کہ یا و مانہ کنی
علاوہ اسکے یہ بھی ایک مانع قوی تھا کہ چندے صبر کر کے آپ کے چل چلن اور
ظرف کا امتحان کر ان کا اگر یہ شخص صرف بندہ ہوس اور معنوی روش کو آدمی ہو
تو دور بھی کرو اور دہر جو کر کے میں طبع ہو سکے قطع کرو کیونکہ میں صرف نفس پرست
اور بوالہوس نہیں ہوں مگر خدا کا شکر ہے کہ میری خواہش کے موافق آپ صبر
اپنے کو ثابت کر دیا ہے

مگر زیچاہ خیالات مرقہ دوسرے کرو
انچہ در خواہ اندر پرست تھا شاید کہ
مجھے جتنی خوش قسمتی پر ملا ہے کیا ایسا آدمی ملا آپ کو مجھ سے کسی قسم کی خوش قسمتی نہیں ملے گی
مجھے بہت مشکل تھی یہ ہندی پٹہ میرے حسب حال ہے

پٹہ ہم سے ہی تھو بہتیری اتم سا بلکہ کوئی نہ ملتا تھا پٹہ بھری ہے ہر جگہ
ترا بر گز سے بہت بیقرار و گمراہ
چونکہ میں نے تمام عمر آپ کے ساتھ بسر کر لی نیت کرنی ہو اس لیے کچا کچا اپنا سارا
حال لکھ دیا ہو اور اس صورت میں اسکی ضرورت بھی تھی مگر آپ اس راز کو بہت
غفی رکھیں گے اسکے افشائیں ہزار دن قربانیں میں سے مانقا

دلہ کہ گو ہر امر احسن و عشق و دوست
توان بدست تو دان گرش نکو داری
آپ نے شادی کے معاملہ میں جو کچھ جواب لکھا ہے یقین جانے میں نے مانعت کی نیت
سے نہیں لکھا تھا البتہ آزمائش ضرور منظور تھی کہ آپ کتنی دور ہیں اور کس قسم
کی محبت اور کیا خواہش ہے ورنہ خدا کی قسم میں ایسی شرط نہ کرونگی اور نہ اُسکو
پسند کرتی ہوں اگر آپ مجھ سے صادق القول اور محبت پر قائم رہے کسی قول
و قسم کی ضرورت نہیں ہے آپ کو خود ہی گوارا نہ ہوگا اور اگر خلوص و یک رنگی میں
فرق کیا قسم ایک نہیں ہزار دن ہوں تو کیا کام آسکتی ہیں کوئی عقل مند اس بات کو
گوارا نہ کرے گا بلکہ میرے سر کی قسم اگر آپ کے ورثا شادی کے لیے کہیں تو ہرگز
میری وجہ سے انکا ر نہ کرنا میری طرف سے آپ کو پوری آزادی ہے
کبھی اس معاملہ میں کوئی عہد و پیمان نہیں کرنا چاہتی میرے نزدیک
چندہ حاجت اور دور اندیشی سے یہ فصل بالکل بعید ہے کہ مردوں کو

ایسے شہر و طلائعنی کے ساتھ مقید اور مجبور کیا جائے بلکہ دوستی کے
پر وہ بین دشمنی ہے کیونکہ مردوں کو تمام عمر اس بات سے بچنا قریب بہ حال
ہے پھر ورپے محال ہونا حماقت نہیں تو کیا ہے البتہ میں چند شرانگہ
اور کروں گی جو محبت اور الفت میں لازمی ہیں اور اس کی پابندی
بھی آپ کو اور مجھے دونوں کو کرنی پڑے گی خیر شرط ہو۔

میرے محرم راز۔ میں نے اپنا مفصل حال دل لکھ دیا ہے اس سے
آپ غور نہ ہو جائیے گا آپ جانتے ہیں کہ میں نے کیسا ضبط کیا ہے اور
کس قدر احتیاط کے بعد اپنے دل کا حال بیان کر دیا ہے ورنہ کیا ممکن تھا
کہ ایک حرف بھی میرے منہ سے کوئی سن لیتا اگر ہونٹھرتے منہ بجاڑ دیتی اگر
دل جھٹکتا ہے چیر کے پھینک دیتی۔ ع

نچھو قابو نہیں دل پر تو ہے قابو اپنا
مگر اب بجز اسکے چارہ ہی نہ تھا

عشق را گر نصبت شو غمی نے ہو دے حسن دست دے کر دے نہ لیا سو سے پر امن زمان
اگر مجھ عاشقی مشوقی و دونوں لفظ نہیں بھیتے مگر تاہم دیکھنا چاہیے حق و وفا
کس کی طرف سے ادا ہوتا ہے میں ناچیز کیا منہ رختی ہوں جو کسی قسم کا دعوے
کروں مگر

والہ المستعان و علیہ الصلوٰۃ والسلام ہذا فی ہوس فقط

اس خط کو میں چڑھ کے بے اتھا خوش ہوا اور پھولانہ سایا قریب تھا کہ مجھ کو شاوی
مرگ ہو جائے اس کے ولی حالات دریافت ہونے سے میں بہت ہی خدا کا
شکر گزار ہوا رات کو جواب لکھ رکھا۔

رقعہ چہارم

محبوب دلارام من تھارا بیمار اخط میرے لیے مہیا ہونے کے ہر سچا جو کچھ تم نے نکال
مہربانی سے اپنا انصیبی حال لکھا جو اس سے میں بے اتھا شکر گزار ہوں
میری جان میں معذرت کیوں ہونے لگا گو غور کا موقع ضرور ہے

نہیں نہیں اختیار کرتا تا کہ غرور مذموم چہرہ ہی اس خطے میرے دلوں کی ڈھارس
 دلاؤ اور بے شک میں اپنی کامیابی کا بہت ہی جلد سامان دیکھوں گا یہ میری
 سچی محبت کا اثر ہے جو تم کو رحم آگیا ہے
 گھبرائے ہوئے بام بام بھرتے ہیں وہ بھی اتنا تو ہوا ہے میرے نالوں کے اثر سے
 میں نے جس دن سے تم کو اپنا دل دیا بہت ہی کم درجہ میں گر رہی تھی کہ دیکھو نہ رسکا
 انجام کیا ہو اور کہیں میری آہ سے اثر ہو سکے تو کہیں رہ جاتی اچھ لہو یہ دند غدا اب
 جا تا رہا میں اپنے جذبہ مہمات کے صدمے میں سے تم کو اول نرم کر دیا اور تم کو
 بھیجی پیدا ہوئی ہے

لہئے اس بیت کو التیا کر کے کھر توڑا خدا خدا کر کے
 میں اس کا غم خواہ ہوں کہ تم کو میری وجہ سے تکلیف ہوئی معاف کرو
 جذبہ دل زور آزمائے چھوڑ دے پائے نازک کا ستانا چھوڑ دے
 میں تم کو بندہ بے دام ہوں انشا اللہ کبھی مرتابی نہ کرو گا اور میری وفات تم دیکھ
 لو گی تم نے اپنی طبیعت بہت ہی انکسار کے کلمات لکھے ہیں یہ انتہا درجہ کی
 خوبی ہے مگر میری جان تم کو ہی عذریاں اور دافریب مجہدہ مفتہ میں اپنا جواب
 نہیں رکھتیں تم اپنے کو جو چاہو مجھ کو مگر میں کیا سے روز گار اور مجمع خوبی کون گا
 اس سے زیادہ انسانی کائنات مجھ سے میرے خیال میں کسی شخص میں خصوص
 معشوق میں جمع ہونا محال عادی ہے یا قریب بہ محال ضرور ہو

خدا کے فضل سے یوسف حال کھلائے اب اور چاہتے کیا ہو میری ہو جا
 صبح کو رحم اللہ آیا رتہ اُسکو دیدیا اور اب سلسلہ نامہ و پیام جاری ہو گیا
 یہ چند خطوط بیان سلسلہ نگار کے لیے لکھ دئے گئے آئندہ بھی حسب موقع چند
 خطوط کی نقل کر دوں گا اب یہ بھی معمول ہو گیا تھا کہ عصر کے وقت دلارام
 ثنائت کے قریب آ کے کھڑی ہوتی تھی اور میں غلام گردش میں کر سی پر
 بیٹھا نظارہ بازیان کیا کرتا تھا۔ کبھی مڑے مڑے کے شعر پڑھتے
 جاتے تھے کبھی دو دنوں دیا کرتے تھے غرض کہ عجیب لطافت اور کیفیت سے گذرتی
 تھی جس کو بیان کرنے کی طاقت نہیں۔ از جہر گذری ہو وہ سمجھ لے

البتہ کجا جب فرہ بیکہ وہ بھی ہون بتیز دونوں طرف ہوا گ برا بر لگی ہوئی

حریر خانہ راز و نیاز

ایک روز رنگ صاحب نے اپنے کئی دوست اگر ندون کی دعوت کی رات کو مجھ پر
 آئے تھے یہ تھا کہ صدر میں کرسیوں پر سب انگریز بیٹھے تھے اور بائیں کی طرف اور
 سب لوگ آفرین منگ صاحب کی کرسی ہوتی تھی اور اسی کے قریب میری
 کرسی اور سپرے ہاتھ کی طرف ٹانگہ کھڑا ہوا تھا اور خانم جان اس کے سامنے
 ہاتھ کی ٹانگہ کرسی ہوتی تھی اس دن اس قدر گفت ہوئی کہ رنگ صاحب کی کرسی
 بہت تیز چلتی تھی میں بھی ان کے پاس بالکل پیچھے ویواریستے ملا ہوا بیٹھا ہوا
 تھا جس سے یہ ہوا کہ مجھ سے اور خانم جان سے بہت سی تھوڑا سا سلامہ کیا گیا تھا
 غرض کہ گانا شروع ہوا اصحاب مجھ سے بار بار منی پوچھتا تھا اور انگریز بھی دیکھتے
 انگریز دن کو سمجھاتا تھا جو کہ خانم جان پڑی شیریں کام اور ہنس منگہ عورت تھی اکثر
 انگریز اس سے باتیں کرنے لگتے تھے جس سے مجھ کو نہایت غیرت اور غصہ
 معلوم ہوتا تھا مگر مصلحتاً خاموش تھا۔ تھوڑی دیر میں خانم جان نے چو کھڑے
 پر ہاتھ مارا اور بہت سا مصالحہ الہی وغیرہ لے گئی اور میری طرف اک
 اور ایک خاص سے دیکھ دیا۔

دیکھا جدم رنگیوں سے اس مست تارنے غمزہ بچار اٹھا کر وہ پیش ہو گئے
 میں نے میر زانی سے اس غزل کی فرمائش کی حافظ

کہ بشکر بادشاہی ز نظر مران گذارا	پاکستان کے لئے اس کے سامنے اس کے سامنے
مگر آن شہاب ثاقب مددی کند خارا	ز رقیب و دوست نچد ان سے پناہم
رخ ہچواہ تا بان دل ہچ سنگ خارا	چہ قیامت است جانان کہ بے انتقان مودی
تو از ابن چہ سودواری کہ نہ کنی بدارا	دل عالمے بسوزی جو غذا بر فردری
ہہ پیام آشنائی بنوازد آشنارا	ہر شب دین امیدم کہ نسیم صبح گاہے
نظرے گلن بیا نشبت دلبر اخدارا	مژدہ سیامت از کرد سوخون اشارت

یہ دوزخیت نے تمام دن لکھا جو جس سے دیکھی خارا ہو۔ مترجم

ہر قریب چشم جاوود دل در دمنہ خون شد
دل در دمنہ حافظ کہ پیر شست یہ خون
اسکے ہر خانہ جان سے یہ غزل گجائی حافظ
آنا کہ خاک را بہ نظر کیمب کنند
در دم نغمہ ز طبیبان مدعی
مشوقہ چون نقاب ز رخ برے کشد
چون حسن عاقبت ز بزدی وزا بدست
بگندہ بگوئے مومعہ تا زمرہ حضور
پیمان ز حاسدان بد ہی سے کہ نعمان
یہ شعر گاتی ہوئی پھر خانہ جان آئی چو گھر سے باقی مصالحت بھی لے گئی اور
ساتھ والون کو الائجان یونگ چکنی ڈلی وغیرہ تھوڑی تقسیم کی باقی مٹھی مین لیے
رہی میرے جی مین آیا کہ میری مشوقہ اس وقت یہ مصرعہ گارہی ہو: مصرع
خیر نہان بے زبرائے خدا کنند۔
اگر مجھے بھی الائجی وغیرہ دے تو اس مصرع کا مصداق صحیح ہو جائے اور آہستہ
مین نے یہ شعر سکونہ کے پڑھا ہے

بذل نوال میکی قسمت بندہ ہم بدہ
خاصہ بد یگران کن حمت عالم نوازش را
وہ فوراً سمجھ گئی اور ایک چکنی چھالی دو انگلیوں پر رکھ کر انگوٹھے سے اس طرح
اڑائی کہ میری گود مین آ پڑی مین نے منہ مین رکھ لی یہ دونوں حرکتیں منگ صاحب
نے اچھی طرح دیکھ مین مین تو مہم کے رہ گیا مگر اسکو مطلق اثر تک نہوا اور اسی طرح تھوڑی
لے کے گایا کہ حالانکہ منگ صاحب کا دیکھنا اسے بھی معلوم ہو گیا تھا اور ساتھ ہی
اس غزل کا یہ شعر گایا ہے

بے معرفت مباش کہ در مین مزید عشق
اہل نظر مسالہ با آشنا کنند
یہ پڑہ کے ایک ڈلی اور پھینکی مگر مجھے بچاتی ہوئی زمین پر پڑی پھر تیری پوچھی باخون

کئی ڈلیان متواتر چلی گئی۔ جی آخر یہ۔ ٹٹی سے قریب تباہی پر جو فافوس رکھا ہوا تھا
اس پر ٹپ پی اور جھن سے آواز آئی اور اس سے کہا وہاں اس کی آنکھ اور اس کے
اکھی منگ صاحب نے کہا خانم جان میرا فافوس توڑ دی۔ تیرا ہی سنتی ہو گی تو
یہ کیا لڑکپن ہے اپنے کسی کا تو جواب نہیں دیا مگر بہت ہی سہ پر والی سے اٹھوٹا
دکھا دیا میرے ٹھٹھے سے اور صاحب سے کہا آپ اس شعر کے معنی سمجھتے ہیں

بے معرفت مباشر الخ

صاحب نے مجھ سے پوچھا کہ حسن شاہ اس کے کیا معنی ہیں میں صاحب کو سمجھا تا ہی تھا کہ
اس نے یہ غزل شروع کر دی۔ غزل

دل میں بدہر ریش زچمن فراغ دارد کہ چو سرو پایے بندست وچ لاله داغ دارد
جب اس شعر پر پہونچی

بفرغ چہ زلفش رہ دین زندہ شیب چہ دلاورست وروے کہ بکلف جیراغ دارد
اور ایک تھقہ نگا کے صاحب بیچارے سے کہا اگر اس کے معنی نہ سمجھے ہو اس شعر کے
معنی بتاؤ تاکہ دونوں کا مطلب کھل جاوے وہ بیچارہ اس مرد و کناہ سے کیا واقف مجھے
اس کے معنی بھی پوچھنے لگا۔ ابھی میں نے اچھی طرح سمجھایا تھا کہ اپنے اُسکو بتانا شروع
کیا اور معنی بتانے کا اصرار کیا وہ مجھے اُلجھا کہ جلد سمجھا دے میں حیران تھا کہ کیا بات
بتاؤں مگر فوراً ہی میرے خیال میں ایک بات آگئی میں نے کہا خانم جان
نے آخری شعر اپنے حسب حال پوچھا ہو دیکھئے ابھی ابھی فافوس توڑے ڈالنے تھیں
اس پر کچھ تنبہ تو ہوا تھیں بلکہ بے پردائی سے جواب تک نہ دیا یہ دلاوری نہیں تو کیا ہی
صاحب نے ہنس کے کہا کہ واقعی ہی مطلب خانم جان کا ہے گاتے گاتے جب
اس شعر پر پہونچی

منرا و ارجو ابرہمن کہ درین چمن بگویم طرب آشیان طبل بنگر کہ زاع دارد

اب نظر منامہ با آشتا کنند یہ قیامت کی دشمنی دیکھتے ہیں یہ ایسے آدمی جلد رستے ہیں اور

دہی ہوا ہی۔ مترجم

میں تھک رہی تھی اس وقت ہو گئے نہیں مگر نئی روشنی دلائی ہوئی نظر میں۔ مترجم

اس کی لفظ لگا، مہل جو۔ میرا قصہ نہ نہیں جو۔ مترجم

میر ہی طرف مسکرا کے منگ صاحب سے کہا
 دو لے صاحب تمہارے ولایت میں تمام کوٹے گور سے ہوتے ہیں اور ہندوستان
 تک پہنچتے ہیں۔

اس نے سادگی سے کہہ دیا کہ ان ہمارے ملک میں سفید کوٹے بھی ہوتے ہیں میں نے
 صاحب سے کہا آپ کچھ سمجھتے ہیں یہ آپ لوگوں پر چوٹ ہو یعنی آپ ہی گور سے کوٹے
 میں صاحب نے کہا خانہ جان تم ہم کو کوٹا کہنتی ہو سب ہنس رہے تھے
 اگر دتیرین چڑھا کے خاموش ہو رہی میں نے صاحب سے کہا کہ اس غزل
 کی فرمائش کیجیے غزل

دوش مے آمد و رخسار افروختہ بود
 رسم عاشق کشی و شیوہ شہر آشوبی
 جان عشاق پسند رخ میدانت
 وز زلفش رویں میوز آہنگین دل
 ہول سے خزان بکھن آورد و نہ دیرہ بخت
 گرچہ میگفت کہ زارت بکشم میدیم
 گفت خوش گفت برو خرقہ بسوزان حافظ
 قطع پرین نے مسکرائے اسکی طرف دیکھا اس نے ایک واسے خاص سے اُسکا
 جواب مسراتے ہوئے اس طرح دیا کہ میرا ہی دل جانتا ہے

از دور فگندی بن از ناز نگاہے
 قربان نگاہ تو نوم باز نگاہے
 کیفیت چشم اسکی مجھ یاد ہو سودا
 ساغر کو میرے ہاتھ سے لینا کہ چلا میں
 مجلس برخاست ہو گئی اور میں ایک حالت گفتنی میں زبان سے اٹھاسب رخصت
 ہو گئے۔ دوسرے دن جب قنات کے پاس ملاقات ہوئی میں نے کماریات کو تم نے
 غضب ہی کیا کہنے لگی کیا۔ میں نے کہا اچھی دہی ڈلی جو آپ نے پھینکی تھی وہ تو کہو
 تم نے اُسے اور ہی ڈنک پر ڈالا اگر طرہ یہ کیا کہ ایک تو کنا یہ دار شعر گائے پھر صاحب
 نے منون کا اصرار کیا لیکن خیریت ہوئی کوئی سمجھا خاک نہیں ہنس گئے کہ
 یہ پورا فقرہ اصل کتاب کا ہے۔ مترجم

کوئی جو کام چھوڑا کر آجاسکا آغا نا غلام سے بیٹا ہو اگر میں نے اُسکو مٹانے
کی تدبیر نہ سوچ لی ہوتی تو ایسی حرکت ہی نہ کرتی اشعار کے معنی پوچھنے سے
سرسن یہ غرض تھی کہ آپ کی دانشمندی اور اداسناسی ظاہر ہو ورنہ اور کوئی
بات نہ تھی ۵

یگانہ پے بدقت معنی نے برد جزا شناباد ستور نے رسد
سینے کہا خیر ہو اچھا ہوا۔

ایک دن مین کا نذات صاحب کے پاس لے گیا بعد ملاحظہ کے صاحب نے کہا میری
کتاب مین فلان کا غذائی نقل کرد و مین دوسرے کرے مین مینر کے سامنے بیٹھے نقل
کر رہا تھا اور صاحب کسی انگریز کے ساتھ ٹھہرتا تھا اتنے مین بی جان اور خانم جان صاحب
کے پاس آئیں جب وہ انگریز چلا گیا صاحب نے بی جان کے ساتھ اختلاط شروع کیا
اور گو دین اٹھایا مین اسخان بنا ہوا سر جھکا لئے ہوئے لکھ رہا تھا کہ خانم جان
میرے پاس چلی آئی اور پوچھا کیا لکھ رہے ہو مین نے کہا تخریہ کا کاغذ ہے
اُسے کاغذ اٹھایا اور دیکھنے لگی مین نے کہا دیکھو صاحب اور بی جان کیسے
مزے مین بن اگر تم بھی مجھے ایک بوسہ عنایت کرو تو کیا اچھی بات ہو اُس نے
پس کے میرے دونوں ہونٹھ مل دے ۵

تھاری تیغ کا منہ چڑھ کے لے لیا بوسہ کبھی کسی سے نہ ہر دوں سکے انکس مین سے
اتفاق اسکی یہ دراز دستی صاحب نے بھی دیکھ لی اور بولا خانم جان کیا ہو اُسے
صاحب کو دیکھا نہ تھا اُسکے پوچھنے سے فی البدیہہ جواب دیا کہ آپکے منشی صاحب عجیب
بیزہر مین مجھے ایسی بات کہہ بیٹھے کہ کیا کہوں صاحب نے کہا گیا سخت بات کہی ہم بھی
سنیں فرمایا انکے پاس آئی کاغذ اٹھا کے مین نے ان سے پوچھا کہ کیا
کر رہے ہو کہنے لگے جلد آگے بڑھو صاحب نے تھو قبول نہیں کیا مین بھی تم سے
بات نہیں کرتا مجھکو بھی نصرت آگیا زبان کا جواب اچھے سے دیا ان کا منہ
مل دیا۔ ۶

کلوخ اندازہ راپا ویش سنگ است

صاحب نے کہ تو حسن شاہ سے ڈرتی نہیں ہو وہ بیری خاطر سے چپ رہتے مین

اور تم بڑھتی ہی جاتی ہو آپ نے بگڑ کے کہا اور میں بھی تو آپ کی خاطر سے طرح
 دیکھی خون پی کے رو گئی ایسی بات انھوں نے مجھے کی تھی کہ ٹکڑا سا توٹنے کے
 جواب دیتی تو اپنا سامنہ لے کے رہ جاتے۔ صاحب نے ہنس کے کہا حسن شاہ
 تم نے سچ کہا کہ ہمارے صاحب نے قبول نہیں کیا یہ ہمیشہ جھوٹا کہا کرتی ہے کہ
 میں نے تم کو منہ نہ لگایا میں نے نہ حضور اب یہ ذکر جانے دیجئے مجھے اب وقت
 خون جگر مینا پڑا یہ دست درازی کر گئی ہیں صرف آپ کے لحاظ سے چپکا ہو رہا
 صاحب نے کہا تو بھی عرض لے لو۔ میں نے کہ میں درگزر کیا یہ مجھے ہر طرح
 جیسے دین انکی بڑی عنایت سی جو کہ میرے پاس سے قتل لین لیا میں صاحب
 نے کہا خدایان تم نے اچھا نہ کیا تو کہ معلوم ہے کہ ہمارے فتنی تم لوگوں سے
 کس قدر نفرت کرتے ہیں۔ اس نے کہا پھر مجھے کیوں سخت بات کہی صاحب نے
 کہا وہ دلی تھی تم بھی ویسا ہی جواب دیتیں غرض کہ اسی طرح یہ قصہ رفت گذشت
 ہو گیا۔ ایک دن خانہ جاناں اور بی بی جان وغیرہ سب صاحب کے پاس آئیں
 اس شکر نے دلی کا مسئلہ بیان کیا کہ صاحب سے کہنے لگی آپ کے منشی صاحب
 بڑے سفاک اور بے رحم ہیں اور مجھ سے تو جانی دشمنی رکھتے ہیں معلوم نہیں میں
 انکا کیا جگا طالع ہے

مجھ سے قاتل کو اگر لاگ نہیں محشر میں دیکھ کر آنکھ میں کیوں خون اترتا ہے
 میں آج اپن خون کا دعویٰ کرنے آئی ہوں۔ صاحب نے کہا خیر تو ہے کیا کچھ
 کچھ نکو بڑا بھلا کہا فرمائیے لیکن میں نے رات کو خواب دیکھا گویا میں آپ کے
 بنگلے سے آئی ہوں منشی صاحب پیغمبر لئے ہوئے بنگلے کو آ رہے ہیں میرے
 قریب پہونچنے کہنے لگے تم صاحب کے پاس کیوں آئی ہو۔ میں نے کہا کہ میں
 آپ سے نہیں آتی ہو صاحب بھلاتے ہیں صربانی کرتے ہیں آئی ہوں اس پر
 فرماتے ہیں کہ خبردار اب آئیں تو آئیں بھرنہ آنا جھکو سخت ناگوار ہوتا ہے میں نے
 کہا تو آپ صاحب سے منع کرادیجئے مجھے نہ بکوا یا کر۔ میں خدا واسطے

حسن شاہ اور خاتم جان تو صاحب معاذ اللہ مگر صاحب ہمارے بڑے سفاک سے تھکتا ہے وہ
 کیے بڑے ہیں انھوں نے اب ایسے انگریز نہیں آتے ورنہ جو بھی جاتا ہے۔ مترجم۔

کیوں آنے لگی مسکا جواب تو دیا نہیں، درگٹھا کے پیچہ مار دیا اور کہا کہ لو اگر نہیں
ماتین تو یہ تمہارا ہی منہ ہوگا

جہاں رکھی گئی تھی وہیں سے نہیں ہٹتا سر پہ کاسڑا کوئی ہر جلدی سیر قاتل کی
میں کوئی کھانسی نہ تھی اور ہونٹے لگی اور اپنا نام آپ ہی لے لیتے۔ رورہی ہوں کہ
سے باغ خانہ جان مار ڈالی گئی اور جاہلی تھی کہ بکواس اعلان کران کہ دیکھئے آپ کے
نفسی صاحب نے مجھے بے تصور قتل کیا۔ اسے میں میری آنکھ کھل گئی اب ایسا
خون ہاشمی صاحب سے روادیجے بھارے لے لیا دیوانی ہوئی ہو کہیں ایسی
دلکی حسن شاہ سے نہ کرنا وہ ان باتوں سے دور بھاگتے ہیں اُس شوخ نے کہا
میں کچھ نہیں جانتی آپ ڈرنے ہیں ڈرا کیجیے میں تو ڈر نہ بائے ہی کے اُٹھو گی
بجولی بجولی وہ قیامت باتیں

جھوٹ کدے تو یقین آ جائے

صاحب نے ٹیکا رام ہر کارہ گو میرے پاس بھیج کر بلا تے ہیں۔ میں گیا تو ذات شریف
کو دیکھتے ہی میں نے کہا خدا خیر کرے آج کوئی نیا بسنت نہ بنائے ملائی ہو۔ میں نے
کل عصر کے وقت اس سے کہا تھا کہ جب صاحب تم سے ہندوستان سے آیا
تھارا ملا تھو پکڑ لیتا ہو مجھے اٹھا سے زیادہ رشک ہوتا جو اور جی چاہتا ہے
کہ اپنی جان دیو دن عجب نہیں کسی دن خنجر مار کے ہلاک ہو جاؤں۔ عرض
صاحب نے مجھ سے کہا کہ خانہ جان نے پھر خون کا دعویٰ و امر کیا ہے اور
اسکی حقیقت بھی بیان کی میں نے کہا آپ سے اکثر عرض کر چکا ہوں کہ مجھ سے
دلکی دفرمایا کیجیے اُس نے کہا میں اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتا بلکہ خانہ جان
حقیقتاً دعویٰ کرتی ہے چاہو پوچھ لو میں نے کہا خیر میں ایسا ہی عورتوں کا
دشمن ہوں خصوصاً تم جیسا کہ انھوں نے خواب میں دیکھ ہی لیا ہے پھر
کیوں بیان آتی ہیں میں تو واقعتاً انکے آنیک روادار نہیں ہوں ممکن ہے
کہ مجھ سے یہ حرکت ہو گئی ہو صاحب نے کہا آپ اقرار ہی مجرم میں پھر تو خود نہا
دیتا چاہیے میں نے کہا ان سے کد کیجئے خواب میں میں نے قتل کیا ہے
خواب ہی میں خود نہا یا قصاص جو چاہیں لے میں کیونکہ ہمارے مذہب میں

بصدیق آیتہ۔

السن بالسن والذین بالذین والجور قصاص^{لہ} جسطح ہر عنفوکا بدلہ دہی عشت
ہو۔ اس قبائیل پر حمل واردات اور وقت واردات پر یہ اپنا بدلہ لائے لیکن خواہ سب
خوش ہیراری میں نہیں ہر سنا صاحب نے کہا خانہ جان حسین شاہ نے کیا معقول
جواب دیا ہے۔ اس نے کہا یہ لیجئے آپ دونوں مل کے میری بات دلی میں آیت کے
میں۔ حالانکہ میں یقیناً خبر لہا تو مگر اس نے کہا دینے کو تو کہتے ہیں خواب میں تم سے
ہو سکتے تو سہلے لو اس نے کہا میں یہ تاویل دیتا تو جانتی نہیں خربہا رواں ہو تو دلو ایسے
در نہ دیا سائے تین اور کوئی راہ نکالوں سے

ایسی خبر ہو تو اٹھیں کون نہ آیا رہا۔ اس پر مجھے ہین کہ کوئی مجھے کیوں یاد آیا
تب تو صاحب نے مجھ سے کہا دل حسن شاہ خان نہیں اتنی ہنسنے تو فیصلہ کی سب
صورت سمجھا دی مگر وہ ان باتوں پر آتی ہی نہیں مینے کہا تو معلوم ہو گیا کہ کھٹو طع نے
کچھ ہے جو ان لوگوں کا شہوہ ہو اب انکو بحال گفتگو نہیں دعویٰ تو اخوان نے کرتا
تھا مگر ملا لکھ نہیں اسلئے جٹ دھرمی پر آگئیں۔ یہ سکتے ہی اسکا چہرہ سبغ ہو گیا
اور ظاہر ہو گیا کہ آگ ہو گئی کہ چپ ساکت ہو کے رہ گئی مجھے یقین ہو اگر یہ کہنہ
میرا ناگوار ہو لہذا صاحب سے رخصت ہو کے چلا آیا۔ اس دن معمول کے موافق
میں نے دیکھا کہ تشریف نہیں لائیں اس سے مجھے غلیبان پیدا ہوا اور رحم اللہ کو
تلاش کر آیا اتفاق سے وہ بھی نہ ملا کہ کچھ کہلا بھیجا اور اس جنگجو کے حرکات پر
چہرہ ان تھا کہ آیا ایسی باتوں سے کیا مطلب ہو

سہ آیت ترتیباً غلط لکھی تھی جو اصل یوں ہو۔ الذین بالذین والسن بالسن والجور قصاص
اور برہمی آیت یہ جو و کتابا لیم فیما ان النفس بالنفس والذین بالذین والذین بالذین
حسن شاہ صاحب نے جواب دعو سے میں اس آیت کو پیش کیا ہے حالانکہ اسکا محصل و موقع
نہ تھا۔ مترجم۔

سے کسر خورشید آغا کا کیسا جھوٹا انجام گیا جو ایسے مشہور ہے اور پرمایک۔ مترجم

سہ خاص لفظ مدح صاحب کا ہو۔ مترجم

سہ مطلب تو یہ بہت صاف تھا نہ سمجھتا اور بات ہو۔ مترجم

ساری رات میں نے تڑپ تڑپ کر کاٹی صبح غلام گر دشمن بیٹھا تھا کہ رحم نہ آئے
میں نے کہا اے خانم صاحبہ عصر کے وقت قنات کے پاس نہیں آئیں اُس نے
جواب دیا کہ وہ کتنی تھیں

کہ انھوں نے صاحب کے سامنے مجھے تالیاں بات ہی حالانکہ میں اٹھکا گلا
رہ کر تھی۔ خیر اسکا مزہ میں بھی اچھی طرح نہ چکھاؤں تب میرا نام
خانم جان ہے

میری دشتون کو وہ منکر یہ بولے نکالینگے دم بھر میں سودا کسی کا
میں نے بہت ہی منذرت سے ہاتھ جوڑ کر کہلا بھیجا اور قنات کی طرف دیکھا
تو کچھ سایہ سا معلوم ہوا میں سمجھ گیا وہی ہو گی لہذا یہ شعر میں نے پڑھا ہے

باز خواہم گلہ از جور تو بنیادکم زید دیوار تو بہ نشینم و فریاد کنم
مبادا بلبل دیگر پس از من آشیان بند تو ان آویخت باشی بلندی استخوانم
پھر قنات کے نزدیک جا کے یہ شعر پڑھا ہے۔

مرا بسادہ دلہا سے من تو ان بخشید خطا نمودہ ام و چشم آفرین دارم
اسکے جواب میں اور تو کچھ نہ کہا یہ شعر پڑھا اور بولی گئی ہے

گل بخندید کہ از راست نہ رہیم و لے بیج عاشق سخن تلخ بہ مشوق نہ گفت
مغرب کے بعد گانے کی تعلیم کا دھنک خیمے میں آپ نے ڈالا میرزا نے سے کہا کہ دیت
کرنا چاہیے اگر صاحب ہو تو بلو ابھین میرزا نے صاحب کو بلو ابھیا وہ آئے

تو خانم جان نے اشعار کے معنی پوچھے پر صاحب کو دھر لیا جو کچھ سٹہ پڑ ہو سکا پہلے
تو صاحب نے جواب دیا مگر جب اُس نے ملاحظہ ہی بند کر دیا ناچار مجھے بلوانے
کے لیے میرزا نے سے کہا اُس نے کہا ضرور بلو ایسے وہ باوجود ہمارے اصرار کے

کچھ نہ آیا تے صاحب نے کہا وہ اگر چہ جوان ہیں مگر عورتوں سے بہت شرم لاتے
ہیں غرض کہ دوہر کارے پے در پے آئے ہیں عدا تو قنات کو تھا آخر تھوڑی
دیر کے بعد خیمے میں گیا۔ میرزا نے کہا آپ ہی کی کسر علی میں نے صاحب سے

پوچھا آپ نے یہاں مجھے کیوں بلوایا جو صاحب نے کہا پھر غصہ کیا ہو گیا
تھا اکیسا مزاج ہے بی میرزا نے اتھاری شکایت کرتی ہیں کہ کبھی ادھر ہو کر نہیں

عزل شاد حافظ

عزلی بہ لطف کو آئن غزل نگار
تگر خوش کہ عشق و لعل با چرا
یہ غزل ہم ہوسہی خاتم بیان نہ آئے
عاشقان را در درم بیدار بیدار کشید
ور دل شہسازے تار از این بیان رو ببار
را و خیر ہے کہ خواہد سلطان افغان
ہر کہ عاشق شد اگر چہ نازنین عا است
حافظ چندین الم را در ایام فراق
میری حالت تغیر ہوئی اور آتش جاری ہو گئے
خزل گاؤں سے

آنکہ با مال جنا کر درج خاک را ہم
جب اس شعر پہونگی مجھ سے کہ اکبر سے صاحب حال ہو
بتیام در خم کیسویں تو امیدواران
اُسکے خیر ہے کہ خانی جان سے یہ غزل گائی سے
منکہ باشم کہ بران خاطر عظم گزرم
لطفہا سبکی لے با و صبا با و سرم
ہتم بدر قد راہ کن لے طائر قاس
کہ در از سہرہ قند بہرین اسفرم
اسکو اس طرح درد سے او کیا کہ سب کے سب قیاب ہو گئے میری آنکھوں سے
مسلل آتش جاری ہوئے اور آگ کی ہی آنکھیں اس طرح ڈنڈ با آتش جیسے گل رنگ
میں قطرہ شہم ہو کر ایک آتش ہو گئے نہ دیا اور اس طے ضبط کیا کہ کچھ تھوڑی
نہیں تہتم

لے نسیم سحری بندگی میں۔ سنان
خرم کہ روز گزریں مہلہ بر بندم خست
راہ حیات کہ خاتم بنا تا پس ازین
چشمے سے کہا میں میں نے بھی کہا آئین سے
کہ وہ خوش و کون وقت دعا سے سحرم
در نہر کو سے تو پر سندر یقان جسم
میخرم با تو دو نگر غم دنیا نہ خورم

میر جی وہ عاکو سن کے بولے ہم نے بھی بین ایسی منتیں کیں
حافظ اور ظہیر سا گو ہر قصہ سنا رہا
ویدہ دریا کھنڈنا شاہد و غوطہ خور

سوکت کا بہت ہی پراثر ہوا صاحب بہادر بھی محو ہو گئے تھے بہر ختم مجھ سے
صاحب بہادر بے شک آج عاشق ہو گئے ان عورتوں سے جو تم پسند کر رہے ہو اور
چپکے سے باہر جان سے کہنا نہ کر سکتے تھے جن میرزائی نے کہا آپ کو تمہیں
سے کسی کو قبول کر لین جاری سواوت ہو رہی ہیں تو اندھا صاحب اپنے لکھی بارعین
کر چکا ہوں کہ مجھ سے بگلی نہ کیا کیجیے آپ نہیں اسنے حالانکہ یہ معال آقا اور نوکرین
بہت ہی میوہ ہے اسنے کنا اسمین ہرج ہی کیا ہوا اور میں تو بچ کتا ہوں کیونکہ
تم گانے پر دوتے بہت ہو میرزائی نے کہا میر صاحب رقیق القلب آدمی ہیں میں
عاشقی کی کوئی بات ہی نہیں کہ اگر یہ دیکھا تو میرا خمیر ہے اسکو میں کیا کروں مگر اندوس
میر سے روئے میں افواہ نہیں ہے

کہا ان سوز الفت میں قدر آئندہ کوئی یہ موتی بہن بلکہ جلائے ہوئے ہیں
غرض ان خوش طبعیوں کے بعد صاحب گھڑی دیکھ کے اٹھ کھڑے ہوئے میں بھی
آباد ہو میرزائی نے کہا آپ کا یہ چلے بیٹھے بھی میں نے کہا ہر کاری کام پڑا ہو
صاحب نے فرمایا اسوقت کو نہ کام آپ کر بیٹھے بیٹھے کیوں نہیں کسیکو زبردہ
خاطر کرنا مگو کیے گوارا خاطر ہوئے تو یہ پابا رہی تھی آئیہ گیا باتیں ہونے لگیں
میرزائی نے کہا اگر کچھ شعر پڑھیے تو بہت نہ بانی ہوگی مذا میں نے چند اشعار
پڑھے اور آخرین یہ شعر خانہ جان کی طر توجہ ہو کے میں نے سنا باہر حزمین

زعا شق شکوہ خزمہ روئیدن نے دانی

عجب رنجیدہ اسباب رنجیدن نمیدانی

آئے گویا شاہی نہیں اور منہ پھیر لیا پھر میں نے ذرا قریب کیسک کے کہا

اک ذرا سی بات پر یہ غلیان وہ ہنسی ہونٹوں پر آئی دیکھے

اسکا بھی جواب ندارد دگر مسکرایا اور کنکھوں سے مجھے دیکھے اٹھکے سا زبان

سہ صدائے گند مترجم بنوئے پانچواں مترجم

11/20/68

100-443887-100

100-443887-100

اس قسم کا بڑا ڈکری کر رہا ہے

[illegible]

خود پیرایہ کے لئے اور دوسروں کے لئے اور بھی اجابہ دیا اور پھر یہاں سے

جب کہ کوئی ایک شخص نہ ہو گا جو اس کے لئے نہیں ہے

اس کا صاف ہو گیا ہے۔ لہذا ان کے لیے اس لیے یہ فرق ہے۔

زنگنه

و انهم کہ بگذر روزی چو من کہ ا و

گر چه پوش است و لیکن

میری نازک مزاج ازلین میں نہایت عجیب و غریب اور گستا

اوقوم حجاب این را تا غایت نگاه بدین اندگاه است - لهذا صرفی که بشیر حضرت

بشیر زکریا علیہ السلام خدا را معاف فرمائیے

کتابخانه و موزه سینه، مشهد رضوانه
 کتابخانه و موزه سینه، مشهد رضوانه

عمر کے وقت ہم اندایا اور جو اب احمد بن محمد بن علی

کتابخانه عمومی مسجد جامع کربلا

وفاقیہ پارسہ کی پٹی چھاری

میں نے اس کو دیکھا کہ اس نے اپنے ہاتھ میں ایک لکڑی کی چوڑی پکڑ لی اور اس کے
 ایک سرے سے ایک لکڑی کی چوڑی پکڑ لی اور اس کے

غریبانہ راہی طبیعت کو زور نہ دے کہ چاہے جہ کوئی بات کہد نیا عقلمندی

پیش رفتن را به واسطه غلبه علی عیب بود

آپ اطمینان رکھیے میں نے فرمایا ہے کہ ایسے ہی رجسٹرون کو جو میرے

۱۰۷

مجلس شورای اسلامی

و دستخط کر دیجیہ میں نے بھی کر دیے ہیں۔ ایک اپنے پاس رکھ لے ایک

بہارِ اک و عدل و فردا پر نوشتہ پرچہ
کہ مری سہو کی غاوت ہو مجھے یاد رہے

نقل عبدنامہ

(۱) اگر آپس میں کسی وجہ سے رنج آجائے اسکی اصلاح میں فوراً کوستہ کر دی جائے۔

نقل عبدنا

(۱) اگر آپس میں کسی وجہ سے رنج آجائے اسکی اصلاح میں فوراً کوستہ کر کے دی جائے۔ یہ ضد نہ چڑھے کہ تصور کس کا ہو مذرت کون پہلے کرے اور جب غور کیا جائے۔

سب حجت قبول کر لینا چاہیے۔

۲۰) کسی بات کو خراؤ کیسی ہی خفیہ کیوں نہ ہو ایک دوسرے سے پھیلنے لگتا ہے مگر کوئی کامیابی کی مشورت نہ کرنا چاہیے۔ اگر شہر اس میں اتفاق نہ ہو تو اس سے بڑا کامیابی
دو طرح سے سامنے ہو سکے گا۔

۲۱) احادیث و کتاب ایک دوسرے کا رخصتہ ہی اور الجبر کی ذرا سیب اور رستہ ہمیشہ ملحوظ رکھنی چاہیے۔

(۲۲) جھوٹے برگز نہ بولا جائے گو خطایں ہو گئی ہو۔

(۲۳) دوسرے کی بات کو جھٹلانا نہ چاہیے اور یہی وہ شہادت و ہنگامیان بالطل
نے آئے پائیں۔

۲۴) اچھے دن اور حسد و دن کی باتوں پر ادل و اعتبار ہی نہ کرنا چاہیے اور اگر خیال
آجائے تو فوراً کہہ دینا چاہیے جس کا تصفیہ ہو جائے گا دل میں رکھ چھوڑنا اور نگہات
میں لگے رہنا سخت میوہ بات ہو۔

(۲۵) محبت کی ترقی اور اُس کے نباہ میں ہر وقت سامنے رہنا چاہیے موج و حالات کو
غیر متوجہ نہ رہنے کا خیال چھوڑ دینا حاکمیت ہے۔
جو کچھ اس میں لکھا ہے وہ بالکل منظور ہے جو کچھ اس میں لکھا ہے قبول ہے

العبد
حاکم جان
میں نے یہ حد نامہ دیکھ کر اسکی عقل پر آفرین کہی اور فریاد نہ رہ سکتا کر کے ایک قطعہ
اُسکے پاس واپس کر دیا۔

بیابان نکاح وصل

ہر خدیشے میں آمد و رفت شروع ہو گئی تھی اور ہر دن اُس سے یکجائی کا اتفاق ہوتا
تھا تنہائی بھی کہی کھی مل جاتی تھی اقرار بھی ہوتا تھا تسلی بھی کی جاتی تھی مگر ان بالائی
باتوں اور خالی دل افزائیوں میں اور بھی اضطراب بڑھتا تھا اور جہد و
مبارقت کو طول دیتا جاتا تھا سیری ابھی ترقی تھی۔

وہابیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ

ماریٹا لاکسٹن ہارٹسٹن

[illegible]

غرض زسجد و تہجد و صلا و نماز
اگر چند سے اس طرح کی ہے تو یہ سب کچھ
نہ کہ یہ نہیں ہے۔ اگر نہیں ہے تو یہ نہیں ہے
مجھ سے سنا جائے گا۔ اگر نہیں ہے تو یہ نہیں ہے
تو یہ تمام باتوں کا سلسلہ ختم ہو جائے گا۔
تو یہ تمام باتوں کا سلسلہ ختم ہو جائے گا۔
میری دوستی کا کیا علاج ہے

کیسے گلے رقیب کے کیا وطن اقربا
تیرا ہی جی نہ چاہے تو بائیں ہزار ہین
امید کہ اسکا جواب باعقاب جلد عنایت کروور نہ مجھ سے بات نہ دھوڑا اونٹ نہ
پیر سے بے قرار دوست آپکا رقعہ سینا منظر بار و قلع کا حال معلوم ہوا مجھے براہ صمد
ہوا اگر محبت والو ان کے ہوشم یہ خوش طرار ہزار ہین آپ کی پھر حضور نیست
نہین سے ۔۔۔

نوسیدہی ناشقان قدیم است
تخصیصی ہر روزگار میں نیست
آپ جانتے ہیں کہ میں اس فکر سے غافل ہوں
حاشا ایسا تین ہی کو کر یہ بھی نہیں
تھوڑے لمحے عشق کی بس اتنی کائنات ہو۔ مزمع

[illegible]

کی میرے دروں کے لیے وہ انہیں پرستگاہ میں

چشمه یاب صبر کی طاقت نایب و بی نظیر است
سنگ و خشت کی ترقی است ایس حرا و کان کدو رسد

آئیں ہوں، وصل یار کی منتظر ہوں۔
 تم کو موقع اور وقت کے منتظر ہوں اور یہاں میرا وقت بڑا آہستہ آخر وہ وقت کب آئے گا
 کیا ہر مہینہ غم میں سے پوچھنے کی ضرورت ہو جب تک آئے خدا جانتا ہے کیا ہوگا
 نہ ہو جس کی خبر ہے جواب اور کیا لکھوں تجھاری عنایت کا امیدوار ہوں ٹالے ہالے
 ہالے دے دے

وصل میں اپنی ایک اہلیت وصل
مدون سے ہو رہا ہو کج کل
صبح کو رحم اندر قہر سے گیا اور
میرے بہت ہی بقیار ہوئے وکے آپ کے جوش و شہوت کے کچلے کچلے جیسے قہر
ہو تاہو یہ سچ ہو کہ آپ کو بہت ہی جیتی ہو اور سلامتی سے سوائے وصل کے کوئی
بات اچھی نہیں معلوم ہوتی مگر میں بھی غافل نہیں ہوں اور نہ بیدار ہوں بلکہ میرے
دل کا حال بخیر نہیں معلوم میں اسے اسے تو کہتی نہیں مگر اندر ہی اندر اس کے
نکبات پانی جاتی ہوں

رنجِ فرقت کو پہنچتی نہیں ایذا کوئی
 دلیلیں بٹھیا ہوا ملتا ہے کلیجا کوئی
 ضبطِ میرِ ایشک پورا قابو ہو جو کو جان جائے
 گراں نہ نکالوں گی مگر جسمِ حیات
 سوزِ تپِ فراق کا لبِ پریاں نہیں
 میں چپکے چپکے جلتا ہوں لیکن دھواں نہیں

میں ہر وقت انہیں فکر و غم میں رہتی ہوں مگر کوئی تدبیر میں نہیں پڑتی تاہم خدا کے
کوئی وقت خاص اس کے مقرر کیا ہو گا جب تو سولے خاموشی اور صبر کے چار دہین سے
بجستہ سو تھم و زخم دود سے پرنا و زخم آگنی بخت در خانہ ناموس و فاسد افسر
میرے پیار سے میں جانتی ہوں نہ مواصلت حسب درخواست ہی مشکل سے ہو سکیگا اگر کو
حکم ہے کہ اس گنگا کو فصل جزیرہ پر گوارا نہیں ہے مگر نہ خواہستہ اس لئے
متصور ہوتا ہے پسین کیوں اسکا فی ان کو کون کی باتیں کیوں رفتی ظلم مجھ پر ہوئے
مجھے دیئے گئے بھتیجی توجہ نہ کر رہے ہیں سب شریعت سے سے شریعت پی لے
مرا بچی اب رو رہی گوارا کی ہر خطہ قدر سے پردگی جو میری بد قسمتی سے ہر خدا
جائے کہ مصلحت سے گوارا کرتی ہوں ورنہ کیا عیاں تھی کہ میرا دل کبھی کوئی دیکھ
سکتا اظہار کے سامنے بیٹھے یا بات کر سکتا کا جب مجھے اتفاق ہوتا ہے جی چاہتا ہے
زمین پچھے اور میں سما جاؤں مگر مجبور ہوں لاچار ہوں ان حرا محزون کے ہاتھ میں
چڑی ہوں خدا ہی نجات دے تو دے عاقبت کا خوف نہ ہوتا تو میں اپنی جان دینے
ایسی بے حیا زندگی سے ہزارہ درجہ موت بہتر ہے بھی قصہ نہیں ہے کہ ان ظالموں
سے ایذا حال ظاہر کروں یا کسی رو کی خرابان ہوں بلکہ انکو اگر ذرا بھی خیر ہو جائے
بکجخت آفت جوت دین سے

اللہ کس قدر ہر مقصود در ہے پیک خیال راہ میں تھک تھک کے مر گیا
پس ایسی صورت میں اپنی خواہش پوری ہوتی نہیں معلوم ہوتا لیکن برا تھہری اس کے
وہ چار باتیں ایسی میرے خیال میں آئی ہیں جس سے ہر تن و صن کی فکر میں پڑی ہوں
اور ایک نہایت ضروری بات اسکو سمجھتی ہوں یعنی
(۱) زن و شوہر میں کوئی آمیزش خون نہیں ہوتی مگر ہائیمہ تمام اعضاء قریب سے
زیادہ ایک دوسرے پر غفلتی اور حفظ ناموس کا خیال ہوتا ہے حکیم حلق کی
خاص حکمت اسی کی مقتضی ہے کہ اسنے باہمی وصال کا حیلہ سب شریعتوں اور
قربانوں سے زیادہ موثر اور قوی کر دیا ہوا اسلئے مواصلت ضروری چیز
ٹھہری۔

(۲) واقعی انجام کار کی کس کو خبر ہے اور زندگی کا کیا بھر و سہ لہذا جو کچھ سو جائے

نہایت مجھ اچا ہے اور یہی مال زندگی ہو۔

دوسرا کہتی جوانی اور شباب پر رحم آتا ہو کہ مفت بیکار باقی بچاؤ پیچہ غم عشق و مہاجرت
آپکو کھائے جاتا ہو مجھے اسکا بڑا خیال ہے اور درحقیقت تین جوانی میں ایسا آتا ہے
کو برداشت کرنا ہر طرح مضرت و سلامتی ہے جو آئندہ حصہ عمر کہت ہی خراب
کرنے والا چیز ہے۔

اس لیے میں سوچتی ہوں اور انشاء اللہ کچھ راستہ نکل آئیگا آپ جو شیاء رہتے
میں وقت پر انتظار دید ونگی ہے

خود ہماری نگرانی پر تامل و انجمن لوہار سے بہت اب کچھ کچھ رسا ہونے لگے
اس وقت سے نہ کھینچتے ہیں بہت ہی سرور ہوا جبکہ حد نہیں جب معمول کے وقت
وہ کہہ کر کھڑی ہوتی ہیں نے بے اختیار لائیں لے میں اور کہا خدا تمکو خوش رکھے
میر کبان تھنے پالی اب مجھے یقین ہے کہ کچھ دنوں زندگی باقی ہے وہ جسکے جلی گئے
میں نے باغیچہ پر رحم اللہ کو دیے اُسے دیے میں سے خفا ہوئے کہا مجھے جب کچھ رہا
نہیں آتا کہ خاتمہ ہونے سے منع کیا ہو شے کھانے کو کمی نے مجھے نہیں کہا لیکن آپ
خود ہی سببے افر میں رو بہ لون تو لا محالہ ان باب کے پاس لیجاؤں وہ بوجھ میں
کہاں پائے تو میں کیا جواب دوں گا میں جو میں اور خود بخود بھی نہیں ہوں جو اور
ضروریات میں صرف کروں رہے پیسے مکے یا بازار کی چیزیں اس کے لیے خزانہ جلاؤں کہ
خدا انوشہ رکھے مقدر عنایت کرتی ہیں کہ میں آگیا ہوں اور جب سے آپ کے
پاس آنے جانے لگا ہوں اپنے پیسے روز نامہ صاحبہ نے مقرر کر دیے ہیں وہ میرے
کیل کو دو کو کافی ہیں۔ پھر آپ ہی فرمائیے مجھے کیا ضرورت ہے جو آپ سے لون
میں سنے دل میں کہا کہ خاتمہ جان تو براق تھی ہی یہ لونکہ اکیسا آفت کا پرکالہ ہے
کیسی ہندی کی چندی کا لٹا ہو تھا حتی کے ٹھہر کے چوہے بھی سیانے مانگو میں نے
یہ رقم ٹھہر کر یہ میں لکھ رکھا۔

میری باعث زندگی کافی صلاحیت رہو مشر وہ جاننے یعنی تمہارا خطا میرے حق میں مسیحائی
کر گیا میں کیونکر شکر یہ ادا کروں اور کہاں سے زبان لاؤں جو تمہاری عقل و تدبیر کی
سے پہلے بھی دور وہ یہ دے گئے تھے اور پھر باج کل سات چھ بڑی سخاوت کی ہے

تعریف کروں خدا کو خوش رکھے کہ اس دوست کو سنبھال لیا اور مرتے ہوئے کو زندہ کر دیا۔ زندہ بھی جلا ناسا کرنا تھا اسے اختیار میں ہے و کیوں وہ دن کب آئے کہ میں اپنے آغوشِ ناز میں تھیں و کیوں اور اپنی قسمت پر ناز کروں سے
 سے درگفتہ دل دربر و مشوقی کج کام است سلطانِ جہانم یہ چنین روز غلام مست
 شبِ ہناب ہو گشت ہوتے ہو جامِ دینا ہو اکہی دس کھنکھتے کسی موش کا مان ہو
 زیادہ بجز شوق کے کیا لکھوں۔

اس قدر تشنگی ہو جانے سے میری حالتِ دلِ تیرے پیرا پیو گیا رہا بھی پھر دی تو انانی
 بھی آگئی تھی سہی رنگت کھل آئی تیرے اثرِ بے انتہا سے کہ خوش ہوئے کہ محبت ہوئی
 میں سے غمِ یاد و سائیں کہ خیراتِ قسمی ہو یکسے ہنسے کہ کون سا پھر و جی حالت
 پیرا ہو گئی اور وارِ فریاد کرنے لگا تب میں بدلتا ہوا پتا تھا کہ کسی پرگانی ہوتی
 تھی کہ میرے حال سے تیرے لگوں تیری بگنی کاش کوئی انجمن یا دونا تمیرا دل سنبھال
 شاید اگر جو ہو جائے کہ میرے

علاقہ شدہ دور و بہرہ سے لکھے گئی جنہیں خبر نہیں ہو کہ خبر کرے کوئی
 ہے اختیار تو اور پریشانی کی حالت میں بجز روتے کے دارہ ہی کیا تھا یا جفا و انتقام
 کی شکایت میں اشارہ نہ کرتا تھا
 ہفت سینہ زمیں ناوک مرگان از تو سخت جانی زمین و شستی جان از تو
 کروڑوں کی تھنا شادی و غم را نسبت چشمِ خوبار و ماضیاب خدا انی از تو

رقعہ پشیمانی طرزِ نو

آرام بخش دل بیتاب من و شبِ بے گارا و قتالِ شانہ سے تالیدم دور حالتِ غم
 در تصور آن نگار دوچار شدہ میگویم خدا یا کن عیا در اچہ دامست کہ در مغزار
 الفت صید و ش زخم کاری خور و آن کہا در جیسہ نام مست کہ از کفد

سے اس رقعہ کا ترجمہ یا تو اپنی سب سے استعدادی کی دہستہ یا جو سمجھ لیا جائے وہ سب
 نہ جیسا کہ میں نے نوٹ کر دیا اور جواب بھی اعلیٰ ہی ہوگا۔ ناظرین و دونوں کی نسبت
 فیصلہ کر لیں۔ مترجم۔

محبت رستم شالاری بستر آن آب و سرور خوردن جیت که در اندک صحره بود
 سخنان دیگر زدن بازو کرده کیست که در یک باره و نایب تنه ای سپید تنه آن چه گل
 رعناست که بیدارگی فرزند در دوا نچه دل بر تنه است که یک شوق صحره آرد و آن
 که شالی مست که با طالع خود فرس و صحت نئے ناز و آن کدام فایق است پیشانی
 خود نرود و انقت نئے بازو نگایه بر قرار است گایه و بر انظار گایه پیشانی
 از دست گایه میزار گایه مست ناز است گایه شایه گایه شایه گایه شایه
 گایه غضب گایه گایه بر سر رعناست گایه بر سر رعناست گایه بر سر رعناست
 گایه بر سر رعناست گایه بر سر رعناست گایه بر سر رعناست گایه بر سر رعناست
 در دست گایه جو و صحت زنانه کردار اگر بر دل گشت و در دوا الکاحیر است اگر بر
 صداقت ناز و بر زبیر است حیار و عاشق بیدار است بکار و دوا که کوچه نیند که
 کنه خونی گزیده و دامن میقاری فراچیند تا آشکار دزد بے بر حاش ترجم آند و باب
 و صاخش تشلی فراخش فرو نشاند تا چند مجوسانند تا کجا خور باشد آخر بشیر است هر آه
 را اثر است هر آند را انجام است هر کار را انجام اگر آسان شود تعجب اگر نکام رسد
 بچجب انجمن آن نیکو کیست که در بند محبت کسے مجوس است آن صید جیت که در دام
 الفت کسے مانوس است آید نچه کدام صیاد است که از تیر نگاه تغافل بگر زخم وار و
 آن کدام نازد است کسے جنش ابرو و تسایل دل دو نیم وار و آید نچه مرغ
 است که میدان در دام است آنگه قلندر است که بے سیم زرد در دام است آید نچه
 حیراحی است که بیال در جنگ است آید نچه گلانی است که بیاباد به رنگ است آن
 آدم را چه اهم است که بے رسم مو اصلت جسم بر رسم محبت صداقت شعار است
 آن خادم را چه اهم است که از سماعت اهم جشم خدمت گزارد است آن بیگانه که در است
 که راه یگانگی با وجود بیگانگی از یگانگی با خود بدین است آید نچه با چه نام است که
 از راه دانم با وجود دانم از کار کسے بر شایه است آن بے نظیر کیست

زید کما ایک ہی ہوئی مترجم کے نیابت جو مترجم

سونہ دونوں فقرے لا جواب - مترجم -

که باد جو و مهاجرت بدون نظر مقابل ناظر است آن بدر منیر صیبت که با وجود منافقت بنظر
بجسور حاضرت آن چه جس است که بے آواز با ناله یعنی ای قباط خواه است آن چه
دوس است که بے فزاید فخر با و بشیرین احتملاط خواه است بخدا طافه لایق است
و کار با تنجی این امید هم بر جانش ضرر نه وقت نازنه جاسے غرور - چو آب با صواب
۱۲ امید و از چشم آینه نظار بر دآن و دو چار -

جواب شقرات از طرف آن نگار بطر نو

تقریباً در تقریب من تو شسته از جوابش نیست - ای کیست و لدا ر کیست
خفیه سر است - محبوب کیست - مرغوب کیست - طالب دیدار کیست - شایق
افتخار کیست - خیر خواه طلبگار است - بکریم و فکما است - شمع خلوت رلد است
فانوس خلوت غمخوار است - زیب و ده کمان کیست - انیس خوس کیست - جلیس
پیاوے کیست - بستر موی کیست - خسته خوس کیست - سرور
سینه ناشاد است - امید دل نامراد است - دل دوخته دوری جگر سخته
محو - فی کیست - جو یای یار آشناست - خوانان طلبگار با وفاست
گاہ لرزان گاہ ترسان - غنطه وقت بخت است - ند دل سخت است
امید و رعایت خداست - نه آنکه بے رحم و بی وفاست - چندی جبر خود
اختیار باید کرد و تحت قابله را انتظار است

غزل

اے محل تو آفتند مشورے بشراب اندر	مہ تو بدل دارم چون بوبه گلاب اندر
اظہارم و پنهانم چون عکس در آئینہ	لشیم و برخیزم چون موج بر آب اندر
بسیارم کیا بم چون وعدہ معشوقان	لب تشنه و میرا بم چون وصل بخواب اندر
مے خندم و مے گرم چون گل بہ نہ شبنم	میسوزم و میسانم چون خون بکیاب اندر
در خلوت و در مسم چون روح بخواب خوش	در خلوت و در مسم چون بابر کلاب اندر
در وصل پریشانم چون زلف بر خمارش	تا محو و دم نازم چون خلق بر بابا اندر

نہ ناظر - حاضر - مترجم

وہم چہ کہ در خیالات خود گماشتہ اند جو البش اینست۔

والی گشت طلبہ گرامین است۔ مخوارین است۔ وابستہ من است۔ جگر خستہ من است۔
 شتاقی بقاے من است رفیق بقاے من است۔ طالب دیدار است۔ منت کش
 صمد است۔ محرم راز است۔ ہمدم مراد است۔ شامہ بہت و شامہ ہزار و ہزار
 بسنے بکار۔ ہرندہ ناز است۔ آرنده نیا ز است۔ دل محمود را آباد است جان غم
 اکو در او مساند ہمار خاطر نیست یا رشا۔ جگر و دین نیست و سوز است طالب
 ز نیست۔ امیدوار بر است۔ حاشاے گل و خار نیست آرزو مند بوس و
 ہمنار گدا نیست شاہ است۔ بچہ و شب خود گواہ است۔ دل است
 فرزند علی۔ اگر مشتری شود من را و راست۔ جنس و فارا خریدار است
 شمشہ آب وصال است۔ بستہ آرزو سے محال است نہ خاطر خود و جمعہ دار و
 دست۔ ہر عابد دار و روزے ہنر ل رسد چہ کہ زرد و کیم زرد و گرسند
 اگر بہ وصلش در آئیم۔ چہ شاید۔ اگر چہ محبتش بہ ایم یلاید۔ چہ کہ یار و خواہار است
 بجان دل خریدار۔ والسلام

اس جواب سے نہایت مسکین ہوئی جسکو بری جال قنات کے قریب آئی اور چہ
 کہا آج اپنا بنگہ خالی کر رکھو اور چار شخص مسکین تو بہتر در نہ دو ہی آدمی بخیر کر
 رکھو رات کو ایک ضرورت پڑنے والی ہے یہی نے کہا بہتر ہو اور رحم اللہ سے
 پوچھا تھا کہ یہاں کچ کوئی نئی تقریب ہے اُس نے کہا نہیں البتہ یہ وہ جان کی
 لڑکی کی کسی ہو وہاں جانے کی سب تیار یاں کر رہے ہیں میں نے کہا خانم جان
 بھی جائیگی اُس نے کہا ضرور کیونکہ جسکی سی ہے وہ خانم جان صاحبہ کی
 سیلی ہے اور بہت ہی آپس میں محبت ہے۔ میں حیران ہوا یہ کیا اسرار ہیں کچ
 سے تو بنگہ خالی کر رکھنے کو کہا اور آپ بلیسید یہ جانے کو تیار ہیں کہیں دم تو
 نہیں دیدیا

وہ دھندے کے چچے وہ بیان کے پورے مزا با سے دیکھا کرنا کسی کا
 باغیم میں نے کسی جیل سے اسے بجا لیا کہ جو اکثر یہاں مقیم رہتا تھا چچا اسے بجا لیا
 لے۔ چوتھے۔ ترجمہ لکھ بیٹھ۔ ترجمہ

بیجا میر زائی نے سب کو سواری کر دیا آپ ٹھہر گئی کچھ دواور من کی فکر کرنے لگی چار گھنٹی رات گئے اسنے میر زائی سے کہا کہ میرا مزاج کسی قدر درست ہو مگر کھڑے ہونے کی سکت نہیں ہے جو نگرہ ہم قومی کا معاملہ ہے نکو جانا چاہیے۔ اور میری طرف سے عذر کر دینا کہ اس تقریب کی خوشی مجھ سے زیادہ کس کو ہوگی مگر مجبور ہو گئی اگر پھر رات گئے تک بھی میری طبیعت سنبھل گئی تو میں ضرور آؤنگی ورنہ صبح کو تلافی یافتہ کر دوں گی۔

میر زائی رحم اللہ کی مان اور زعفران لونڈی کو چھوڑ کر سواری ہو گئی مگر دم پر دم آدمی خبر کو بھیجتی تھی یہاں تک کہ میوہ جان سواری ہو کر پہونچی اسکو بھی سہرا بچ دکھا کر ٹال دیا اور کہا مجھے نیکو معلوم ہوتی ہے اگر سواری ہوئی مزاج بحال ہو جائے گا۔ میوہ جان نے کہا ہر سب سے اسوقت تکلیف نہ کرو اور آرام ہو جائے کے ہو کر آنا اور چلی گئی۔ اب سب طرح سے اطمینان ہو گیا ادھر میری بے چینی کو کچھ نہ پوچھو بھی کہتا تھا۔

ذرا شام ہوئے تو ہم رنگ لائین انجینئر میں لوٹے جہاں بن کیسا کبھی بدگمانیاں نہ دیکھتی تھیں کہ اگر وہ آئے ان جینیون کا کیا اعتبار غرض مترجم سے

ٹھہرتی نہیں ایک حالت پہ دم پھر طبیعت بھی میری ہی وعدہ کسی کا شام کے وقت چار اجنبی آدمیوں کو جو غریب مسلمان تھے بلوایا اور رات کو کھانا کھلاو اسکے انھیں ٹھہرایا کہ یہاں آج ایک شخص کا نکاح ہے اس سے فرات کر کے ایکورخصت کر دو مگر پھر رات گئے خیمہ کی باعزت جہان اسکا پلنگ تھا اٹھائے آواز دی کوئی ہے۔ میں تو منتظر سرابا گوش ہو رہا تھا چھپٹ کے قریب گیا اور کہا۔

رواق منظر چشم من آشیانہ تست کرم ناؤ نرود آ کہ خانہ خانہ تست چشم ددل بین مقام خلوت کے (رضی) آؤ پر دے پڑے بین غفلت کے یہ کہہ کے عین نے ہاتھ پیٹا لیا اور چاہتا تھا کہ گود میں اٹھائے کہے آؤن مگر تھکی ترطب کے نکل گئی مترجم سے

شب وصل میں پاؤں اتنا نہ پھیلا تمنا سے کہہ دو کہ بیٹھے سنبھل کر
 میں نے منت سے کہا آئیے میں آگ ہو نگا بارے بنگلے میں آ کے مجھے یہ چا جن
 آدمیوں کے لیے ہیں تم کا تھا وہ موجود ہیں یا نہیں میں نے کہا حاضر ہیں۔ پھر
 فرمایا کہ رخصتے میں چنانچہ مناسب نہیں تم اپنے سونے کے کمرے میں جہان سہری گئی
 ہے شمع رکھو اور وہ میں شہر لگی میں نے تمہاری سب پہنچ رہی سے تیار ہو تم اندر چلو اور
 ہاتھ کچر کے مسرے کی تین لہجہ یا تمنا کو بدستور درست کر دیا اور میں بھی آئے کے
 ہوئے۔ (مترجم)

وہ چھپ کے آئے تھے چہ درستی ہو سے تیار ہو کر

رقیب کو نہ خدایا نہ کر کے کوئی

پھر ان چار آدمیوں کو دو اسکے میں سے تین ہم سے گھر آیا جب قبول کے الفاظ
 سنے سنا سنے کہ شہر لگی اور کچھ نقد دے کے انکو رخصت کیا۔

میر نے انہیں دیکھیں دلا رام سے تمہارا اب رہا میں بیٹھا مناسب نہیں ہے اگر خیمے
 میں چلیں گے

وصل کی رات ہو گئی بلکہ کہتا ہو وہ شوخ

دیکھو بھال دوا بیا نہ ہو آئے کوئی

میں ساتھ ہوا اور تمنا کی طرف سے سے تھے میں دونوں چھوڑ دے اب کیا پوچھنا

کہا تو میں کیا کہتا ہوں کہ آئے ہو یہ کہان برقی تمنا میں آ کر اور کوئی گھر سے

گیا چنانچہ میں نے سنا کہ ساری کر دند و غلج بوسہ بازی

گشتہ جوارہ ہائے گستاخ بھید و غلج سداخ و رشاخ

افتادہ چھپ کر نگار مان اندر عشق و رشاخ پر دین

میں تو اپنی سرستوں میں بخور ہو رہا تھا اوس سرائے نازنین کو کش آگیا

تج سے کہ یہ شہر شداد کیا تھا رہن ڈر کے پہنچے ہو وہ قاض کی کمر سے کیا کیا

عہ پران بہ ایک پرانی تنوی کے بہت سے شہر بھی گئے جو بے عز ہوئے تھے غلام کسی کرتے در

فخ بھی ہیں میں نے سب چھوڑ دیے انداز بیان کو میں نے بہت سنا لایا ہوا و مصلحت نے

نے تو اس زمانہ کی تمذیب کا کچھ خیال ہی نہ کیا تھا۔ مترجم۔

جب میرے جو اس درست ہوئے اور یہ حالت دیکھی گھر گیا کبھی سر دہاتا کبھی تلوے
 سہاتا تھا بازو پر زور سے زوال باندھ دیا مٹی پر پانی چھڑک کے سنگھایا اسے
 ساتی نے سسٹنگائی غش بین مٹی سب دہاتی سوندھی مجھے سب کو کی
 بڑی ہنسی سے دیر کے بعد مسکو ہوش آیا اور پھر کھین کھون رین مگر حجاب کے ملاؤ نظر
 جگہ کی جگہ کی رہ گئی تھی

نیکو بعد وصال اللہ سے انکا حجاب میرے چکالیتے ہیں میری مسکت ہر دم دیکھ کر
 تھوڑی رات رہے ہیں وہ ان سے چلا آیا اور چلتے چلتے کہا ہے
 دم خصت کہا میں نے یہ صورت پیر بھی دیکھی تھی
 تو کس انداز سے ہنس کر کہا دیکھیں خدا جاسنے

اُسٹ لحاف اوڑھ لیا اور سو رہی آفتاب نکلنے کے وقت میری پہونچی اور ماسے تھے
 پر ہاتھ رکھ رات کے مکان سے شدت کا بخار چڑھا ہوا تھا تھوڑی دیر کے بعد
 وہ فتنہ خیز بھی آگیا میرزا انی سے اپنے بخار کا حال بیان کیا کہ دیکھو مجھے اب تک
 افاتہ نہیں ہے رات بڑی پیچنی رہے گزری ترائی کو امین براوری کا معاملہ ہے
 سب رسین پوری کر کے آنا تھا اب بھی چلی جاؤ اچھا ہے میرا جانا بھی نہ ہوا تم بھی
 نہ جاؤ گی تو شکایت ہو گی میرزا انی مجبور ہو کے چلی گئی عصر کے وقت سب کے
 ساتھ واپس آئی اس وقت بھی وہی شدت کی تپ موجود تھی چہرہ تھمیا ہوا بدن پر
 چنے بھون لڑا تھا نہیں رکھا جاتا تھا قنات کے پاس آکر تجھے بخار امین نیچے میں گیا
 میرزا انی نے کہا آپ نے بھی ہماری خانہ کی خبر کچھ نہ لی دیکھو کل عین جانے جانے
 کی خوشی میں دفعتہ کیسا شدید بخار دشمنوں کو ہوا یا کہ اس وقت تک کم ہونے کا نام
 نہیں لیتا اتنی ہی صورت نکل آئی ہو چڑھو کے رکھی کل سے ایک کھیل تک اس کے
 منہ میں نہیں گئی ٹپس یہ صاحب سے کہہ کے کچھ نسخہ لکھوا دیجیے میں نے کہا میں دن
 ہک دو ادنیٰ نہ چاہیے۔ اگر جمی ہو می ہے بغیر علاج کے دفع ہو جائے گا صرف
 تسکین کے واسطے رات کو کیوڑہ میں حل کر کے تھوڑی دوا المسک کے
 ساتھ میرے پاس موجود ہے دید و اس سے بہت افاتہ ہو جائے گا یہ کہہ کے
 میں اُسکے پلنگ کے نزدیک گیا اور منہ سے رضائی ہٹا کے دیکھا تو عرق عرق

ہو رہی تھی اور آنکھیں سُرخ خون کی طرح مجھے دیکھ کے منہ چھپا لیا۔
 مین نے کہا کہ
 تو شبانہ مینائی یہ بہر کہ بودی امشب کہ ہنوز چشم سنت اخر خار دارد
 جواب دیا کہ

نہ پوچھو کہ نالے شرر بار بہن کیوں
 یہ لوگے تھارے لگائے ہوئے ہیں
 آخر دو تین روز تک طبیعت ناساز رہی اُسکے بعد صحت ہو گئی۔

کمال محبت بدگمانیان

شکر رنجیان

جو کہ خیمے میں آمد و رفت یکاثر جاری ہو گئی اور بے تکلفی تو پہلے ہی سے چلی تھی۔
 بلا تیر وقت جب میراجی چاہتا تھا اپنے جانے اور پھر دن کی جان اور غام جان وغیرہ
 سے لطیفہ بازیان اور ہنسی دلی ہو کر تھی مگر اُس سے جوابات ہوتی تھی پتہ کی اور
 ہنسنے ہی پر نہ تھا تاہم نہ ہنسنے کی مین راز و نیاز۔ بوس و کنار کا بھی افسانہ ق
 ہو جاتا تھا آخر اُس نے مجھ سے کہا اب آپ زیادہ جلد ہیں اور بعض وقت بیوقوف
 حرکت کر بیٹھے ہیں لہذا مناسب یہ ہے کہ ذرا الگ الگ رہا کیجئے تاکہ کسی کو شبہ
 نہ ہو

تا کہ شام ہی سے ہے اُنکی شب وصال
 بیوقوف ہم سے آج کوئی گفتگو نہ ہو

اور ان لوگوں سے اور بھی زیادہ بے تکلفی بڑھانی چاہیے کہ بجائے خود ہر شخص کو میلان
 خاص تمھاری طرف رہے۔ مین مصلحت ہے کہ اُنکے دلوں میں بدگمانی کا موقع نہ ہو
 نہ آنے یا بیگانہ بلکہ بی میرانی اگرچہ سن رسیدہ ہیں مگر انکی شوقینی اور طبیعت دار
 اب بھی جوان ہے بقول نظری سے
 گر دہ عشق از مزاج پیر لذت کے رود بوسے باقی بود گر لاشکری بیانہ را

میں نے کہا یہ سچ ہو لیکن میں اس قدر ہرجائی فرما چکا ہوں کہ اپنے دشمنین کو تاکہ سب سے اختلاط کرنا چاہتا ہوں کہ ان کو جو نہ چاہے مگر سلسلہ ایسا ضرور کرنا چاہیے یہ بات ایک دن کام آئے گی میں نے کہا شاید تم کو ناگوار ہو اور ناحق آپس میں بیچ آئے آئے کہ میں اس قدر بے وقوف نہیں ہوں کہ جس بات کی خود ہی مصلحت و بدن - پھر اس میں رنج کروں کیا مجھے اتنی بھی تمیز نہیں ہے جو کہ نہ چاہیے سکون نہ کرنا ملا مجست سے ہے بلکہ کمانے کے لیے میں نے کہا آخر تمہارا ہی جو رہن ہو کر ہے

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰

فریاد کی ہوا جدا ہر کی ہے جدا
مرتب بی جان اور تندرست ہوا کی پیچھے رہ جائے
اور بیدار کی باتیں کہ نہ لگتی شام چای سے آگے آگے
گئی ہیں نے کیا تو گری جان سے کہا اگے ہو چھوڑا افرام با افرام اور جو کیسے
آوازا نہیں ہے

آتش ازین مین به غافل سبب مرغان چین
 اندرین باغ مین صیاد ویت آتا ہی
 افس سے گو آتش جان کیا لہا یہ اگر و غیر سببی میری کون سی جا کی فرست کرے گی اسکا خوف
 ہی کیا وہ کیا چیز ہے یہ باتیں بھی اُس نے سن لیں مین چاہتا ہے کہ کچھ جواب دون کر
 خام جان سر پہ آپ بونچی ہے

اور آئی تو اس طرح کہ ذرا بھی اُس کے تیور یا انداز سے نہیں پرایا گیا کہ اس نے کچھ بھی دیکھ
یا سنا یا بہ اس معمولی خندہ پیشانی سے اُس کے بیٹھ گئی۔
نہ پنداری کہ چشمِ رم عیاری نمیداند۔ نا پُراں چنان خود را کہ پنداری نمیداند
نہ مرمے و دھما چور نہ گیا اور بی جان بھی کچھ سٹ پٹا سی گئی ہم دونوں سکوت میں ہو گئے۔

آپ کو دیکھا ہی نہیں اللہ جانتا ہو آپ ایک دن نہیں آتے تو جی نگار تباہ ہے معلوم
نہیں آپ کو بھی ہمارا خیال آتا ہو یا نہیں میں نے کہا اور سنو اجی میرا تو یہ سہ
حال ہے سہ

کسے دیوانہ باشد کہ سرکوش رو دو جائے دل اینجا دوست اینجا دعا اینجا امید اینجا
پیر میں نے دیکھا کہ میری بگڑی ہوئی مہر جین بھی ایک طرف بھی سی نگار ہی ہو مستہ۔ جم
بجی دانتوں کی چک پر بسجمل مسی کو دیکھ گٹا لوٹ گئی
اسکے بعد نگھی ہونے لگی اور آئینہ سامنے رکھا گیا۔ ۶

سنبھلے گی نہ چوٹ رو رو کی
جب کلنگی چوٹی ہو گئی پان کھایا اور زعفران لونڈی ہندی پیس کے لائی پوچھا کہ پاؤں
میں بھی ہندی لگاؤ گی۔ سوقت میں نے فور سے دیکھ تو ہاتھ لوہین ہندی رچی ہوئی تھی۔
تکو خواہش تھی کہ ہو شوخ خان کی رنگت کیون نہ باتھون میں طامیرا کھیلے لب کر
اب پاؤں کی باری آئی ہے

باندہ کر ہاتھ ادب کے فارے پاسے جانا ان یہ خالوٹ گئی
چونکہ میں دونوں سے پریشان تھا میرا زانی نے کہا میرا صاحب آپ کا چاہئے ہو اسے اور
چونکہ میں سے ملوہ ہوئے ہیں میرے لئے کچھ نہیں ذرا طبیعت تار مار تھی کچھ تیسرا دن ہے
بقدر ہے کہ کسل مزاج جاتا رہے سہ

مصل میں گونجے کوئی اس سے بحث کیا بچاتے ہیں وہ تو مرے منظر اب کو
پھر ایک راجہ ہیں نے پڑھی اس نے کہا کہ سوقت آپ کی طبیعت حاضر معلوم ہوتی ہو کچھ
شر اچھے اچھے پڑھے دو تین دن کا عوض بھی ہو جائیگا میں نے چند شعر
اسکی خاطر سے پڑھے اتنے میں کوئی آگیا میرا زانی اس سے باتیں کرنے لگی میں کسی
چہرے کے اس پر یوش کی طرف بھڑکھا آپ نے مجھے دیکھ کے مسکرایا
دیکھ کر مجھ کو ہنس دیتے ہیں
اگھچھتی ہو نہیں یار سی کی

میں سمجھا کہ اب خصم ہو گیا ہو میرا زانی تو ادھر باتوں میں لگی تھی میں کسی سے اٹھا اور اپنا
سایہ اس کے قدموں پر ڈال دیا اس نے یہ کہہ تھارے پاؤں پر سر رکھتا ہوں میرا

قصو معاف کرو اُس شکر نے ایک لات زمین پر رسید کی ہے
 لاکھوں لگاؤ ایک چرانا نگاہ کا لاکھوں بناؤ ایک بگڑنا عتاب کا
 زعفران سے کمال چل ہم بہان نہ بیٹھنے اندر پنگ پر بیٹھ کے ہندی لگا دے ہے
 جو رکایہ بھی اک انداز ہے ورنہ ظالم ہندی کچھ غیر نہیں باؤن مین ملنے کے لیے
 اُس نے کہا ہے بی بیان ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا آ رہی ہو اندر گرمی مین جا کر کیا کرو گی
 پتہ نہ بھرتی ہوئی تھی ہی اور غصہ تار نے کا کوئی سید نہ ملا تھا۔ اس بات پر لپک
 سے ایکہ ملا نچہ تو غصہ ان بچاری کو جسے اور ہندی پر ٹھوکر ماریں کہ وہ
 جا کر ہی ہے

اُسٹھ فتنے لگاؤ خست سگین سے گیلے ملتے ہوئے چین چین سے
 کچھ پچھ چکے کہا اور غصہ مین جس طرح اٹھتی تھی پھر ٹھیکہ لگتی ہے

خفا کس پر ہو بتلاؤ غصہ کے خرچ پر لالی ہے
 چین پر چین ہو تھی نشو ہے ہندی مین گالی ہے
 میرا پھر اٹھا اور اپنے سر کا سایہ اُس کے زانو پر ڈالا اور بڑھکے کر رہا
 گل کر ڈاؤں یا اب جرم الفت بخت بد نہ کھڑے مین اچھا ہندھے ہو تو اے سنا
 غم مین تیرے ہر نے عجب لطف اٹھایا اب تو عہدا اور بھی وقت میرا گرین گے
 اسپر اے نے سر کا ایک میری طرف دیکھی اپنے سر کو اٹھ کر جھکا یا گو با سینہ مین لگ

کیا ہے
 آئینے سے لپٹ گئے بے اختیار آج اب اپنے عکس سے وہ ہم آغوش ہو گئے
 مین سمجھ گیا میرا قصہ و معاف ہوا اور میرے سایہ کو گلے سے لپٹا لیا پھر اٹھ کے میرے
 قریب ہونے کے چلی یہ شعر آہستہ پڑھتی ہوئی ہے

مشتو تو ناخن نہیں جاتی مین خطا مین جرم اُنکے کبھی غصہ کے قابل نہیں ہوتے
 تھوڑی دیر کے بعد مین بھی خیمہ کے اندر گیا وہاں گایا یہ بات ہو رہا تھا مرزا علی نے
 مجھ سے کہا کوئی غزل یاد دلائیے تو ہم گائیں مین نے کہا یہ غزل یاد ہو تو سناؤ
 اُس نے میری دہلیز سے کہا آؤ تم نہریک ہو جاؤ اُس نے کہا آپ شروع
 کیجیے مین بھی آئی غرض میرزا علی نے میری فرمائش کی غزل شروع کی غزل

دل از من برد و در دامن نہان کرد
خدا را کے این بازی توان کرد
سخت تپ ایم در قصد جان بود
خیالش لطفماے سکران کرد
وہ سکر گانے میں میری طرف سے سکرانی جاتی تھی۔ جب غزل تمام ہوئی، سبکو شریف
کیسے غزل۔

جو کس اور دم میں جیتے چاند پر تپ
کس پائے اشک یہاں تاباں نہیں
بقول و تھکا سنا بھی اردو نہ
مگر اور جگہ دوست دشمن
تپ رہا ہے نہ نور و نہ شہ نہ نور
دلت در سہ چہاں در ہنگامہ نہیں
چو دل را بستہ در زلف تو خفا
پیشاں کار او در پامین
رفت گانا چسبہ دے با حق میرے تھو جان ہو گئے ان میں سے بڑا ہی نہ بہت
تقریب کی اور اس غزل کی فریاد بھی کی۔ غزل۔

دارم امید عا طیفے از جناب دوست
کردم خیانتے و امیدم بہ عفو دوست
والم کہ بگذر دوسرہ جرم من کہ او
گرچہ پر پوش بہت بلکہ کہ نہ فرشتہ نو
باز بہر حال پریشان تو دے
بر نوے زلف دوست پر نشانیت گویست
میرزا شریف نے چنگ میرزا کی سے کہا، کیوں مجھے کسی عمدہ غزل یاد آئی جو اور یہ
کجا شریف کی کیا غزل۔

گر نہ بہ زلف تھکیت کہ رفت رفت
ور زہن تھکے شہا بہ چاند نہ رفت رفت
برق عشق از عرقہ پینہ پستے سوخت سوخت
جو شاہ کامران گرہ گاسے رفت رفت
گرہ از غم ز وادار بارے بر دہر د
در میان جان جہان ابرائے رفت رفت
از سخن چنیاں ملا متاپدید آید و سہلے
در طریقت رخش خاطر بنا شد مے بیار
چون امرا و اشراف نہ تھکے رفت رفت
ہر کہ ورت را کہ میر جہاں سنا رفت رفت
عین تھکے نہ غم کہ رفت از خانقاہ
پای آزادان چہ بندی گویا رفت رفت
سکے اند گانا تون ہو گیا اور دہر جانے۔ میں بھی اٹھ میرزا کی۔ نے کہا کہ کیسے
جلدی پڑی ہے تھوڑی دیر اور بیٹھے ہیں۔ نے غزریا اور یہ دو شعر پڑھکے
چلا آیا۔

دل پر از حسرت ویدار نہ فرشتہ کہ بہر
ظہر ہوا سہر خیر ہر ناست کہ بود

اتس عشق بہااست دسے ازچہ سبب گرمی دلغ تو بادلی نہ چااست کہ بود
اسی زن عصر کے وقت خانم جان معمولی مقام پر آ کے کھڑی ہوئی مین سے کہا اس
گنکار سے کیا خطا ہوئی نہ دین دن سے خود آپ یہاں آئیں نہ جسم اللہ کو بھجبا
جواب دیا کہ تم خود ہی سوچو کیا تقصیر ہوئی میرے کہنے کی کیا ضرورت ہے
مین نے کہا

تیرے سوا کسی سے محبت منسم نہیں تیری قسم نہیں جو خدا کی قسم نہیں
فرمایا اس قدر تو ڈھٹائی اچھی نہیں ہو چوری اور سینہ زوری دیکھو عہد شکنی خوب
بات نہیں ہو خبر شرط ہو

سین سرگوشیاں غیر دسے اشارے دیکھے بنے آنکھوں کر شے ترے سارے دیکھے
مین نے اپنی آنکھ سے آپ کے اور اس مردار کے چوچلے دیکھے اور لائق باتیں اسکی سنیں
پھر منکر ہونا تو اور رشتہ جو مجھے رنج تو بیشک ہوا آپ کے نزدیک چاہے یہ کوئی
بات نہ ہو مین نے ہاتھ جوڑ کے کہا کہ تمھاری رنجیدگی سے مین نے متصل حال ظاہر
فہم کیا یہ البتہ میرا قصور ہے لیکن

ہم پہ ہتھان اور سنی الفت کے ہن لے ترے سر کی قسم کھاتے ہن ہم
میرے نے چاہا تھا کہ تم سے سبب حال کہہ دن گرم غصہ کے سبب سے ٹھہری ہی نہیں
اسیلے مجبور ہو گیا ہر حال میں غدر کرنا ہوں معاف کرو واپس لے کر مجھے طال تھا اب
کچھ باقی نہیں تیرا در نہ تم سے فی الحقیقت میں ناخوش تھی صرف اس کی نالائق باتوں پر
مجھے رنج تھا یہ بھی مین نے استغول رنج کیا کیونکہ مین نے خود ہی تمکو اجازت دی تھی
غیر اب اس ذکر کو جانے دے

چکی ذرا چتر چکی مکل گئی دلی آرزو بھی بڑا اس طلب کا ہو جو صلح ہو جا جنگ ہو کر
اس واقعہ کے بعد جانین کی محبت اس درجہ کمال کو پہنچی کہ اگر دونوں میں کسی کو کوئی
صدمہ یا عارضہ ہوتا تھا بعینہ وہی حالت دوسرے کی ہوتی تھی چنانچہ ایک دن
مین سر کے پے گھوڑے پر سوار ہو کے دریا کی طرف چلا راستہ میں ٹھنڈی ہوا کے
جھونکوں نے گھوڑے کو ایسا گرمایا کہ کھلیا مین اور شوخیان کرنے لگا مین نے
بہت سنبھالا مگر کسی طرح نہ رکا آخر کار مین گر پڑا مین ہاتھ میں سخت چوٹ آئی

معاہدہ سے باہر نکلے گئے تھے۔ اس کے بعد انھوں نے میری بیوی کو ساتھ لے کر عسکری ہمارے دروازے پر پہنچا دیا۔
 دونوں ساتھ آئے۔ باتوں باتوں میں میری بیوی نے کہا کہ آج کا اتفاق بھی عجیب ہے۔
 اب کہ اس طرح جوڑ آئی اور میں آج خاتم جان اور بی جان کے ساتھ شہر کے باہر
 کر رہی تھی۔ خاتم جان چور اور چھانسلے اچھا لگتے تھے۔ چوتھے دن میری بیوی اس کے
 بھی آگے ہٹے۔ انھوں نے اسے رچوڑا آئی کہ شہر کے دروازے پر پہنچا دیا۔

کھلائی فصدی نے تو دان چھوڑ کر کے غنیمت
 میں نے یہ کہہ کر بہت پریشان ہو گیا۔ صاحب چلے گئے۔ میری بیوی نے کہا
 آج کے دن کھلی ہے۔ کریمین۔ کہہ کر باہر نکلے۔ اس کے بعد میری بیوی نے
 تھیں۔ اس نے چلا آئی کہ دل بہانہ سوا رہا ہے۔ کہہ کر تھیں۔ میری بیوی نے کہا کہ
 کو کچھ نہیں۔ میری بیوی نے کہا کہ ضرور تھی اور یہ مطلع جہاں آتا ہے۔

رہے گل بازی کا دلا کا بن تو بانا
 رہے گل بازی کا دلا کا بن تو بانا۔ باتوں نے جو کرتا تو وہ آگے۔

میرزا کا یہ بھی جو کیا خوب اہتمام
 میرزا کا یہ بھی جو کیا خوب اہتمام۔ دلشاد اک۔ میرزا کا یہ بھی جو کیا خوب اہتمام
 ایک دن خانہ میں۔ میرزا نے جو کچھ حرات کی وجہ سے میرزا نے جو کچھ حرات کی وجہ سے
 درود سوزش کے قرار دیا۔ میرزا نے جو کچھ حرات کی وجہ سے میرزا نے جو کچھ حرات کی وجہ سے
 کہ دھتے کوئی کھڑا میری بھی سیدھی آگے میں چل گیا۔ میں نے آگے مل ڈالی جس سے
 ایک آگ سی لگ گئی اور آگ بھنے لگے۔ میں بیتاب ہو کر میری پرلیٹ گیا
 اور بیقرار ہو کر لوٹنے لگا۔ تھوڑی دیر کے بعد آگ بجھ گئی تو میرزا گرم گرم آگ بھنے
 گئے۔ میرزا نے آگ سوچ گئی کہ کھانا کھانے لگا۔

میرزا کا یہ بھی جو کیا خوب اہتمام
 میرزا کا یہ بھی جو کیا خوب اہتمام۔ وہ ہم میں ہم انہیں سہانے ہو سکے ہیں
 میرزا کی کا آدی۔ میرزا نے آگ بھنے لگا۔ میرزا نے آگ بھنے لگا۔ میرزا نے آگ بھنے لگا۔
 کہ کہ خوب تاشا ہے میں نے جو اس وقت آگ بھنے لگا۔ میرزا نے آگ بھنے لگا۔ میرزا نے آگ بھنے لگا۔

اسکے جواب میں یہ شعر سنائی دیا ہے
 واقعہ نئی زور و دل ناتوان من
 ایک بلب رسید زور و توجان من
 یہ سنتے ہی میں تنگے پاؤں دوڑا اور اسکو گود میں اٹھ لیا و کھاتا تو شدت بارش
 سے بھیگ کر کیوں گئی ہوا اور سردی سے کہہ سکتا نہ تھا کہ جتنے میں ہیں نے کہا یہ آپ کی
 کیا حرکت تھی۔ مجھ جواب نہ ملا۔ پہلے چلے میں نے دیکھا اور زعفرانی پوشاک جو شام
 کو اُسے پہنے دیکھی تھی اُتاری اور فون دھلوا کے ریمائی اندر سے اُتار آیا اسکو
 اور دعائی آگ جلانے کا موقع نہ تھا کیونکہ میرے بھائی تنگے میں سو رہے تھے
 لہذا اپنے سینے سے لپٹا کے اسکو گرم کیا اور لونگین وغیرہ کھلائیں مگر اب تک
 بات نہیں کی جاتی تھی دانٹوں کے بیچنے کے سوا اور کچھ نہیں بولتی تھی دیکھ کر
 کے بعد اسقدر کہہنا مجھے بات کرنے کی طاقت نہیں رہی ڈراٹھر کے اپنا
 حال کہہ گئی ہے

جسم میں روح ہو مضطرب و مجرم ہو
 کوئی رستا نہیں ملتا ہو نکلنے کے لیے
 جب خوب گرمی ہو بخار اور حواس درست ہو سب بیان کیا کہ آج شام سے میری
 طبیعت گھرائی تھی اتفاق سے تم بھی رات کو نہ آئے اور تھی ابھیں بڑھ گئی
 ہر چند ہنگام پر لیٹی ہوئی مگر نیند نہ آئی ہے اختیار روئی اور یہ شعر
 پڑھتی تھی ہے

نئے یاد سر شام سے ہر جان پہ نوبت
 ابد ابھی چار پہر رات پڑی ہے
 بار بار جی بھینکا تھا کہ تلو دیکھتی آؤں بچیں ہو کر اٹھ کھڑی ہوئی ہے
 دلی میں آتا ہو مجھ سے تو جہ میں دلے درو اٹھابے ذرا آج ٹپلنے کے لیے
 مجھے کے باہر پہنچی تو تلو سوتا پایا اور ساتھ ہی پانی برسنے لگا میرے دل نے
 گوارا نہ کیا تلو جگ کے پہن کر دن گر دشت اور خوف اور بھی تر پی کر گیا اور
 میں روئے گی اسوقت یہ شعر پڑھتی تھی ہے

منرا و ابرو بہمن کہ دین جن مجرم
 کہ بسو خیم و از ایت من فرام دارو
 اس طرح دیر سے کھڑی بیٹھی۔ آخر تم جگے۔ میں نے کہا میری جان ہزار رحمتیں
 تم پر قربان نہیں تھے مجھے فوراً جگا دیا ہوتا دیکھو میں تو بچیکے مستعد ہو گیا تھا اگر چہ کہ

دوبہو کے مین چلا بیٹھا تو رد سیاہی کے علاوہ میری جان کی گئی تھی تم نے باغیچہ
کیا کوئی ایسی نادانی کرتا ہے جو اب دیا غیر جو خدا کی مرضی ہوئی بہت زانوں
نزدیک ایسی باتیں کچھ تعجب نہیں ہیں۔

کہ خشق از پر و بخت بہ درون کرد نہ بخت را
دل خاہ خرابہ کی سوز شوق کے ساتھ کہ رات کو کیا محبت نہ ہو اگر اس قسم کی ایجنہ
کی جاسے تو پھر محبت ہی کیا اور عشق کیا۔ تم آرام نہ ہو کر کتنے پر تھیں پھر پھر
ہجران کے تڑپنے کی کیا خبر در سہ پہلی سے کہ اسے گار نہ
مگر اس وقت نہ جانے کیا کام
تم سناؤ اگر وہ بیٹھ رہے گیسوا پنا

یہ کہہ کے زار و قطار رونے لگی اور کہہ کر کہ میرا ہاتھ ہوگا اور تھک را
گر بیان سے

خواب بادہ مر جوش کردہ مارا ہوش باش کہ ہوش کردہ مارا
مین نے اسکے آفرین بخند اور کہا کہ میری جان تم خود ہی ایسی حرکت کرو اور مجھے
ملاست کرتی ہو آفرین رنج و غم اور زحمت بے فائدہ کس لیے بفرمایا ایسا جب یہ
اختیار ہی فعل نہیں ہے وہ حالت ہو جسکو نہ خوف روک سکتا ہو نہ مصلحت اندیشی
وہ پاسکتی ہو بڑے سے بڑے اور جب اسے چار بادشاہ کیے انہی میں نہیں ہو
کہ شوریدگان شوق کے حرام ہو سکیں ہائے دیکھوں میرا انجام کیا ہو جب تک
یہ کچھ نہ تھا ایک حالت بیم ورجا میں گذرتی تھی اب تمہارے ہائے بڑے ہیں
ہزاروں طرح کے خیالات دور دراز نے مجھے گھیر لیا ہو جس کو میں ہی جانتی
ہوں تم کو کیا خبر ہے

اب یہ جانا کہ اسے کہتے ہیں آناد کا ہم ہنسی بکھیل سمجھتے تھے لگانا دل کا
پھر ایک آدھری اور کہا یہ رباعی میرے حسب حال ہی ہے رباعی
قہنداری کہ من بجا غم زندہ باچون دگر ان آب و نام زندہ
جانانہ باین و نے با غم زندہ غمہائے تو میخورم از آ غم زندہ

آپ نے وہی ہنس کے زعفران کو دیکھا کیا؟ ٹھٹھکے غسل کے لیے پانی دس دن بٹھا رہے
 کر کے کھڑکی پر بھی چھوڑ کر پڑی تمام غلالت اور کچھ مین کیڑے خراب ہو گئے اس نے
 اپنی نسل خاندان رکھ دیا جلد جلد نہادھو کے کپڑے بدلے اور پلنگ پر سو رہی صبح کو
 میزبان و غیرہ سب گھر کے آدمی سو کے اٹھے میزبانی نے کہا خیر تو ہر کج خانہ نماز
 کے لیے نہیں اٹھی یہ جعفران سے ماجرا بیان کیا اس نے زعفران پر غصہ کیا مجھے کیوں نہ
 چکا رہا اور خانہ بہان کے پاس آ کے بدن ٹٹوٹا تو اچھا خاصہ تھی۔ چڑھا ہوا جو تین
 چار گھنٹے اور دو اپڑے یہ نجات کے پاس آ کے مجھ سے سدا حال بیان کیا اور کہا
 دیکھ کس قدر شہادت کا پتہ پڑتا ہے جس نے حاکم کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا اس نے فوراً
 ان کو بین کر لیا۔ میں اسے کہا عاقبت اندیشی نہیں نہ کرنی ہے۔ کہ اسے بھرنے لانی رہا
 کچھ جواسیہ کر دیا نہ چھپا لیا اسے میں سلام ہو اسے کیا کہ اس نے ہر میزبان
 اور میزبانوں کے استقبال کو گئیں۔ یہ نہ چھپا اور یہ بات کبھی اسے نہ دیا کہ

بولی

ہست و جمع محبت رسم و آئینے دگر خوردن سخن جائز است و در روز و شب
 یہ ہے کہ ہر کج خانہ بہان بھی دیکھو تو سمجھ کر لیا کہ اب تو سب اور زار زار روئے نکلے مجھ سے
 در جانور کا آئینہ کھسکے میرے آئینے اپنے آئینے سے پوچھو کہ کج خانہ بہان کی بھلا
 روئے اور سچ کرے روئے یا جھوٹے ہوئے

وقت میں آ رہے ہوتے ہیں ان کے اندر
 ذرا دیر میں صاحب بھی آ گئے ہیں ان کے ساتھ آگیا اور کہا کہ اس وقت نا ا صاحب ہوتے تو کوئی
 دو تہیز کر دیتے اس نے کہا اچھا بھی سر نہ تہیز کے بلو اور تہیز کے حکم صاحب
 تہیز کے اور نفع تہیز کیا دہل بارہ روز میں اس کو شفا کے کلی حاصل

ہوئی

چارے صاحب کا خاندان نہایت بخشنے والا ایک دن خانہ جان کو راستہ میں ملا اور سلام
 کیا اس نے ان کا وقت سے جواب دے کہ تہیز و نیت بھی پوچھی اچھی صورت والے
 ہر کسی کی آنکھوں میں کھٹکا کرتے ہیں
 لاکھوں نے یہ شوق ہزاروں کنایہ شوق
 لاکھوں نے یہ شوق ہزاروں کنایہ شوق

اس سب باتوں کو ملاحظہ و اندازہ سے اور یہی خیالی ہوا اور سمجھ کر یہ مال اچھا نہ اسرہا ہے راہ
 پر پیدا کر لی جا رہی ہے یہ کما غفرلہ جو سب لوگوں سے راہ پر گناہ گناہاں انسان سے غفرلہ
 کے ساتھ ایک سرسبز کی انگولی بن رہی ہے رافوتہ کا گناہ گناہ اور ایک رافوتہ کے
 جو سے کچھ الا پچھان وغیرہ سمجھ بھجوا اور رافوتہ زری اور رافوتہ کی کا بھی پیام
 کو بھیج رہا۔ خانم جان نے وہ چیزیں رکھ لیں گرتا کہنا بھجوا۔ چھ اندر ہوا یہ آپ
 کے تحفے صاحب کے سامنے پیش ہوں گا تم سے اس بچے کے ہاتھ سودا کیا مینڈھلی
 کو بھی لوز کام ہوا یہ سکر اُس کے آئے جا اس گئے اور غریب اس فکر میں پڑا کہ
 کسی طرح وہ چیزیں واپس ہو جائیں۔ رافوتہ کی ہا ایک دکھا کے رحم اللہ
 رافوتہ کی رافوتہ سے رافوتہ کے سارا قہر میرے سامنے بیان کیا اور اپنا نام
 بتانے سے منع کر گیا مجھ کو اس سے بڑا رنج ہوا بعد مغرب خیمہ کی طرف میں
 جاتا تھا کہ رحم اللہ راستہ میں ملا کہ اخیر آپ کو دیکھنے جاتا تھا میں اُس کے ساتھ
 خیمہ میں جا کے میری رافوتہ کے پاس بیٹھ گیا اور وہ انگولی خانسان کی اُس کے
 ہاتھ میں دیکھی ہے

پیری شرارتوں سے جگر داغ داغ ہے گل کھائی کور قیب کو چھوٹا انگا دیا
 میری رافوتہ سے رافوتہ کے گناہ گناہ اور خیاالات اس کے آئے آخر مجھ سے واپس بیٹھا
 نہ گیا جلد اُٹھ کے چلا آیا اور سوچتا تھا کہ دیکھو مجھ سے اسکا تذکرہ تک نہ کیا کچھ نہ کچھ
 دار میں کھاتا ہے میری غصہ میں میں دو سرے دوں دو پہر تک خیمہ میں نہ گیا
 میری رافوتہ نے تیسرے پہر کو آدمی بھیجا کہ آج اب تک کیوں نہیں آئے میں نے کہا آخر
 جو کچھ خانسان سے معافہ دیکھتا تھا اس لیے نہ آسکا تھوڑی دیر میں رحم اللہ
 آیا اور کہا خانم صاحبہ کتنی ہیں آج کیوں نہیں آئے میں نے کہا بھیجا کہ شکر ہے
 دو دن کے بعد تو میں یاد آیا میں تمہارے اور خانسان کے جگہ میں پھنسا
 ہوا ہوں اس لیے سب کو بھول بیٹھا ہوں اور یہ شعر ایک بچہ پر لکھ کے حوا کیا

سہ اس اتھ میں عقائد میں کے انبار صنف نے لگا دیے ہیں۔ مہم
 لکھ دالین کا کہہ دینے کو دل خنہ بکا لکھا مہم

پبل زتاب و درو در فامد و خود ...
 اس نے کہا اچھا اچھا جس طرح کہ ...
 تھا کہ عشر کے وقت بغیر سے سوار ہو ہوا و نہ تھے تین دو تینا ...
 مجھے اٹھا رہا تھا میں قریب گیا اور یہ شعر پڑھا
 نام نہاد و دروہ فی کار خطرات را ہے و ...
 کہنے لگی میں اس کا مطلب نہ رہی نہیں سمجھی کیا کچھ خفا ہو میں نے کہا اپنے دل میں سوچو
 کوئی بات نفی کی تم سے ہوئی جو یا نہیں برابر صداقت کی نہ نہیں کہتے یہ پہلی بات
 کہ میری تھم میں نہیں آتیں مگر ہاں میں سمجھی اچھا یہ تو نہاقت نے سنا کیا اور کس سے سنا
 بیٹھے جو کچھ معلوم تھا بیان کر دیا اس نے کہا ہاں یہ تو ہوا لیکن میں نے جو جواب دیا
 وہ بھی آپ کو معلوم ہے میں نے کہا زیادہ تر مال کا باعث تو یہی ہو کہ تم نے
 مجھ سے چھپایا مجھے کیا خبر کس قسم کا جواب تم نے دیا۔ کہنے لگی اول تو تم گل سے
 خیر میں بیٹھے ہی نہیں دوسرے جبکہ میں نے خود تدارک مقبول کر دیا تو آپ
 سے کہنے کی چندان ضرورت نہ معلوم ہوئی۔ وہ بات ہی کیا ایسی تھی کہ مشورہ
 کی ضرورت ہوتی۔ خیر اب بھی اُسی سے پوچھ لو کہ میں نے کیا کہا بھیجا شاید
 میرا کہنا یقین نہ ہے میں نے کہا بہتر ہے اس وقت اُس کو بولا بھیجا اور اُس
 سے حال پوچھا پہلے تو وہ کانپنے لگا اور بولا مجھ سے قصہ بڑا معاف کیجیے
 اور اس کا چرچا اب ہونے نہ پائے ورنہ میرے لیے خرابی ہے میں نے
 اُس کو مطمئن کیا اور کس آخر خانم جان نے جواب کیا دیا اُس نے کہا پہلے تو عجیب
 بہت خفا ہو میں پھر خانسا مان کو کہا بھیجا کہ تیرا متحفہ صاحب کے سامنے پیش ہو گا
 یہ سننے بھکو بدگمانی جاتی رہی بیچ کو رحم اللہ کو ڈھونڈو ایا تاکہ اپنے اطمینان
 کی کیفیت کہا بھیجوں۔ وہ آیا تو الائجی اور ڈلی کھاتا ہوا میں نے کہا تو نے یہ کہاں
 پائیں اُس نے لڑکپن سے صاف کہہ دیا تھا خانسا مان نے جو مصالحو بھیجا تھا آج خانم
 صاحبہ نے سب کو وہ تقسیم کر دیا مجھے بھی حصہ دیا میں نے دور سے اُس کے
 کان پر ہلکے کہا دور ہو مرد و دیوان سے اور الائجیان وغیرہ چین کے زمین پر
 بیٹھ کر دیکھ رہا تھا خانم جان کے پاس گیا اور میری تالیش کی کہ بٹھے

منشی جی نے ناحق مارا میں نے انکا کیا بکاڑا تھا اُس نے اُسکو بھجا بھکا کے
 چپ کیا اور اُسی کے ہاتھ مجھے بلا بھیجا اور یہ بھی کہا کہ اچھا اس کے عوض
 آپ کی گوشمالی منگ صاحب کے سامنے نہ کروں تو سہی مجھے یہ سن کے ادبھی
 غصہ آیا اور کہلا بھیجا کہ جا کہدے میں نہیں آؤنگا اب میرا وہاں کیسے کام ہے
 تمام دن اسی رنج میں مبتلا رہا رات کو خیمہ میں بھی نہیں گیا مگر جب کچھ غصہ
 مدہم ہوا میں نے سوچا کہ ناحق بیچارے لونڈے کو گوشمالی کی سب واقعہ تو معلوم
 ہو چکا تھا پھر ایسی حرکت کرنا میری ہی زیادتی ہے تاہم میں نے شکایت میں
 ایک رقعہ لکھا اور صبح کو جب رحم اللہ آیا میں نے اُس سے پوچھا انکا مزاج
 اچھا ہے اُس نے کہا ان اچھی ہیں مگر رات سے کھانا نہیں کھایا ہے بالکل
 خاموش اور آداس ہیں میں نے کہا اچھا یہ رقعہ دیدینا اور کتنا مزاج
 پوچھا ہو۔

رقعہ

جانن من۔ میری تمھاری محبت کا اندازہ مشکل ہو اس لیے تھوڑی بات بھی زیادہ
 ناگوار ہوتی ہو اور تم سخت بات کہہ گزرتی ہو جس سے میرے دل پر چٹ لگتی ہے
 اور مجھ سے برداشت نہیں ہو سکتی ہے

بجائے سنگ طفلان بگ بائگل میا یدزد

چو نظر میرزا دیوانہ نازک طبیعت را

مادر ہے کہ یوفانی اور شگرمی اچھی میں رسم محبت کو برباد کرنا سخت نازیبا ہو آئندہ
 تمکو اختیار ہے۔ نظر کے وقت چمن میں ٹہل رہا تھا کہ جسم اللہ نے جواب
 لاکے دیا۔

جواب رقعہ

میرے بار مرام حیار۔ دیکھو بلبل ایک بے تمیز جانور ہے اور پھول میں سولے
 رنگوں کے گیارہ پیرا ہو مگر ہر وقت اُسکے صدر قہ جوتی رہتی ہو بلکہ ترپ کے جان بھی

تسہ بان کر دیتی ہے حیف کہ انسان اثرات مخلوقات ہو کے محض بدگمانی اور
ذرا سی خلاف مزاج بات پر اس طرح بگڑ جائے اور عقل سے مطلق کام نہ لے کر
آپ کا قصور نہیں بلکہ میری ہی غلطی ہو سہ

جزائے انیکہ پہنچ توئی وقت اکرم بہر جفا کہ دلت خوش شود نہ لے من ست
تقدیر ہی بڑی ہو تھاری خلائین

اب اتنی عرض یہ کہ میں نے قصور کیا ہوا نہیں اس سے عرض نہیں اللہ میری
خیل معاف فرمائیے اور اپنے دل کو صاف کر ڈالیے

تاشقعل نہ بخش جیسا نہ بخش سے آرام اعتراف گناہ بنودہ را
مہربانی کر کے نہ دے پھر دل بہ پیر پاغ سے سمجھو کیجیے کج بستی جو را میں نے
بانا ہوا کہ لون کی ضرورت ہو اور اگر خود بھی مہر کے بندوں حسب معمول قنات
کی طرف سے آسیہ تعزیت ہے۔ خاطر جمع رکھیے میں ایک حرف بھی شکایت کا
زبان پر نہ لاؤنگی

نہ جان دہ لب جو کھلیں نہ کوئی جزا کے لیے وہ ٹوٹیں ہاتھ جو کھلیں کچھ دینا کے لیے
مگر جی ہن ہر آہ کر کے رہ جاتی ہوں

چین چھوڑنے سے میرے تلنے والے تو بھی ٹھنڈا نہ رہے جو کے جلا نہ لے
رقعہ چھوڑ کے میں روئے لگا جب عصر کے وقت اس سے ملاقات ہوئی پہلے

ہی یہ شعر کہنے پڑھا

جفا کشان محبت اب از خان بستد گرہ زجہ کشاوند بردان بستد
جو کچھ کرتے ہو خوب کرتے ہواب میری طرف سے ایک حرف بھی نہ سنو گے آپ جے

عقل نہ دین عقل نہ ون کی دور بلا۔

وے گرفتہ ہاشکل است باز شود کہ قفل بردر میخانہ از درون زوہ اند
میں نے ہاتھ جوڑ کے کہا کہ

گر نہ ہر وہی شکر توان گفت در سنگ زنی لکرتوان گفت

اس نے کہا آپ کو خیریت ہو۔ اور چل دی۔ ناچار مغرب کے بعد غیمہ میں گیا وہ
سہ روئے آپ ضرور تھے مگر انہوں نے قفل کو کبھی نہ روئے۔ مہرجم

تہا صحن میں کرسی پر بیٹھی تھی مجھے دیکھ کے سر جھکا لیا۔ میں نے قریب جاکے کہا مجھ پر
 عرض کرتا ہوں امیر ہنس پڑی اور کہا چہ خوش یہ دوسری ہوئی خیر یا سیکے
 اندر بیٹھیہیں بھی آئی۔ میں بہت ہی پریشان خاطر میرزا کی کے پاس جانا چاہتا تھا مگر وہ
 کے بعد وہ سب کھانے کو اٹھ گئے اس نے کہا مجھے جو کچھ نہیں ہو میں اس وقت نہ کھاؤں
 جب تہائی ہوئی چھر سے بڑے کے کتاب جو کچھ کھانا ہو فراموش کیا آپ کی عقلہ زری ہو
 کہ ناحق ناحق جب دیکھو ایک نیا سو اٹک کر تہ ہو ہمارے لئے لکھ لکھی ہمارے پیو رہتے
 ہو۔ بیٹھی بیٹھی باتیں کرتے ہو جب الگ ہو رہے تھے پھر پھر پھر پھر پھر پھر پھر پھر پھر پھر
 ان تونوں میں ہی نہ تھا گویا آپ سے پہلے ہی نہ تھا گویا
 یہ حیار یا نہ اور غن سا زبان مجھے نا پسند ہیں آؤ میرا عارف عارف کہہ دے تو اسکا حال
 معلوم ہو نہیں آجکی طرح آنکھیں ہر دین چار دینیں آیا ہمارے آنکھیں ہو دین اوٹ
 جی میں آئی کھوٹ۔ میں نے کہا

برہمن از جو رہ تو ہر چند کہ بیدار و در
 چون رخ غیب تو بینم ہر از یاد و در
 کہنے لگی ہلایہ آجکی کیا حالت تھی کہ نہ اصل بات کو دریافت کیا اور نہ کچھ سنا اس لڑکے
 کو مار بیٹھے اور اس طرح بڑے لگے گویا جان پہچان نہ تھی کیا سوچتا نہیں ہر دین کیسے
 لوگوں میں چھنی ہو ان اگر یونہی آجکی تک مزاجیان اور نہ درخیان ہوتی رہیں
 گی تو خدا ہی حافظ ہو میں نے کہا ایک تو نے مجھے سخت جواب دیا کہ مجھ سے
 یہ کہ میں سمجھا اگر اس باجی کے حال پر مہربانی نہ ہوتی تو اس کے ہرے کو کیوں قبول
 کرتے اور خوش خوش سب کو تقسیم کرتیں بلکہ صاحب سے کہہ کے اسکو مراد لو اتین
 بولی۔ صاحب! آپ کو کچھ خبر ہے مجھے بھی ہو یا یونہی چاہتے ہر کہ ڈالتے ہو
 تو اسکا ختم تقسیم کر دینا مہربانی پر آپ محول کرتے ہیں پھر میں کیا کہوں۔
 خدا کی عنایت سے آپ تو مجھ سے زیادہ عقل مند ہیں ذرا سوچے تو سہی جبکہ
 ایک ذرا سی دھکی میں اس کے ہوش اٹو جائیں اور سارا نشہ ہر ان ہو جائے
 پھر اس کے آقا تک یہ بات ہو نجانا ابھی ہی سبکی اور کم ظرفی سے یا کیا
 گئی گزری بات کا منکر کرنا اور اسے کو کو بٹنا مجھ سے تو نہیں ہو سکتا تھا
 سب سے زیادہ اس کی سزا یہی تھی کہ اسکی چیزیں اسکو واپس نہ ہوئیں۔

ایسے باجیوں کو نقصان ہی پہونچانا بڑی تہنیت ہے اور جو کچھ میں نے کیا اس میں
آپ کی مشورت کی بھی ضرورت نہ تھی یہ کوئی ملکی دہائی نہ نازک مسئلہ نہ تھا کہ صلاح
و مشورہ کیا جاتا تو پتہ کوار کا انتظام ہوتا آپ نے ناحق ناحق اسکا اتنا طویل دیا
رائی کو پہاڑ سونے کو بھالانا دیا مگر مجھے معلوم ہوتا ہے بی جان کی باتوں سے ابھی تک
سرکار کے کان بھرے ہوئے ہیں دماغ میں کچھ اور رہی ہو سی ہے تہمتیں تراشی جاتی
ہیں فقرے سوچے جاتے ہیں کہ کسی طرح جہاد رکھ کے الگ ہو جائیں یہ بھی بے پردگی
یا منہ صاحب کے ساتھ باتیں کرنے کا رشک ہوا جسکو بار بار آپ کہا کرتے تھے

ہیں

دہی بے پردگی شیشے میں بھی ہے

نچی سے دختر رز پار سا کیا

میں اُسکو آپ کی غیوری اور مردانگی پر محمول کرتی تھی کہ اُسے نہیں دیکھا جاتا یہ نہ سمجھی
تھی کہ اس پر دسے میں کچھ اور ہی مطلب ہو ذرا آپ کو خیال نہیں آتا کہ خدا نے اسے
حبیب پاک کے صدقہ میں میرا مزاج ہی ایسا نہیں بنایا ہو ورنہ کیا ممکن تھا کہ
ان لوگوں میں رہ کے میں اچھوتی رہ جاتی یا مجھے ایسا ہی منظور تھا تو اگر کوئی مجھے
نہیں مٹھتا تھا جو خاندانِ مومن پر پرہیز گھنے جاتی تھیں تو خدا کی قسم اس قدر بے پردگی
کو بھی عذابِ جان کچھ تو ہون اور خصوصاً تمہارے ہوتے اگر کسی غیر کر دے صاحب
کے یہاں بات کرنے کا اتفاق ہوتا ہو تو جا میں دیر سینے کو جی چاہتا ہے پھر
یہ سب جانتے بوجھتے آپ کی ایسی باتیں مجھے خالی از عتد نہیں معلوم ہوتیں آگے آپ کے
دل کا حال خدا کو معلوم

میں نے کہا کیا کروں اُس وقت بے اختیار طبیعت ہاتھ سے جاتی رہی اور اُس لڑکے
کو گوشالی کر بیٹھا میرے رنگ صاحب کے طعنے پر اور بھی رنج ہوا ہے

لا زبرد در دو صلا گوش بر حرم مکن
آرزو بسیار باشد طبع محبوب مر

اُس نے کہا آئندہ آپ کو اختیار ہو رہے
بدنام ہو گئے جیسے بھی دو امتحان کو
تمہیں کر لیا کون عزیز اپنی جہان کو
میں نے کہا اب انشاء اللہ میری طرف سے سوائے تمہاری رہنمائی کے کوئی

فصل نو گامی با تین تھیں کہ میرزا علی آگلی کو میرے دل سے سب ملال جاتا رہا تھا
مگر وہ جان کے طعنہ سے سخت القباض تھا اور کاٹنا سا جگر میں کھٹکتا تھا چونکہ طبیعت
افسردہ تھی میں اسی وقت رخصت ہو کے چلا آیا صبح کو دن بھر خمیہ میں نہیں
گیا اور دو فون وقت ٹائٹل کے لیے سوار ہو کے چلا آیا رحم اللہ مجھے ڈھونڈ بھی گیا
مغرب کے وقت پھر آیا اور کہا خانم صاحبہ نے دوبارہ آپ کو دکھلوا لیا اور انتظار بھی
کرتی رہیں مگر آپ نہ آئے اب چلیے میں نے کہا ان بی جان بھی جو میں کیسے آؤں نہ رہے
شوخیان بننے دو گویا میں شہر ملت گیا کیا وہ اگر ٹائٹل دم دینے سے ہم روٹھ گئے
اگرچہ یہ کلام بھی مگر دل بقرار تھا کہ میں جی نہ لگتا تھا کبھی اندر نہ لگتا تھا جی نہ لگتا تھا
آتا تھا دوسرے دن تھر کے وقت رحم اللہ نے یہ رقمہ لاسکے دیا۔

رقمہ

اے بولوں نگار گروت گردم
ہر بار بخشش بجا کا سبب نہیں کہتا اگر کسی کے کئے سننے پر آگئے ہیں تو خدا حافظ
معلوم ہوتا ہو ابھی تک آپ کی طبیعت میں خاموشی باقی ہو کہ دشمنوں کی بات کا اعتبار
نہیں دیتے میرا دل کچھ رنج ہو نکال دے لیے اس قدر بے اعتنائی ابھی نہیں اگر فیصلہ
منظور ہو رات کو آئیے اور چھوٹی بیاض اپنے ساتھ لیتے آئیے ورنہ یاد رہے کہ اس
ایک بخشش کی عوض میں بہت سی محبتیں آزاد کرنا پڑیں گی اور کچھ بنائے نہ بن پڑیں گے۔

کتنے ستم تھارے ہیں کتنا ہو میرا صبر
آج آؤ کچھ ہمارے ستم سے تھرا سے حساب ہو
رقمہ دیکھ کے زین روئے لگا اور دل میں ناوم ہوا مغرب کے بعد خمیہ میں گیا میرزا علی اور
بی جان اور میری معشتہ سب گانے میں مشغول تھیں میرزا علی نے کہا خوب آپ استقامت
آگے کسی غزل کو فرمائیے ہم حکم کی تعمیل کریں میں بیٹھا ہی تھا کہ خانم جان سننے پر غزل
شروع کی۔ حافظ۔

اے کہ با سلسلہ زلف وراز آمدہ	مہمت یاد کہ دیوانہ نواز آمدہ
ساعتے ناز مفراد و بگردان عادت	چون برسیدن ارباب نیاز آمدہ
پیش بالا کے تو میرم چہ بصلح چہ بجنگ	کہ بہر حال برآرندہ تازہ آمدہ

آب دآتش ہم آیمخت از لب لعل
چشمه رودور که خوش شعبده باز آمد
آفرین بر دل نرم تو که از بر تو آب
کشته غمزد خود را به بنماز آمد
ز بد من با تو چه سجد کہ به یقاعے دلم
ست و آشفته به خلوتگر از آمد
گفت حافظ گرت این خرقه شراب آلوده است
مگر از مذهب این طالعصر باز آمد
اسکے بعد یہ چند شعر گائے

دل را یا نہ دگر بر سر ناز آمد
از دل ماچ بجا مانده کہ باز آمد
در بلبش شیشہ دور دست قلع در بر جنگ
چشم بد دور کہ لب یارب باز آمد
سے بدہ سے بستان نامی ہر ن دست کوب
ہر خرابات نہ از بر ناز آمد

ایقتدر باش کہ من از سر جان برخیزم

چون بہ غمخانہ ام لے بندہ نواز آمد

بھرمین نے اس غزل کی فرمائش کی غزل

شراب لعل کش دروے بہ جینان بین
خلات مذہب آمان جلال ایمان بین
ہر بر دلین طبع کمنہ با دارند
دراز دستی این کو تہ استینان بین
یہ غرمین دو جهان سرفروغی آرند
دلخ کبر گدایان خوشہ جیتان بین
گرہ زابر دے پر چین نئے کشاید یار
تیا ز اہل دل و ناز ناز نینان بین
غبار خاطر حافظ بہر صیقل عشق
دستے بہمت پاکان پاک جنان بین
اسکے بعد خانہ بان نے یہ غزل شروع کی اور میری طرف دیکھے مسکرا دیا۔ غزل
زان یار دلنوازم شکر لیت با شکایت
گر نکتہ دان عشقی خوش بشنویں حکایت
ہر خد متے کہ کردہ بے خرد و بودہ منت
یارب مباد کس را بخند و مہرے شکایت
چشت بہ عمرہ مار اخون ریخت می پسندی
جنان روزا نہا شد خونہ ز را حمایت
ہر چند بردے اکبر و نازدورت تمام
جو راز حبیب خوشتر و از مدح رعایت
اندر شب سیاہم کم گشتہ راہ مقصود
از گوشہ آستے بہر دکان کرب ہدایت
لے آفتاب خربان میسون و اندر دم
یک ساعتہ رہا کن در سایہ عنایت
عشقت رسد بہ فریاد گر خود بسان حافظ
قرآن ز بر تجوالی دو چارہ روایت
بد اسکے میرزا نے کہا می خاتم تم عصر کے وقت کچھ گستاہی تھیں اس غزل کی

کیا اچھی لے تھی میں نے کچھ کچھ سنا تھا ذرا گانا تو سہی اُسے خاتم جان نے کہا اچھا
نیچے غزل حافظ

بالا بلند عشوہ گر سرد ناز من
مست است یار دیاد حریفان نمیکند
یاران بنواز و نعمت و با غرق محنت
گفتہ بدلق زرق ہویشہ نشان عشق
نقشے آبر آب میزنم از گریہ حالیسا
میتسم از خرابی ایمان کہ سے برد
برخو و چو شمع گریہ کنان خندہ میزنم
از آب دیدہ میر آتش نشسته ام
آہستہ مجھے کہا یہ مصرع سن رکھو۔

یاشاہ دوست پرورد شوق نواز من
حافظ ز غصہ سوختہ گوہر الشا اوصیا
مسیک آنکھوں میں آنسو پھلکے جلتے تھے مگر اس طرح بی جاتی تھیں کہ ایک قطرہ نہیں ٹپکنے
پاتابی جان سے ہستہ کہا کوئی ہوئی چھپر اور خود ہی یہ ہوئی اڑنے لگی۔

ہولی

ایور سے پھاگن اس اے سنجی
مارون گی گیندا اور کلکے
ڈارونگی اور مجب بنائے بنائے
سب دکھونگی بھلائے بھلائے
تو میں لونگی منائے منائے
اور رنگ پیار دین رہو کے

آپ ہوئی کا ایسا اسان بندھا اور فصل کی چیز کچھ اس طرح کا مناد گئی کہ میں تو بیتاب
ہو گیا خاتم جان سے ضبط نہ ہو سکا مگر فوراً اٹھ کھڑے ہوئے میں چلی گئی میرزا الی نے گانا
موقوف کر کے کھانا اٹھا میں نے کہا میں بھی باہر اٹھائی میں بیٹھتا ہوں اُس نے کہا بہتر
لیکن میرے سر کی قسم چلے نہ جاؤ گا کھانے پر خاتم جان کو بھی بلایا اُس نے کہا میں
شام سے کہہ چکی ہوں دن کا کھانا ہضم نہیں ہوا ہوا رات کو نہ کھاؤ گی پس آپ
سب کھائیے مجھے بالکل بھوک نہیں ہو میرزا الی نے کہا بہتر ہی اگر سوئے رہے کہ بوقت
ہم طبیعت صاف ہو جاوے گا لیکن انا اور مجھ کما دونوں خیمے سے خاتم کی بھوک بالکل

زخمی ہوا۔ پھر وہی آواز نہ رہا۔ چار یا پانچ بجے ہو گیا۔
تکڑے لہجے میں کہتا ہوں کہ یہ بڑا عجیب واقعہ ہے۔
میں نے کبھی نہ سنا کہ کوئی ایسا شخص ہو جس کا دل ایسی حالت قلب
پر ہو جس پر نہیں کر سکتا فرمایا میں دوستی تھی کہ سال یا پندرہ تو یہ کیا بدلی ہو گی دفعتاً
کہان سے آفت نازل ہو گئی ہمارے دشمن جان میں بر گئے۔
طعنہ سے شوق سے دیکھ کر طول اسیری کو دے دیے۔ میں نے بھی بہت اگلی ہمارے
میں سے اس کی حکمت کے لیے کہا گھلنے کی بار بار ہوتی ہے غالباً خدا چاہتا ہے کہ جو شخص
بہت اچھا ہے وہ فوج و دوسری آگے کی اسیوں کی سزا کے پاس بیٹھا ہو۔ یہ کہ جو چاہے اس کی
کوئی صورت کیجائی کی شکل آگے اس سے کہا یہ باتیں ہم دھماکے کی آواز سے کہتے ہیں۔
ایک فریبان میں خوب جانتی ہوں اگر تم کو کچھ جنت ہو اس سے میری زندگی و رکارہ ہو گی
اور تم میرے پیشہ کو مٹا دینا ہوتا ہے نہ پاؤں سے ورنہ مجھ سے ہاتھ اٹھاؤ میں نے کہا کہ
میرے علم کے اندر اس سے بہت بات ہے۔ ہرچہ حکم شود چاکریم خدا مستگار
اور کچھ دوسری طرح لائق و عذاب میں گذرے آخر کس اعظم ہی وغیرہ نے یہ سنا
یہ اب یہاں دوسرے ملک کے انتظار میں بیٹھا رہنا منت زیر بار ہونا ہو معلوم نہیں فوج
بمبارک کے لئے اور پھر کیا اتفاق ہوا اس لئے مناسب ہو کہ یہاں سے پیش از پیش تیار کر دو کہ
ہر ایک عاصی کے پاس بلیں آئے لی جان کا سر ڈھا کا تھا غالباً نوکر کے لگا۔ چنانچہ یہ
صداج پختہ ہو گئی اور کشی کی تلاش ہوئے لی اسی دن رات کو اس نے مجھ سے کہا کہ کیوں
اب کیا کرنا چاہیے کہ میں نے کیا سوچا تھا کیا ہوا جو موت ملاقات تم سے ہوئی تھی یہ میں
نہ نہ۔ لی زبردستی میں اور نیز تمام عمر کی پناہ کے لیے کی تھی ورنہ میرا عہد تھا کہ میں شاہی
رج نہ کر دوں گی اور چند روز زندگی یوں ہی بسر کر دوں گی یا اگر اعظم وغیرہ فعلی حرام پر
ایسا ہی مجبور کر گئے تو اپنی جان دیدوں گی اور خود کشی ایک نہایت ہی مذموم اور
نالائیج دستور ہو گا۔ اس بجائی سے میں اسکو ترجیح دیتی ہوں اسے تقدیر کہ اب اور یہی
کچھ حال پیش آ گیا اور یہ ملاقات اور میرے خیالات ایک افسانہ اور خواب کا سا
واقعہ ہو گیا اب مجھے زیادہ تر جان کا کھٹکا ہی اور بیشک یہ خدقی امر ہے اس لیے
کہ یہ ناخدا ترس لوگ وہاں چاکے نہ معلوم کیا سلوک کریں ایک بار میں

فیہا من کہ کہ کچھ نہ بچا ہوں نہیں بلکہ خود بھی اکی بسر و قامت کے موافق مقرر ہو گئی
سیدنا کو ایسا ہر چیز سے ملے

صیاد وہ ہر بار شکار سے ہمسار و
یہ گھر کے زائر زار نہ رہے لگی اور یہ شعر پڑھتا ہے

دل نہید اُم کیا رہیں ہر سہم میکش
مرگ سے بچو کہ اجڑاں عنان میکش
پیر سر موہ تہم زار دعوں و رود و داغ
ہمچر ہو نہ تو اُڑو کہما سے جانم میکش
و اشم در سید ہیکلے خدایک کار سے
دست خیرت زور و ابرو اسکو اُم میکش
تصہ دار شکی و رویش ز گشت شہ
طالع سے با سید زان زانہ پیکش
میں نے کہا و حقیقت ہو کچھ نہ
یہ نہ تھوڑا ہی میری تو غفلت ہی کہ یہ غم حلین کرتی
کیا کروں کہاں کروں لیکن میں تابع و امان ہوں جو کچھ کوئی ضرور کر دو گاہ

ملا و اسن ان کشتہ زین پاسے خاکس
ہو رہیں کہ دست زوا من بدار دست
یہ تین تین جو کہ معاملہ میرے تھارے دیہ ان میں ہوا ہر خدا کی مرضی و حکمت سے
ہوا ہوا انشا اللہ وہی انجام بھی بخیر کرے گا فرایا جی ان آپ یو سو جتے ہیں مجھے تو یہ
معلوم ہوتا ہو

در دلم بود کہ بے دوست نہا شمر گز
چہ توان کرد کہ سعی من دول باطل بود
میں نے کہا پھر اگر تم کو تو جان پر کھیل جاؤں اور جھٹل ہو سکے تلوے کے انگ نکل
چلوں اس نے کہا ایسی بات کی صلاح میں کیوں دینے لگی جو میں جان نہ کرو کا خوف
ہو بان کوئی تدبیر عاقلانہ سوچنا چاہیے جو پیش بھی چلے اور اس مصیبت سے نجات دے
ور نہ تم تو خیر لیکن میری جان ضرور جائے گی میں نے کہا پھر تھیں کہ تمناؤ کہ میں اسکو پورا
کروں جواب دیا کہ میں سے دو گھوڑے عہد ہم ہو نچا نا چاہیے تاکہ قابلہ دیگر کے بیان
سے چلا جائیں یہ تو معلوم ہو کہ جانیں کے ورنہ کچھ ایسا نہ ہو کہ ان کے جانیں نہ رہیں
آسمان ایک کر دینے اور خواہ خواہ دنیا بان چنان کہ جو اس سے کہ کچھ و درین
دھوین کے آخر تک کہ کچھ نہیں گے گھب دن چلی گئی کسی کے کہنا ایا کا پور سے دو گھوڑے
بھی باہر جا کے تلاش نہ کیا میں نے کہا بہت بہتہ مجھے کچھ غم نہ نہیں ہے
کہ غم نہ ہم سے کچھ نہیں ہو سکتا ایسا غضب نہ کر لہ جائے دعا ہی طرف دیکھو مترجم

[illegible]

اس کے لئے اس قدر سیاق و سباق کی حاجت نہیں ہے۔ زانی نے کہ اختصار کیا ہے اور مزاج ہو
یہ باتیں اس کے لئے نہیں کہ اس میں میرزا حسن کی غیر جان اور اس کے احساسات
مراعات ایسے نہیں ہیں کہ ہم کو بھی قبول سکین۔ مگر اس مسئلہ کا اثر اور خوش رو خوش خلق
خیرین زان جو ہیں یا پھر ایسے آدمی سمجھانے کے قابل نہیں ہوتے۔

ایک جنگلہ محض ہو تو اسکو روٹوں سے لکڑیاں باؤ نکال کر روڑے کے خیال آتا ہو
اسنے کہا تو یہ انکی یاد دہانی کی گئی حساسات اور انہی ذائقہ کی وجہ سے یہاں پر ایسی کچھ چیزیں
نہیں پائے جہاں کوڑے کیسی یاد نہیں کرتا میں نے کہا سا جو کچھ اننگار کرتے ہو میں تو محض
ناچر ہوں مجھے درحقیقت کوئی مہین یا کر نے لگنی خانہ خان آپ خانہوں آپ مجھے
بھروسے میں یاد نہ کیجیے بولی مجھے آپ کو یاد کرنے سے کیا غرض برا بھلا کچھ تھا
محض زمانہ سازی اور انسانیت کے خیال سے تھا مجھے خوشامد سے چرچا ہے یہ فصل
باتیں بنانا نہیں جانتی بی جان نے ہنس کے کہا میں جبوقت یاد کروں گی بی خانم
جان کو کبھی یاد دلاؤں گی کہ تو بھی یاد کرو تب تو شرمناشی بھی کا ذکر کر نہیگی اس نے کہا
جی ہاں آپ ضرور یاد دلائیے اور میں ضرور یاد کروں گی اتنی میں ٹھوٹا یا کہ صاحب بلا تے
میں سب سے سب تیار ہونے لگے میں بھی منگے میں آیا اور عطر دان و شجرہ درست کر کے
سجور یاد دگھڑائی کے بعد ہر کارہ آگے مجھے ہائے گیا میں نے صاحب سے کہا کہ اس
خزل کی فرمائش کیجئے

من نیروں میا دہم ہرچہ یاد یاد
ہر شام برق آبے دہر با یاد یاد
یار رب روانِ نوحہ باز تو شاہ یاد

ووش آگهی زیاده سفر کرده داد باده
کارم چنان رسید که بهراز خودم
امروز قدر پذیر عزیزان شما ختم

پہرہات گئے گا نام تو وہ ہو اور جو کچھ اس وقت کی حالت تھی کسی سے بیان ہو سکتا میرا
 نے کیا مانگو یا نہ تھا میرا فی سہنگہ امتزاجت ہی کہ نہ مانگو اور نہ ہی ہوتا تھا
 جلد تو نہ جانتے تھے کہ حاضری پر بدین کیا لکھیں گے نہ دین کا نام ہی تو تھا
 ایک اشتر و زمین پر وہ نہ بچے ہزار نہ تھا خانہ جان سنا گیا وقت یہ تھی کہ قیاس
 نہیں ہو چکا تھا کہ یہ سب کچھ نہیں ہو سکتی اور یہ کچھ کھاؤ تو نہ ہو سکتی کہ یہ تھا جو اس نے
 بھی اکثر ان لوگوں کو غریب کر دیا تھا کہ غرض میں حیلہ ہو اس نے پانچ سو روپے کا
 کما کہ ان صاحب اس روز کا خزان کا کیا ذکر صاحب نے تین سو روپے کا پانچ سو روپے
 حساب صاحب نے کہا کہ یہ سب کچھ وہ سنا تھا کہ وہ سنا تھا کہ وہ سنا تھا کہ وہ سنا تھا
 میں نے بڑی محنت سے سب تیار کر دیے اسی کو اس نے کہا کہ اگر یہ سب کچھ ہو سکتا
 کہ چھ ہزار روپے اس وقت تک کہ یہ کیا کہ یہ سب کچھ ہو سکتا کہ یہ سب کچھ ہو سکتا
 کہ کا خزان صاحب کو کچھ اور ان حسین لا اقل دو روز صرف ہو گئے صاحب نے کہا کہ
 بعد آج تک ہو چکا ہے اور دو روز میں بتواری کشتی میں یا اتنا قیاس کو اس سے زیادہ
 نہ ہو سکتا کہ سب کچھ بظاہر تو دیکھا بات نہیں ہو اس نے کہا آدہ کہیں ایسا نہ ہو تم وہ
 حساب و کتاب میں پھنس جاؤ اور وہ ان میرا حساب و کتاب کرنا کا تین سو روپے
 یہ کہ زار زار رونے لگی

صیاد نے کب ٹوک بیدار ہو گیا

جب کہ ٹوک بیدار ہو گیا

میں نے کہا یہ بد شگون بھی نہیں اس قدر بے پرواہی کی ہو افتادہ میں بہت
 جلد کاغذات سے فراغت کر کے غار سے پاس پہنچ جاؤ گا کہ نہ کہ ان لوگوں سے
 ایسا ہی ہو کر مجھے آثار اچھے نہیں معلوم ہوتے شاید میری زندگی کے ان پورے
 پورے مجھے اپنی شومی قسمت سے امید نہیں کہ جلیں سے عکسے ہائے کجبت تقدیر
 نے کیا کیا رنگ دکھائے اب یہ سب سے کہہ چکر ہر حسین ناگامی ہو نظر آتی ہو

رشد و طواظ

طلبہ باختم کہ از پئے اب گر وہ سوئے بجا بر گرد

تیسرے دن جی تین آٹا کہ بنیہ اٹھانے کے چار جانوں کے مگر انجام کار سورج کے پس قصد سو ہزار کیا
 اور جہر کے چرون چرسے حساب لے گیا ہر چند کوشش کی کہ آج تمام کا غنڈ کل جائیں
 مگر ممکن نہ ہوا چونکہ وہ سب حساب نہیں کر دی اور مہاجران کا فیصلہ اور رقیہ کا فدا کرتے
 مرتب کرنے کے لیے پانچ چھ روز کی محنت صاحب سے لے لی اور یہ بھی کر دیا۔ تیسرے
 میں آٹا کے پائے نہ کر دیا بلکہ چار جانوں میں آٹا پر رہ کے اطمینان سے کھانڈنا دن گزرا
 جب نماز صبح سے اجازت لے کر فی سنگھ میں آکر اور عزیز محمد یوسف سے کہا کہ لا لڑکی را در
 کے پاس حساب لایا۔ چار جانوں کی کھج سو روپیہ کی غلطی معلوم ہوتی ہو دو چار دن وہاں
 رہو آٹا تم دو روپیہ ہوئے اور کھج سو روپیہ کو تھوڑی سی نہ رہے دینا میں نہ اس کو میر
 رو غیر علی کے پاس لے کر آکر اور حسن علی اپنے خدنگرا کو جو اس راہ سے واپس
 تھا سمجھا دیا کہ میں ضروری کام کر جاتا ہوں کسی سے ذرا بھی ڈکڑ نہ کرتا یہ سب اشتباہ
 کر کے میں لا لڑکی کا رام کے پاس گیا اور کھڑا رہا، انگو دیکے جو کچھ کہنا تھا سمجھا دیا اور پھر ان
 دوستہ بننے کے دن بعد نماز کشتی پر سوار ہو گیا سوا اشرفیان اپنے ساتھ لہین اور رانی
 ضرور لایا۔ پہلے ہی سے کشتی پر پہنچے وہ تین میں سے ملا حون سے کہا کہ دو تلوہ
 کے پانچ روپیہ روزانہ الفادہ دو گنا لیکن دو دن کی راہ ایک دن میں طے کر دینی
 چاہیے چنانچہ انھوں نے سخت محنت اور کوشش کر فی شروع فرمایا ان تک کہ تیسرے
 دن کوڑا آٹا کپڑا پر پہنچ گئے وہاں سے جہاز رو دراجہ ملا حون نے کہا اب چہر
 حکم ہو کشتی پر پہنچیں میں نے کہا جہازات آمد و رفت کشتی کی معلوم ہوتی ہو اور جہری
 جانا چاہیے چنانچہ انھوں نے ایک راہ اختیار کی میں نے ملا حون کو دم لینے کی بھی
 فرصت نہ دی۔ شام نہ پہنچا پہنچ جاتے تھے تا انکہ الہ آباد میں کشتی پہنچ گئی تب ملا حون
 کہا گیسپی ہی تیر روٹا ک کشتی ہوئی ممکن نہ تھا اب تک یہاں پہنچ جاتی وہ بخشبہ کو روا
 ہوئی ہر جس کو شام روز ہوئے ہم تین دن بعد چلے یہاں تک تو آٹھ روز میں وہ کشتی نہیں
 پہنچ سکتی معلوم ہو تو جو دور رہے سے اس طرف چلے آئے اور دو کشتی دوسری راہ ہو گئی
 اور نہ ممکن نہ تھا کہ ہمیں ہم اسے پا نہ دیتے میں نے اپنے ولی میں سوچا یہ سچ کہتے ہیں یہ
 سب میری تقریر کی کوئی بر او اس قدر مجھے اضطراب و قلق ہوا کہ بیان نہیں ہو سکتا
 میں نہایت حیرت و کھلم کھلا کر دن اور آٹھوں سے آٹھو جاری تھے۔

نہیں مٹی ترے ماتحتیت کے لیے لیسے
 آخر یہ صلاح شہری کہ وہاں رہنا چاہیے اور اسی دوسرے دور ہے پر کشتی

اے جلیل
 ساربان و پھر انہیں بند کا جنگی زمینیں چلتے چلتے یہ رکنا تو لیلے کیسا
 چنانچہ وہاں سے لپٹ کے دوسری جانب کشتی روانہ ہو کر اس غریبی نہ مٹی کشتی
 بہت اُس سے تباہی ہو گئی ملاح باؤں سے چلتے تھے کہ یہ سب سے پہلے تھے ملاح کہ
 تین دن تک یہ اُپر کشتی چلائی مگر کہیں نہ ملتی تھی کشتی کا پتہ نہ نکال سکا وہاں سے کسا
 یہاں سے گزرتے رہے مگر کہیں نہ ملتی تھی کشتی کا پتہ نہ نکال سکا وہاں سے کسا
 اس کشتی کو چھوڑ دیا اب اس کا ملنا غیر ممکن ہو گیا۔ یہ وہ زمینیں تھیں آگے چلے جانا
 جو کہیں نہ ملتی تھی کشتی انج سے اشکون ہے۔ احوال کیا ہے عوام کیسا
 اور پورب کی طرف کشتی رہا وہاں سے وقت ایک مقام پر ملاحوں نے کشتی باندھ
 دی تاکہ در آدم لے لیں میں بھی گناہ سے اُتر آؤ۔ چلتے آئے وہاں دوسری کشتی اُپر چٹکا
 نشان معلوم ہوا میں ایک طرف ٹھہرا ہوا تھا گیا وہاں چند لوگ رہ رہے ایک کا منہ بندھا
 ہوا دیکھا میں نے دیکھ کے ہنس کر کہا تو اپنی جان کا خط بچانا اس کا چہرہ چاٹ
 کے پڑھنے لگا۔ اس میں یہ لکھا ہوا تھا۔

رقعہ

آجاک توئی من آمدن نہ تو انم
 دینجا کہ منم تو خود سیرت بائی و انم

میرے قافل شمار سلامت جسدن سے میری کشتی گرا اب ہما جرت میں مبتلا ہوئی اور
 میں آپ سے جدا ہو کے روانہ ہوئی ہر وقت اور ہر ساعت آکا انتظار ہو آکھیں
 رات دیکھتے دیکھتے پھر آکا میں طرے کے دیکھنے سے گردن ٹوٹ گئی دن ہو تو دیرا کھنکھ
 کھنکھاتا ہوا رات ہو تو اوڑھ آکھیں اٹھی ہوئی ہیں کچھ بہتی ہیں بچے لگے ہیں دل بڑا
 اچھا ہو طبیعت بگڑائی ہے کسی جگہ میں زمین و سما کے ہلکرے کشتی کے جوئے
 جدا میرے لیے دیتے ہیں۔

بدلت بحر غم سے کشتی جان خیرین مگلی
کبھی تیرے بھی پہ چلی کہیں آدنی کہیں مگلی
آج چھ دن پہلے راہ دیکھ رہی ہوں خراب
آج پہلے ہی آئے پر نہ آئے تھواری کشتی غم کا چاند
ہوئی آنکھیں چھوڑ پڑ گئے دیکھتی ہوں مگر کوسوں
میرا دل تیرے نہیں جو معلوم ہوتا ہے کبھی
کشتی حیات طوفانی میں آج آپ اس خانہ خراب
کشتی کے کپتان کے لیے کچھ نہیں ایسے نہیں
کہ اپنی آرزوی کا چار گنا ملے کہ وہ دیکھ
جو خدا نخواستہ آج کا چاند

کشتی کا کشتہ گم ہے بارش ببار
ہاں کہہ دیجئے کہ آج کا چاند
اب بجز روستے اور بکنے کے کوئی کام
مجھے نہیں پتہ کسی سے بات ہو نہ چیت ہے
جان لب لبے میں تو آج کا کشتی
پر یا شکار فراقیہ تیرے ہوں سے

اے کہ جان و دل میں کشتہ پریشان ہے تو
نہ ہر آسے کہ برک شد و حیران ہے تو
وہ درویش نہ کردی میں غم نہ دنا
جان میں چن کر کشتہ حیران ہے تو
نہ اچھے نہ ہر سے دارم
دل کجا ہے عجب غم دارم
گفتہ کبیتی چہ دارمی چشم
در غم و چشم پر غم دارم
تار ساند سلاست منت بیکس
دنکر ایساں آدمی دارم
گرچہ کشتہ ست عمارت وقت
من باور لطف کے دارم

اور غضب یہ ہو کہ ذات شریف و بان دوستوں میں سرزم
اختلاط بہ گئے طاقان
ہوتی ہر گاہ دید باز دید کا لطف آتا ہوگا
اسی سبب سے سہریں در رنگ دار
ہوا ہے

من ہر دستہ گر یاں نہشتہ در فراق
تو شاو مان و خرم باد گیران نہشتہ
میں میان آنکس ہاجرت میں سبیل بان ہوں
کلیجہ کہ اب ہو گیا دل خاک سیاہ ہو گیا
آنکھیں دریا کے سوتے ہیں اسے غضب
اور آپ کو خرمین فقط
از کہ ہلا پسند سوختہ ام
تا کہ خاموش کردہ است مرا
بیدل دیا و خورشید ہم رفتہ
ہر خاموش کردہ است مرا

بہر لذت فراق اور یہ صدا ہا ہا ہا ہا
جی میں خوشی سے نوا کر رہی ہوں صرف
اس امید پر کہ تم آ جاؤ گے
جی ہلاکوں کی اور یہ کامشیں کاوشیں
سب سے پہلے ہو جائیں
اللہ جل جلالہ یہ چوں کہ سے جہ سے
اور اب نہ آئے تو مجھ سے صبر کرنا

میز حال زار قابل انظار دل میں کیجیو میں گیسو کی الجھاؤ بادشاہ آبد واد حرام القی
ہو ضعف بڑھ گیا ہو۔

سر بھرتی آنکھوں میں تار سے تو شیشہ میں دل کو چین نہیں موت بھی نہیں آتی
نقاہت کا نہ ور ہو طاقت طاق الفراق تم الفراق سے

مرنے کی بھی فرصت نہیں اگر گزشت ایام آلودہ ہیں کیونکر تیسے جگر سے نکلے
و کھو اس سے زیادہ تھقل شکاری ہتھکڑی نہیں جو جھگڑے سے تڑپا سکے
کیا قانہ پاؤ گے کیا مرزا اٹھاؤ گے

چھ میوڑی بدلیخ دوری خود ناتوانی یا کہ چون فانوس شربت بخور دربان دارد
خدا کے لیے جلد تو ایک بار تو اور تھک دو گھنٹوں پھر چاہتا ہوں تیری مدد میں یہ چیخاں
دل میں گزرتے ہیں اسکا بیان کرنا ممکن ہے فاسح ہو یہ چند شعیر میرے خیالات
کا یہ تو ہیں

بے آب بہا ہواں دریا چر گزشت بے مہر بہا ہواں صحرا چر گزشت
گزشتہ دہکڑ دہر کس لیکن من و اندول کہ بے تو برام گزشت
دل بودی و در بند جفا بودی نہاںستم تو دی ہر ایک بی وفا بودی نہاںستم
نظارہ بودا یکہ میگنتم خوارم جان خود تو خود از بران من قضا بودی نہاںستم
اشو کس کہ کار مشکل آفتاد قتل بر خصائے قاتل افتاد

گر تین ہر حال میں آب کی سلامتی اور عاقبت کی خواہاں کہوں۔

آن لالہ رو کہ سوخت دل میں بدائع او روشن بود آئین ہیچ شہ چرخ او
زیادہ کی کہیں مرقوم شہید ہوتے چاہیے تیری

اس خط کو دیکھ کے میں رو تاں ہوا کتنی پریشان ہو کہ جتنے نکمرا خدمت گاہ سے
یہ حال دیکھ کے گھبرا یا اور گھبرا نے لگا کر میری پیش دلی کو ترقی تھی اور گولی باست
اتر نہیں کہ تو نہیں یاد کو نہ مخاطب ہو کر دریافت کیا تو میرے شعیر ٹھٹھا تھا

نقاہت کے نہ مہا ہے مصرع تلخ برے کہے زخمی برے ہائے برد و خبرے
من جہرت نصیب نہ نے نگاہی تھے دامن
آخر میں سے لڑا تو نہ ہوا کہ اصل پر کس طرف چھا چاہیے انھوں نے کہ حضور

ہنے کشتی چلانے میں جی تو محنت کی مگر افسوس کہ آپ بے حدب حاصل ہوا ہماری محنت
 برباد ہوئی اب آج کا جو خطرہ ہم کو حاضر ہے مگر بظاہر اب مقصود حاصل ہونا دشوار ہو رہا
 جانے وہ کشتی کہ حرکت کی اور کہاں پہنچی ہوگی سے

دریائے الفت میں سے کیا جاؤ گے کیا پناہ
 جہن جہن بارہو جو موج ہو ساحل کے ہیں
 میں سے کہا تم کچھ کچھ جو معذور نہیں میں کچھ منجوس سماعت میں سوار ہوا تھا کراچ آٹھ دن پہلے
 میرے گردان پر سوار ہوا مگر کچھ حاصل ہوا پھر میں نے بی میں کہا اگر آگے چتا ہوں اس
 کشتی کا مٹا دینا چاہتا ہوں اگر چہ غرور کے قریب پہنچے اور ابھی تو خدا معلوم وہاں موج بھی
 آنے لیا ہے کیا یہاں بھی موج تھی کوئی شہر نہیں میں جہن آئی اسکو باؤں میں پھرتے
 بے نیل درام پلٹتے ہیں کہ کچھ کچھ ہوتا ہے کہ یہ کچھ پوچھنا ہو گا جس سے اور نہ تو

کا اندیشہ ہو کاش میں ساتھ ہی ساتھ روانہ ہوتا تو اب تک کب کا مطلب حاصل ہو جاتا اب
 سب باتیں خواہ فی الحال میں اب بچہ سوار ہوں یا کامی نہ ہو نہ نہیں ہو بالفعل
 کرنا چاہیے اب مجھے کچھ پوچھنا ہے کیا یہاں کچھ ہے کہ جو کچھ معاملات باقی ہیں
 فیصلہ کر کے پھر طرہ ان سے اپنی جان اور ان کی تلاش میں نکلوان اسوقت جو ہوسب گوارا
 چار گز درمیان ہے کہ جس طرح کچھ ہو گا انکو جان لاؤنگا یہ خیال کر کے میں نے طراحوں کو
 کانپیر کی طرف چلنے کا حکم دیا ہے

سخت گردش ناغیردی ہمارے منزل بعید
 عاقبت خشک خشک کوئی نہ رہے ہمارا سفر
 گیسٹ گزرا وہ ایک جگہ آگاہ بود
 در نہ تا دوست سہارا چہ قدر راہ بود
 اتفاق سے ہوائے مشرقی چلنے لگی طاحون
 بادیاں اٹھا دیے در کشتی تیزی کے ساتھ
 چل گئی میں اسی طرح مضطربہ چلا جاتا تھا اور کتا تھا

جلو کسبایہ شوقی سبک د چار فتم
 چوبیسے گل ہمہ جا ہمزہ مبار فتم
 اس دن ساتھ کوس کے قریب کشتی نے راہ دریائے کی دوسرے دن بھی ہوا ہوا
 تھی عصر کے وقت سر سیا کھاٹ پر کانپور میں کشتی پہنچ گئی۔

ہر پیر کے دن سے ہی میں رکھا ہوا نہیں قدم
 آئی کہاں سے گردش پر کار باطن میں
 میں نے ہر کے طاحون کا حساب کر دیا اور پھر انار میں تیار ہوا پہلے لاڑ پکارا مگر
 پر گیا اس نے کاغذ اس لیے اور نگلے کو پچا حسن بھی خدمت کار راستہ میں لگا رہا ہے

معلوم ہوا وہ دن۔ یہ تلاش پوری ہو چکی تھی۔ پر جو پڑا اور فوراً صاحب کے پاس گیا
اور کہا اسی لیے میں نے علیحدہ مکان میں کمانڈا کر کے رکھ دیا۔ جس نے کہا تم کیا تمنا اور آرزو
ہو کہ تم کو چار روز میں حاضر ہو سکنا اور آج ہی تلاش کر لیا اس نے کہا کہ اس قدر کبھی
غائب نہیں رہتا تھا میں نے بتا دیا۔ اس قدر تلاش کا حکم دیا ضرورت ہو تو
کہ آدمیوں کی تحریک و جذبہ تفسیر کر دیا۔ اور ان لوگوں میں سے ایک صاحب نے کہا
یہ سب کام دو یا تین روز میں کر لو۔ ان کا چنانچہ میں نے سخت محنت کوارائی اور دو تین
دن میں سارے کام درست کر دیے۔ ان کے بعد یہ خبر آئی کہ صاحب نے غیبت سے مل
آیا ہے اس فکر میں پڑا کہ پہلے کوئی قاصد بھیج کے اسے اطلاع دے کہ وہ گھر پر
ہو اس کے بعد جو کچھ کرنا ہے کرے۔

جوان مرگی

ڈیر دیکھ کر غریب کی تنگدستی دہا کیا نیرنگ بنی انشا کہ کہ

۴ دیکھو اس طرح سے رہتے ہیں رنولے۔

میں نے اسی فکر و دہش میں ایک دن صاحب سے کہا معلوم نہیں اعلیٰ کی کاٹا کتہ ہر لیر صاحب
کو پاس چار گڑھ میں ہو گیا یا نہیں اس نے کہا ہوں میں نے جو لیر صاحب کو بخشی تھی اسے
جواب آج ہی تو یہ حال بھی معلوم ہو جائیگا میں نے اپنے دل میں شکر کیا کہ قاصد بھیجے گی فکر
سے نجات ملی آٹھ دن گزر گئے مگر کچھ جواب نہ آیا میں نے حساب کو بھیجے یا دہش کی فرمایا
وہ اب تک جواب نہیں آیا میں نے آج اور بھی لکھا لیکن اس کا جواب چلو دیکھا میں نے گارنٹی دینی
وغیرہ کا میں حال دریافت کر چکا تھا۔ نے کہا میں نے اسے کہہ دیا کہ صاحب نے اسے
نہیں میری رائے نے جتنی وقت دیر لگا کہ اتنا کہ چار گڑھ سے خط لکھو مگر اہ صاحب کو بھی
عرضی بھیج دو مگر اب تک نہ خط بھی آیا عرضی اس سے خیال ہوتا ہو شاید کسی دوسری
طرف وہ لوگ چلے گئے صاحب نے اسی وقت دوسری بھیجی رد کر کے جواب چھٹے دن
آیا لکھا تھا کہ اعلیٰ کی کاٹا کتہ بیان ہو گیا اور میں نے تورو دیکھا ہے اور یہی جاننا کہ جو
رکھ گیا تھا لیکن اعلیٰ کی کی رو کی کہ بیان کی اب وہو ناموافق ہوئی اور بیار ہو گئی

۵ جس کو قاصد بھیجا رضوایہ وہ نہ تھا لیکن اس پر ماہر و محض نہیں ہو گیا جو مقرر ہے۔

اسے دوسرے پشیمان ہو سکے اسے علاج کے لیے پندرہ دن ہو گئے کہ کھٹو چھوٹے ہیں اسے
 جیسے یہ سخت گھبراہٹ ہو گئی کہ خدا ہرگز نہ ہلے نہ پھرے ہوا ان کی جلدی سے سانس نہ لے رہی
 کہ بقیہ بن اور ناگامیوں سے پندرہ دن دکھایا اس کے بعد وہ فراق سے ہوا کہ وہ اب بچھ
 ممکن ہو رہا تھا چاہیو مگر پینے خط سے غیر عافیت دریافت کروان چنانچہ
 اسی پرستانی اور فکر میں تھا کہ کسی آدمی کو کھٹو روانہ کروں کہ کچھ بنانے پر متعلقان
 راتہ بیک اور پریشانی کو گورانی تقریباً بارہ گنا تھا اور راتہ روزانہ غیرانیہ طرح عطا
 غرضکہ ایک ہرکارہ تلاش کر کے تصدیق کہ کل بروز شنبہ راتہ کو دین کا کواکب
 جہد کو عصر کے وقت ایک آدمی میرزائی کا مرید مدد عرضی کے واسطے پاس آیا اور
 ایک خواہم کے نام کے نام بھی لایا اس میں لکھا کہ راستہ سے خانم جان کا مزاج ناساز ہو گیا
 جب ہم چار گڑھ ہو چکے ہو لیہ صاحب کی سرکار میں لایا جانے لور ہو گئی اور خانم جان
 کا علاج شروع کیا مگر کچھ فائدہ نہ ہوا بہت سا علاج ہو انہی بسلی ہو کے نتیجے دیے
 گئے متواتر نسخے تبدیل کیے گئے لیکن چار گڑھ کی آب و ہوا زیادہ تر اس کے
 مخالف ہوئی جس سے مرض میں اشتداد اور ضعف شدت ہو گیا آخر وہ ہر روز سہم
 روزانہ ہو کے یہاں آٹھ دن ہو سکے پھر سچے اور چھاتی کے قریب جہم کے احاطہ میں رہا
 ہو سکے میں یہاں بھی بہت علاج ہوا اور بڑے بڑے حکماء کو دکھایا مگر ذرا بھی فائدہ نہ ہوا
 روز بروز ناتوانی بڑھتی جاتی رہی کہ کانپور کی قیامت کے زمانہ میں جب بھی اس کا مزاج
 ناساز ہوا آپ کے علاج سے فوراً صحت ہو گئی اسلئے اس نے فونہ ہی یاد دلایا کہ اگر بڑے
 حکم صاحب شریعت الیقین تو مجھے انتہا زائد صحت ہو جائے گی چنانچہ اسی کے اصرار
 سے کہ یہ آدمی آپ کی خدمت میں بھیجتی ہوں اور صاحب کو بھی عرضی کھدی ہو وہ
 بھی اجازت دیدیجئے آپ کے اشتقاق کریمانہ سے امید ہے کہ جس طرح ممکن ہو قدر بخیر
 فرمائے جس سے خانم بان کی ماں بخشی ہوئی اور ہم سب تمام عمر زندہ بیدار ہو جائیں گے
 صاحب نے عرضی پڑھی اس میں بھی یہ لکھا تھا کہ تجھ پر کیا کہ بڑے حکم صاحب کو جس
 بلوا چنانچہ نامہ صاحب جہم سے آئے اور خدا کو دیکھ کے بت اسوس کیا بچہ اسے
 بہت ہنس رہے کہ جناب سے یہ نامہ صاحب بھی آپ کے سر آئیے ستر

کے پاس گئے صاحب نے میرزا کی عرض اور انکی طلب کا حال بیان کیا اور کہا مجھ کو
ہستہ انوس ہوا مگر جان بڑھی لائق عورت ہو جا اسکو صحت دے کہ جب جلدرواں ہو جا
اور اسکا علاج کیجیے جو نہ کہانا صاحب کو غریبی نہ رہے نہ کہ نہ بامان تھوڑا کھاتا کہ وہ
کے اعزاء اور اجابستہ عین اندازہ نہ کیا کہ مراد اور نوکرانہ کے سامان ہنر کر سکتے
اسی قاصد سے نہایت کوثر تائی تھیں جو سید کا راجہ اور چچہ کرے سے تیار کیا گئی کسی
ہو اور ایک غریب سے پر دیا ہو میں نے اسکو لے لیا کہ جب کہ مراد اور چچہ کا حفظ
ہو اور انوس ضعف کی وجہ سے خط کھینچا تھا چھرا یا تھا جانچہ حرفت و الفظا
کی کشش میں غرض پیدا تھی میں روتا ہوا اعلیٰ چلا گیا اور اسکو پڑھنے لگا اسکی
نقل یہ ہو

ہوتے تھے کہ وہ ہر دو فائدہ دوست
نہ کہے میرا اسخا نہ کہے سے آید

تیم نر شہزادہ میرے عہد میں اسلامت۔ بعد سلام کے معلوم ہو جو جسدن سے نین کشتی
پر سوار ہو کے پورہ پہنچا، سیکہ آئی حب وعدہ ہر وقت نظر اور نگراں رہتی تھی کہ
ابہ سے کب آئے گا، کہ جینے کہ چوتھے اور نہ گزیرے گا، یہاں تک کہ اسے

نہ جانا کہ دنیا سے جاتا ہے کوئی بہت دیر کی مہربان آتے آتے

یہ تو خیال بھی نہیں ہو سکتا کہ اپنے بے پروائی کی ہونگی یا مجھے بھول گئے ہو البتہ میری
 قسمت اور گردشِ خلق نے آپ کو روک رکھا میرا دل گواہی دیتا ہو کہ آپ نے غالباً
 بہت تردد و دوسری کی بہرہ گیری اور حتیٰ امکان کوئی دقیقہ اٹھانہ رکھا ہو گا مگر میری بد قسمتی
 اور گونا گونِ حقیقی کا کیا علاج میرا خیال ہو کہ اسی حساب و کتاب نے جو میرے سامنے
 پیش تھا آپ کو فرصت نہ دی اس لیے میں اپنی حالتِ زار کہتا رہا کہ وہ ہے

ہو رہے ہیں عظم رفت افلاک سے امتحان میں ایک شفت خاک کے
غیر بقامت القیاب میں نے زور تھے ایسے لرب انتظار اور صبرت دلال ہیں گدہ کے
درباکے کنارے لکڑیوں پر باند دیے تھے کہ شاید آپ میری کلاش میں آئیں تو انگو

دیکھیں خدا جل نہ گیا اور داد پیش آئی کہ اب تک نہ آپ خود آئے نہ کوئی خط لکھا یا پیغام
اور جو کار نہ پا دسین ۵۰

دوسرے داد سے غلام دل حیرت پرست کی ان کچھ نہ کچھ تلافی یافت چاہیے
سیرتِ صالحہ ہے جو کہ روز بروز در دیگر میں ترقی ہو مرض اپنا کام کر رہا ہو طاقت طاق
ہر شے میں ان کھسک لیتا ہو بڑیاں کھسک چکی جاتی ہیں سے

نہ نہیں اچھٹکے ہو چار چار دوسرے ہوا کیا کیا نہ ہجرین ترے پیار پر ہوا
اب زبست کی آید نہیں فقارہ کو چہ ہزار چ رہا ہو عالم جاوہان کا سفر و پیش سب سے
کسی کرے شکی ہوا چین نہیں نہ کوئی ٹھک نہ ہو نہ ہزار نہ بار سب نہ مدد گار آہ ہجر
دل زار کس سے کہوں درد جگر کی آئین اس بھنب کی ہیں کہ کچھ چلا پڑتا ہو گرفت
نہیں نکال سکتی سے

کرنی پڑیں فراق میں تیار داریان باقون میں صدی رات دل نامید رہتا
خون جگر جی ہون تخت جگر غذا جو دو کا کہ توال ہو رہا ہو با سے کسے خبر کہ مرض
کیا ہو بیماری عشق کی دوا ہی کیا اور علاج کیسا در وقت ایک جملہ ہو تو
بتاؤں سے

کبھی دلیں بھی سینہ میں کبھی پہلو میں چارہ گر کیا کوں میں درد کیاں ہو ہم
ہاے بغیر تھارے مٹی خراب ہو تھاری مفارقت نے میری جان پر نوا دی ہو کوئی چیز بھی
نہیں معلوم ہوتی ان موت سانسے ہر وقت کھڑی ہو اور تھا عند ہو کہ چلو اب دنیا کی
آب و ہوا تھارے موافق مزاج نہیں ہے میرے نام کھانا ان دورا ہو گھوٹے سے
دامن مہر چاک کر ڈالا جو موت تیرے جمع ہو کے شیشے میں بلبلوں سے غلہ سرائی
کے عوض مرثیہ خوانی آٹھان کی جو ساتی نے غراب اور خوانی کی جگہ خواب جگر نہ ہو
میں بھرا ہو تخت جگر کے کباب چھن رہے ہیں — غنچہ خوانی بی بی کے وہ ہوئے تخت
مرجھا گئے شاخیں رنگوں ہو گئیں سنبھل تے بال کھول دیے سوسن ماتم کی نوحہ
اڑا رہی ہو یہ مجنوں دیدہ اندہ ہو گیا ہو چار نے منہ فوج ڈالا بختہ لب و لہجہ ہو گئے
سروارے غم کے کھڑا کھڑا پھانہ کس آئینہ باری ہے گیندے کا رنگ زرد
پڑ گیا لالہ کا جگر داغدار ہے صنوبر خاک پر تو پا رہا ہے در خون کے پتے

کہتے آفسر منتے میں باد صبا نے فرش ہائی چھپا یا سو پٹرون سے آبشاریں
 نکلتی ہیں بادل آٹھ آٹھ آنسو رو رہے ہیں تو یہ ہو کہ یہ ہنگامہ بپا ہوا ہے
 شور و شادی کی صدائیں بلند ہوئیں گے مگر حضور نے کہ وہ تک نہ لے گا نہ کان پر چون تک
 نہ لگیں پوچھ رہا ہے کیا یہ نام تک کا ہو توں جو اتنا کج خاک میں لے گیا یا بندہ میں گنگ منہ
 میں جو بوجھ لگے گئی غیاثی قلم او طبیعت کی پہچانی تھی تم جہانہ ماننا مے میری اس چھایا
 زندگی پر نفرت جو کہ تیرے لئے زندہ ہوا یہ بھی کوئی لطف حیات ہے میں اسکو موت
 سے بدتر جانتی ہوں خدا کے لیے کربا کے لیے اتنا دم کرو

پیارے پریش من در نہ بعد ساعت چند
 اگر بھی حالت چند روز اور رہی من لیتا کہ یہ سر ابا حسرت خاک ہو گئی میرا حال اسقدر
 متفق ہو گیا ہو کہ شاید تم آ جاؤ تو بہانا دشوار ہو گا

دستِ مرگان نہ سنبھالے تو سنبھالے ہرگز چشم ہمار بھی اٹھنے سے سہارا لیس کہ
 اے کاش کچھ ہو کر تم آ جاتے تو میں اتر سہ لڑندہ ہو جاتی اب مجھے کوئی تمنا نہیں کوئی
 آرزو نہیں بجز اسکے کہ خداوند عالم اپنے حبیب پاک کے تصدق میں ایک دفعہ ہماری
 صورت دکھا دے اور خاتمہ بھیج کرے۔

میں تمہیں اپنے سر کی قسم دیتی ہوں کہ میرا یہ حال معلوم ہونے سے ہرگز رنج نہ کرنا
 ہاں جانتا کہ ممکن ہو جلد آنے کی کوشش کرنا ایک ایک لمحہ مجھے سالہا سال
 سے زائد ہو۔

بیا کہ در حق مرد دھواں در آید باز
 بیا کہ در دل حسرت تر آن دور آید باز
 بیا کہ جب الٹی غایتے دارد
 بیا کہ جب دل بے صبر غایتے دارد
 نا خشیاق تو مردیم رحم غول چیزست
 فراق حد سے دھیراں غایتے دارد
 میرے پیارے سب باتوں کو جانے دو بیا کہی عبادت مسنون جو اسی کا لحاظ کرو اور
 چلے آؤ بس! (نہ کہ ہنگامہ پابندی لازمی ہو۔)

نہ دوست پریدن حافظ قدے نہ
 زان پیش کہ گویند کہ از دار فراق رفت
 مانہ ست ز بیا فراق تو دے چند
 وقت ست اگر رنج نائی قدے چند
 میں لکھو میں صرف اسی غرض سے آئی ہوں اور آپ نے صاحب کے بلائے سے

[illegible]

1

زمر گذشت ہے تو اب چشم
کے از سر گذشتہ ہے تو این

و لبر و تنواز محبوب جانان سلامت
پیشانی چندی بهاری کا حال دریافت ہوئے سے پھر سرخ و زلف پریشانی اور بیمار و مریم آنکھوں میں تپتے ہوئے دیکھے

حضرت مولیٰ قیامت کہ گفتہ و اعجاز شہر کتابت است کہ از روزگار سحران گفت
میری جان میرزا علی اگر سونگی انصوس کردی حساب کتاب کی وجہ سے پہلے تو قف ہونا
کشتی پر سوار ہو گئے روانہ ہونا دور دور از یک جانا پھر آنا پھر تاجر تاجر دوسری طرف
جانا تھار خط تھار دریا پانا وہاں سے کا پور پٹنا بعد روانگی قصہ کرنا منگہ صاحب
سے چھٹی کہیں جسکے جواب نہ آتا پھر لکھنا قاضی بھیجے کا قصہ کرنا میرزا علی کا خط لکھا اور

22

[illegible]

میں جس حال دل را کہ صید غم کی دست
 قادر ہو جو کہ تر بہ چنگ شاپین ست
 انہوں نے بھی یہ انداز شام کو دوسرا آدمی سے خط کے نامہ صاحب کی طلب میں ہو چکا
 تھا کہ صاحب نے اسکو طے کیا کہ اسے اپنے جاندار میں سے تین دانہ بین کاغذات تلوار
 کر کے لے لیا صاحب کے اظہار پر کہ وہ اپنے گھر آیا کہ مجھ سے کہہ دو کہ وقت کے ساتھ ساتھ
 میری حالت کچھ بد ہو رہی ہے۔ یہ کہہ کر وہ اپنے گھر چلا گیا۔ صاحب نے اس کے بعد
 بھیجا کہ اگر کسی کو یہ خط ملے تو اسے میرے پاس لے آئے۔ یہ خط اس کے پاس پہنچا تو
 اس نے سب کا دور سے نصرت کر لی اور نہایت دیر تک اس کو سوار کرنے کے لیے
 کوشش کی۔ یہ کہہ کر وہ اپنے گھر چلا گیا۔ صاحب نے اس کے بعد
 کے آدمی سے کہا کہ مجھ کو دوسرا آدمی کی شام کو لکھنؤ میں داخل ہو گئے۔ یہ کہہ کر
 میں تو حیران رہ گیا۔ اس نے فی خبر کو دو اور سویرے آدمی ہم تمھارے ساتھ چلے گئے
 اس کے نام میں بہت شکر کیا۔ یہ کہہ کر وہ اپنے گھر چلا گیا۔ صاحب نے اس کے بعد
 اور دوسری رات کی رات یہیں پر رہا۔ یہ کہہ کر وہ اپنے گھر چلا گیا۔ صاحب نے اس کے بعد
 اور دوسری رات کی رات یہیں پر رہا۔ یہ کہہ کر وہ اپنے گھر چلا گیا۔ صاحب نے اس کے بعد
 اور دوسری رات کی رات یہیں پر رہا۔ یہ کہہ کر وہ اپنے گھر چلا گیا۔ صاحب نے اس کے بعد

وہ بھی عجیب و غریب فیانات آتے تھے اور وحشت و اضطراب کا شکار ہی نہ تھا کہ کین
بدلتا تھا اور اشارہ دیتا تھا۔

اب کون شہر چھوڑ آئی بہتر چلنے کو پہلو میں سے کین نکال کر ادا کرنے کو
جب صبح ہوئی تو ہزار پڑھ کے تار صاحب جانیکہ تیار ہوئے۔ کین کو کین کی کین سانچ
چلون گا انھوں نے کہا اچھا چلو پلٹے وقت تمہاری نانی کے بیان پر غور کرنا چاہیے جتنا عجیب
کا آدمی ساتھ لکھے ہو چلے حوت اعظم جی کے مکان پر پہونچو رات کے پیر نہ ہو گا کہ
اور وہ سب لوگ قرآن طہرہ پڑھ رہے ہیں جیسے کہو کیا مجلس ہوتی ہو اعظم جی اور میرزا
وہ ان کے کپڑے گریبان کے کپڑے کے رنگ اور اس میں اور سب ان کے کپڑے جمع ہیں
مگر وہ در تابیاد وہ یوسف ثانی وہ میلی با وفا کم ہوئے دیکھتے ہی میری آنکھوں پر
چھا گیا اور ہوش بڑھ گیا کہ کون تو ایک بھی نہ نکلا۔ سینہ پھٹ گیا اور دل کے
پرچے اڑ گئے اور تانا صاحب سے بھی ضبط نہ ہو سکا اور وہ پڑے۔ میرزا نے
آنکھ دیکھ کر سلام کیا اور نزدیک آگے بڑھ گئی کہ اقطار روئی تھی اور حال بیان
کرنے لگی۔

کیا کون حکیم صاحب اس میری بنو ناز کی موت ہی تھی جو آپ کے زیرِ ترقف ہوا
پہلا قصہ ہے۔ یہ عجیب ہے کہ جب اسے آئین دیر ہوئی تھیں اسے دوسرا بھی ملے کہ تو یہ روز
سیاہ دیکھنا تھا اس پر چل پڑی کا اتم کرنا تو آپ کے زیرِ ترقف وہ مرے دم
تک آپ کو یاد کرتی تھی چنانچہ جس رات کی صبح اس کا کوچ تھا شام کو چلے پھر ان جا
دوسرا قصہ کہنے دن ہوئے حکیم صاحب کے پاس گیا ہو میں نے کہا اتوار کو گیا تھا یقیناً
اسی دن ہو چکا ہوگا اس نے کہا تو اس حساب سے اگر حکیم صاحب دو شنبہ کو
چلتے تو مثل کو یہاں پہونچ جاتے۔ شنبہ یا آخر درجہ جمعرات کو ضرور پہونچ
جاتا۔ شنبہ کی شام بھی ہو گئی گرا بنگ نہ آئے معلوم ہوتا ہو ملک صاحب
نے اجازت نہیں دی یا خود ان کو کام ہو گا خدا معلوم کیا وجہ ہو اب مجھے یقین ہو گیا
کہ اب میرا پانچویں سال گزر گیا خیر خدا کی مرضی ہے کہ اس کی گزشتہ ہزاروں حسرت
و اربابان کے ساتھ مروں۔

اور ان ایسے عجوت سے وہ عیادت میری کسوت کے لئے دیکھتے ہیں کہ ان میں سے ایک اور شخص بھی

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰

۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰

تو کہ ہو گئی تھی مگر خادمہ صاحبہ کے لیے سب گھبرائے گئے تھے آخر گفتگو کر رہا وہاں سے بعد چند روز کے جب کسی حکیم کا علاج فائدہ مند نہ ہوا خادمہ صاحبہ کے بستر کا پور آدمی بھیجا گیا انھوں نے بھگو ایک خریطہ دیا کہ آدمی کو دینا آپ کو ہو گا وہ سے جب آپ کے پاس سے خریطہ آیا میں نے خادمہ صاحبہ کو پوچھا دیا وہ حالت خرابی اسکو دیکھنے روئے لیکن اور فرمایا کہ اٹھو اپنی تابعداری کی وجہ سے آپ کا موقع نہ ملا اب یقین ہو نہ آئیں میں نے شکین کے لیے کہا کہ آپ خاطر جمع رکھیے جب تک آپ کو اس علاج نہ ملے تب تک نہیں کر ایک لحاظ بھی نہیں کرنا معلوم نہیں اس میرے حکم پر کیا انتہائی مقرر ہو گا فی انی امید تو مجھے ہرگز نہ تھی کہ باوجود میرا اس مسئلہ پر نہ آئے اس کے کوئی ایسا ہی نسخہ پیش آ گیا کہ آمان ہو شاید خانہ خراب حساب کتاب مگر کار کے چھوٹ میں پڑ گئے ابتدا سے اسی حساب نے سب بار اسے خاک میں ملا دیے اب بھی اسی کا سبب ہو گا میں نے کہا دوسرا آدمی گیا ہی اسکو اس قدر توقف ہوا اس سے امید قطعی ہو کہ ضرور آتے ہو گئے یہ سب ایک کہ کھینچی اور کہا بھائی - ۶

پس از انکہ من غایم بچہ کار خواہی آمد

مسئلہ بدہ جہرات کو بہت ہی منتظر کیا جہرات کو پانی گرم کر کے پٹے سے جلادیں پک کیا اور پوشاک بدل کے سب سے کہا تھوڑی دیر میرے پاس کرنی نہ آئے سب الگ ہو گئے مجھے تنہائی میں ملا کہ کہا ایک پیالی میں تھوڑا چائے لکھول کے لے آئیں نے چند قلیل کی عصر کے وقت مجھے ایک سفید کاغذ خریطہ میں سی کے دیا اور فرمایا اگر وہ ظاہر ہو ہم خلیع صاحب کے ساتھ آئے تو یہ جوہر پیدا اور اگر وہ نہ آئیں اور کردبات میں پائس جائیں تو جسطرح ممکن ہوا سکوائے پاس پہنچا دینا یہ میری وصیت ہو اسکو ضرور پورا کرنا یہ میری آخری غایت اور اگر ناچھپر فرما دے تو میں نے کہا میں بسر و چشم قلیل کرونگا اول تو وہ خود ہی انشاء اللہ آئیگی اسوقت آپ کے سامنے ہی دو دنگا اور اگر ایسا ہی کچھ ملے گا کہ میر صاحب نہ آئے میں خود کا پور جا کے پہنچا دوں گا اور خود جواب دہ ہوں گا یہ سب کے زار دار روئے لیکن اور کہا بھائی اب یہ ہونا بخیر ہے قصداً سر پہ پہنچی ہر مرض اپنا کام کر گیا ملک الموت کی صورت آنکھوں میں چھپر ہی جواب دہ اتنے خراب و خیال بھٹ جائیے

اجل ہی تجسید ہے وہ بھی غافل
کوئی دیکھے کسی کا آئینہ رانی

میں بھی رونے لگا اور پر تکس میں پور و دو لونن۔ دیا سیکہ پھر میں چلا آیا میں نے کہا
کیا کہوں سیتا نام ہو اس حساب کا دو مہرہ آسنے سے روک رکھا اگر مجھے یہ معلوم
ہو تا کہ آخر ایسا ہوئے والا ہو سکی کیا حقیقت تھی اگر تو میں بھی مجھے روک تین تو جان ہی
کھینچتا اور کسی طرح پہنچتا اسے اب کیا ہو سکا ہو وقت ہاتھ سے جتا رہا اور پھر سے
کچھ نہو سکا

ہجرین جان گرا تا یہ ہے کیا مال لے دل
اک تصدق ہو بڑے وقت کے ٹٹنے کے لیے

خیر اس وقت مجھے لانا صاحب بلائے میں کل انشا را اللہ میں آؤنگا اور مزار جانان پر چلوں گا
یہ کنگہ میں نامہ صاحب کے پاس آیا انھوں نے کہا میں نے اسے اس کو کے ان کو کہہ کر
کچھ کھا کھلا دیا جو اب چلنا چاہیے چنانچہ سب رخصت ہو کر باہر آئے رحمہ اللہ
نے وہ غریب چیکے سے مجھے دیدیا میں نے جیب میں رکھ لیا اور مکان پر آ کے کھولا دیکھا
ایک سادہ بند کاغذ لپٹا ہوا ہے اور اس پر دو شعر لکھے ہوئے ہیں

بسیل شک بدہ غوطہ قاتلہ را کھنڈار
چو خوار ہی راز و دل نامہ ام شود اظہار
من این دو حرف نوشتم چنانکہ غیر است
تو ہم ز روی بخوان چنانکہ تو دانی
میں اس اشارہ کو سمجھ گیا اور ایک طشت پر آب میں اس کاغذ کو ڈالا تو اٹھا نکلا ہر چہ
میں نے سرفراہی مضمون لکھا ہوا تھا جس کو میں نے نقل بھی کر لیا

خوشحال دل ہوا کہلے ہنسنے جو ملک
مہر پرچہ کے رشتہ کے رشتہ کی سی سی

رتنا خرم

خرم کے دم نہ آئے موت سے مدد تھا
اس وقت پاس لگا ہونا ضرور تھا
پھر رسیدہ جاغم تو یہ کہ زندہ مسافرم
پس نہ کہوں ناظم کچھ کار خواہی آم
بدلدار چاکا سلامت بعد سلام کے مسافر
مگر آپ کا خیال یہ ہے کہ یہ نہ ہو چکا

نہاں نور اور دل بیابان نور وصال ہوا جو کچھ گل شکریہ تجھے پہنچے تھا آ رہا اور معلوم
ہوا جو کچھ دور دور میری قسمت کی خرابا ہوئے تھے آپ کے انوار میں جو انجمن ہو سکا
انوارہ نقشبند میری جہ سے تمام تک اور تمام سے محبت آپ کے دروازے کی طرف منشی
بند ہو گیا اور کانٹے ہوئے ہیں کاش کوئی نو آئے گھر دے وہ آئے گھر دے تم
نہ آئے پر نہ آئے مجھے یقین کا تھا میری عمر کا چاند نہ رہے گا اب دم نکالو اب دم نکالو
صد بار جان ہر توان پر آئی کر بٹ تھی صرف اس قدر میں کہ شاید مرے دم تم آجسواؤ
لیکن اب یہ بتا بھی جانی رہی ہو مجھ پر جان اپنی کہ تم کر چکا وہ ابوتی جو طالع کیا جاتا ہو گھر چلا
عزت بھی اچھے مرے ہیں یہ مرض فرست جان ہی لیے جاتا ہو خراب پر دوائے تیار دار
خاک بھی نہیں بچتے تھے

احباب کی گو نہ کریں فکر دو امین
لے دو دستانہ تیری ترقی کی دو امین
کسی ساحت کی همان ہوں اب حضور میں بھی اتنی قدرت نہیں کہ تھارے دیدار کا
قصد بھیج سکے

خیال اجل سے تسلی کروں
دو طاقت بھی جان غریب ہو چکی
مید وصل چلی جا رہی دلزدان
قضا کے آنے کا میرا تشدد نہ رہے
تقدیر سے کیا نیرنگ دکھایا جو مرے عمر کے بھی قحاری صورت نہ نظر آئی اگر بعد
میرے آنے تو کیا فائدہ ہے

ہیں کیا جو تربت پہیلے رہے

کہ ہم تو یہاں بھی اسکیلے رہے

میں خدا کی قسم اب بھی گلہ مند رہیں ہوں اور نہ ٹھو کوئی الزام دیتی ہوں یہ میری حالت
میرے بخت نارسا کی ہیں میری دعا ہمیشہ سے یہ تھی کہ خدا یا نہ کرے مجھ پر ہر نام
مے تھارے ساتھ بسر کر دے ورنہ مجھے پوند خاک کر دے میرا پر نہ
فاش ہو دے

یا تو نابین مری کاش طبیعت ہوتی

یا مرے پہلو میں وہ چاند سی صورت ہوتی

پاؤں خیالی کرتی ہوں اس سے کہ پائیدگی سے نہ آتا۔ درجہ شہر کا ہی۔ اور ان کے لئے

میرا مرزا اس کے گھر میں نہ رہا

فون کے جھانپنے سے نہ ہوا

ایک شاید کچھ افغان ہو کہ میں وقت بے وقت آ رہا ہوں۔ یہ تو ان کے لئے ہے کہ ان کی ہمت
یونہی تھی اور جبکہ انسان ایسی باتوں میں بھی کہہ دیتا ہے تو اس کی ہمت نہ ہوتی ہے

نہجے گوند ہے

لب پہ لے کر شکوہ کا بار بار

گزارا جو مجھ پر وہ فرمایا وہیں ہے

میں ہی کہتی ہوں کہ دراصل تمہارا قصور نہیں سمجھتی اور یہ تو بار بار تم سے بوجھ نہیں
ہوئے ہیں تو یاد رکھو اور نہ ہوں

بدوزختر گر پہنہ خمر در اچراک شستی

خیر خواہی رفتا تو بمانت شوم نامن بان ملیح

بان آرزو تو یہ کہ وہاں ہیں تیرے ہی حول کے لہو اور خاک میں ٹپ ہوں اور
پوری ہوں ہے

عوض حور خدا سے تجھے دلبر باگون

خدا دینے لگے مجھ کو تیرا گھر باگون

اسے کیا مراد ہو اس وقت جبکہ ہے

عوض حور میں اسد کرے گم مجھ کو

اور پھر وہی دیکھتے گھر ہے ہوتے گم مجھ کو

اب دنیا میں اگر کہنے دہانی ہے تو یہ کہ تم کو ایک بار سے دم دیکھو اور یہ ہو تو تم میری
خاک پر ایک بار ہو جاؤ تاکہ میری پٹھر قبر میں لگے ہے

قبر پر لب رفت آئیے گا چار آنسو ہی بہا جائیے گا

خونہاں من جین باشد کا از خون کشد بر سر لوح مزارم نام محبوب مرا
میرے وفا پرورد دوست اگر مجھ سے ملو کہ محبت ہو تو میری یہ بات مانو بلکہ وصیت

مجھ کو غم پر چہ اور کچھ فضل کے عوض اپنی یہ عادت کرو کہ جب دوسرے جوان پر مینک
 کر دیکھو اس کا کھانا کسی محتاج کو دینا کر د اور ایک قطرہ پانی زمین پر چھڑک دیا کرو
 اس ترکیب سے مجھے بھی رباب پہونچیکا اور تم بہتہ مجھے پڑرھو گے
 چو با عیب نشینی و یادہ پائی
 یاد آ رہا حریفان بادہ پیارا
 یہ خطاب میں تمام کرتی ہوں اگر میری زندگی باقی ہو تو پھر شکے اور چین کر میں گئے
 ورنہ ساجا نڈھلا اندھ کو سونا پام تو چلے سے

داناہ دن پید کیے کہ کیسا ہو

اپنا تو بناہ کر گئے مہم

سر جہ کر د از تم شوخی کہ با یار بود قصہ کو تہ شد و گرنہ در و سر بسیار بود

زیادہ بس باقی ہو بس

رقمہ کو دیکھ کے میں بہت رو یا چونکہ مرنا جینا اختیار ہی بات نہیں چو ورنہ شدت
 غم سے دم نکلا جا تھا اور نہ فوج غالبیت پہنچتی تھی ساری رات بڑی طرح گزری صبح کو
 اتنا صاحب قبلہ محمود نگر سے آئے مجھ کو بھی راستہ میں فانی صاحبہ کے مکان سے
 ساتھ لے لیا جب اعظمی کے مکان پر پہونچے میرزا کی پھر مرحومہ کی بہائین کر سنے
 لگی میں پر شاہ کے ہلکے سے باہر آیا اور رحمہ اللہ کو ساتھ لے قبرستان
 میں گیا اس سے فری طرف اشارہ کر کے کہا

وہ دیکھ اور تھی ہو وہ ہر جمع یا بس

وہی ہو دیکھ لو مدفن کیسا

میں نے پہلے دیکھا اور وہاں سے بہت بہت سی دل پر جہر کر کے بڑھی جب فارغ ہو
 دل اندھ آیا اور ضبط ہو سکا یہ واقعہ قبر سے پلٹ کے زور زور سے دہن
 لگا اور بس کی طرح لوٹا تھا کہ کسی طرح میری مروج غالب سے نکلائے سے

بہت رویا و فائین یاد کر کے

ستھر دیکھ کے مدفن کیسا

وزیر جانے کو زمین پر دے دے پکار رحمہ اللہ ہر چند بخ کو رہا مگر میرا قلب کم
 نہ تھا تیسرے ار پھر میں گرا اور لٹا ہوا چلا گیا واپس ایک غار وین بارہ گز

گرا تھا نصف دھڑیر اس میں جا رہا کراٹے کنارہ خود روخت امر گھاس پھوس تھی
 سمیں اجڑے رہ گیا رحم بندے یہ حال کچھ کھل بھلا اور گمراہ و فقیر و غریب و ناتوان
 تے مجھے بڑی مشکل سے آدھ بھینچا اس کشمکش میں ایک چٹا بھی سیرا تار میں جاتا رہا
 رحم اسے میرے پاؤں پر گر گیا کہ خدا ارادہ ایسی نہ کرے کہ میں نہ کیجیئے اس میں میرے لیے کچھ
 ہی آپ بھی محنت و نام ہوئے مگر گناہ گارہ خاک بھی نہیں چو کہ میری کمر اور کولے میں
 سخت صدمہ ہو چکا تھا بالکل تیرک رہا تھا اور محنت ہو کے قریب ہر رکھ کے
 وہیں چار ہا چار کمر اور کولے لائے لگائے تھے اس سے کہا بھائی میں مر جاتا تو بہتر
 تھا اب لطف زندگی باقی نہ رہا ہے ایسا دنا دار پیارا عاشق جب دنیا میں نہ رہے
 پھر ایسی حیات پر فخر نہ اور ایسے بیٹے پر فخر نہ۔

مزجج بندہ لوحہ مومن ہدیہ مترجم

یہ گلستان مرے تماشائیں رہا	وہ تو بہار گلشن دنیا نہیں رہا
افسوس کوئی پردہ نشین پردہ و زمین	وہ جس جس سے عشق ہو صواب نہیں رہا
لے جو خرچ چاہئے سے رہے ہر وہ کو	کیا جا میں روزگار تمنا نہیں رہا
کس کو گئے لگائے لے شوق ہمکنار	وہ خوش گلوے سینہ تماشائیں رہا
اپنی خرابیوں کو گمان جا کے روئے	وہ شمع روئے انجمن آرا نہیں رہا
حیف اپنی شکامی و شوریدہ طالعی	جس سے کہ زندگی کا مزا تھا نہیں رہا
کس سے نہاں کہ سوائے وفات کے	دنیا میں ہائے نام و فاکا نہیں رہا
اب کس کو دیکھئے کہ کسی کو نہ دیکھے	وہ پردہ سوز چشم تماشائیں رہا

ہر دم جہیں آئینہ آلودہ تم سے تھی

یہ آب و تاب حسن ہاں لہ کے دم کو تھی

مردن بنے زمین جن دام صیبتا	مردم ہو وہ غنچہ دہن و مصیبتا
جس تازنین منہ پر گراں تھا حیر چین	اُسکا ظاف کعبہ کفن و مصیبتا
دسے مگر مگر کو ناچار وہ جواب	جو حور سے کہے نہ سخن و مصیبتا

وہ آتما بڑا نقصان مترجم

آگے ابھی ہوں مگر تحاری یہ حرکتیں مجھے بہت ہی نا پسند ہیں تم غفلت نہ کرو کہ اس قسم کی اہلکار اور عیالدار اسے کرتے ہو بڑے شرم کی بات ہو میری۔ تم کما کیا کروں میں یہاں آیا تو کسی کجخت نے گدیا کھسارے دشمن انتقال کر گئے جس سے مجھے سرسختی ہو گئی اور جا رہا تھا کہ ہانک ہو جاؤں فرمایا اگر یہ سچ بھی مان لیا جائے تاہم میں سے تمکو قسم دی تھی اسکو بھی بھول گئے حالانکہ جو کچھ کہنے سنا ہو غلط نہ ہو۔ میں مری اور نہیں ابھی خاصگی ہوں اب تو میرے سر کی قسم کھاؤ آئندہ ہرگز یہ خیال نہ کرو نہ میں اپنے حقوق کو نہ بخشوئی اور شہر میں دامنگیر ہو گئی اچھا اب آپ جیسے میں کپڑے پہن دوں گا یہ کہ کہہ رہی کو تھا کہ رحم اند کہ چھینک آئی اسکی آواز سے چونک پڑا اور آفسو ہو چھٹا ہوا اٹھا فاقہ پڑھنے وہاں سے چلا راسخہ میں رحم اند سے خواب کا حال بیان کیا اس نے کہا اب کسی کے کچھ اسنے بچانے کی کیا ضرورت ہو خانم صاحبہ نے خود ہی اگر جتا دیا ہو میں سے بچنے کی میں خیال کی کہ انکارا انکار ہی سے کیا حاصل بطرح ہو کے صبر کرنا چاہیے یہی ارادہ مستقل کر کے عظیم جی کے مکان پر پہنچا راستہ میں دس روپہ رحم اند کی دینے اور اس سے کہا کہ تیرے والدین ان سے من تو میرے ساتھ چل ورنہ جسوقت تیرا چہرہ جاسیہ میرے پاس آجائے میں ہمیشہ تیری خدمت سے باہر نہوں گا تو میرا اور مرحومہ کا راز دار ہے مجھے خاطر نہ رہی لازم ہو

مرحومہ صاحبہ نے جاننا کہ تاجران در بدن لازم ہو اور ان کی کشتی میں رہنے سے خوشی و اطمینان حاصل کرنا صاحب نے مجھ سے کہا اب چلنا چاہیے چنانچہ ان کے ساتھ چلے گئے اور ان کے ساتھ چلے گئے وہاں سے چلے گئے ساتھ ساتھ چلے گئے اور پانچ دن کے بعد گھنٹے کا پورہ روانہ ہوئے یہاں پہنچے تنگ صاحب نے یہ حال سنا تو بہت ہی افسوس کیا میں نے اسکی وصیت کے موافق کھانے اور پانی کا معمول کر لیا واقعی بہت ہی چہرہ وصیت ہے خواہی خواہی ہر روز دو تین بار یاد آجاتی ہو اور کیسے طرح فراموش نہیں ہوتی اسی زمانہ میں میں نے ایک قطعہ رشتہ افغانی دوست کا کھاتہ جو یہاں نقل کرتا ہوں قطعہ خانم زہرہ جبین چونکہ زواج بختا آہ بخت شباب شد بخصیص فنا کرد حسن سال و دانش شباب اتف غیبی چو شنید این ندا دادند انامد عقب و نسوس آہ فنا شد صفی با و وفا

خاتمه

هر چند شیر عشق زان را زان است که بقوت عقل و فیه و بیان پیرایه سر ز پرده جلالت او تو
 توان گشت یابیده گفت و عیان بحال حقیقت آن نظر توان کرد چنانچه حضرت
 مولانا روم قدس سره میفرماید

چون به عشق آیم خجل اشم از آن	هر چه گویم عشق را شرح و بیان
عقل و فیه و بیان چه ضرور گل بخت	شرح عشق و عاشقی به عشق گفت
هم قلم بگست و بهر کاغذ درید	چون سخن در وصف این حالت رسید
و کس طیب جمله عقلت ایست	شاه باش از عشق خوش سودا

عشق در ذاتی غریب و عجیب است و کمال استغنا و نفرو حجت ذات او ذات است و در ذات
 مندرج و ذات او عاشق حلال او حلال او است و حال مندرج در حلال احد علی البدر ارام
 خود و با خود عشق باز در نفس از راه عاشقی لغه آغاز دس

عشق است آنکه در در جهان جلوه میکند
 که از لباس شاه که از کسوت گدا

باید دانست که غرض از عشق چاشنی در دوغ و چشمتی است در ظرف ذوق نفس و هوا و ذوق
 و هر آنکه خفا نفسانی را با فیض روحانی گویند از بخت عشق و عاشقی پیرایه از این
 مشت خاک را چو یار که گداز عشق در زنی تحریری غایت و یار من از بخت فردی
 تقریر کند چنانکه گفت

قلم از قصه عشق از بنویسد بهر عمر
 عمر آخر شود و قصه بپایان نرسد

از آنجا که این ساختم حیرت افزا از وفا نمودن مطلوبی سران صفا و محبوبی بے سرا پا
 و با بود و نذا بقول قایل

سرگشت عهد گل را از نظری بشنوید
 عذیب آشفته میگوید این افسانه را
 حرفی چند از بد و ظفر لب و لعل است
 سینه یکنوار در دو صد و پنج بهجی از خاطره پرور و به
 تحریر در آورد و نظر بر عبارت مسجع و مفعلی نکرد چنانچه نظری گوید

از قباب و لطف یتانند مشتاقان عشق
 بلبان را با نیکو است با مضمون چه بجز

تصانیف شمس العلی مولانا شبلی نعمانی

قیمت ۱۲	(۱) المامون
۱۲	(۲) سیرۃ النعمان
۱۶	(۳) الفاروق
۱۶	(۴) انغزالی
۱۲	(۵) سوانح مولانا روم
۱۲	(۶) موازنہ انیس و دیر
۱۲	(۷) علم الکلام
۱۲	(۸) الکلام
۱۲	(۹) رسائل شبلی
۱۲	(۱۰) درنگ بے لکیر
۱۲	(۱۱) سفرنامہ مصر و روم و شام

تصانیف حکیم مولانا عبدالحی نائب ظم ندوہ

۱۲	(۱) طبیب العالمہ
۱۲	(۲) تعلیم الاسلام
۱۲	(۳) اصلاح

المشتہ شفاعت علی علوی منیر سلم کبک حبیبی امین دکن

تصانیف عبدالحمید صاحب قلم

۱۴	دکھن تندنی	۱۵	ملک الترمیز ورجنا
۳۳	میوہ فتح	۱۵	مصور مہینہ
۳۳	بدن النساء کی مصیبت	۱۵	حسن انجمن
۳۴	ایام عرب	۱۶	شہد و وفا
۳۵	ماہ ملک	۱۶	دلکش و درحہ فی
۳۶	حروب صلیبیہ	۱۶	دلچسپ
۳۷	شوقین ملک	۱۶	فردوس برت
۳۸	نہ وال بغداد	۱۶	سقا سن غازی
۳۹	قیس و لیلة	۱۶	نہ یا روحا
۴۰	غورا فلورنڈا	۱۶	یوسف و نجمہ

تصانیف متفرق

۱۰	مشتوقہ فرنگ	۱۴	چشت الفردوس (ریاض الدرس)
۱۱	جنگ طرابلس (محمود خان)	۱۸	طلسمی قاتوس
۱۲	اودہ کادربار	۲۱	امرا و حاکمان
۱۳	حاجی بفلول	۲۲	نیل گالاسپ

المشتر شفاعت علی علوی نمبر مسلم کتب خانہ بنی بانی

